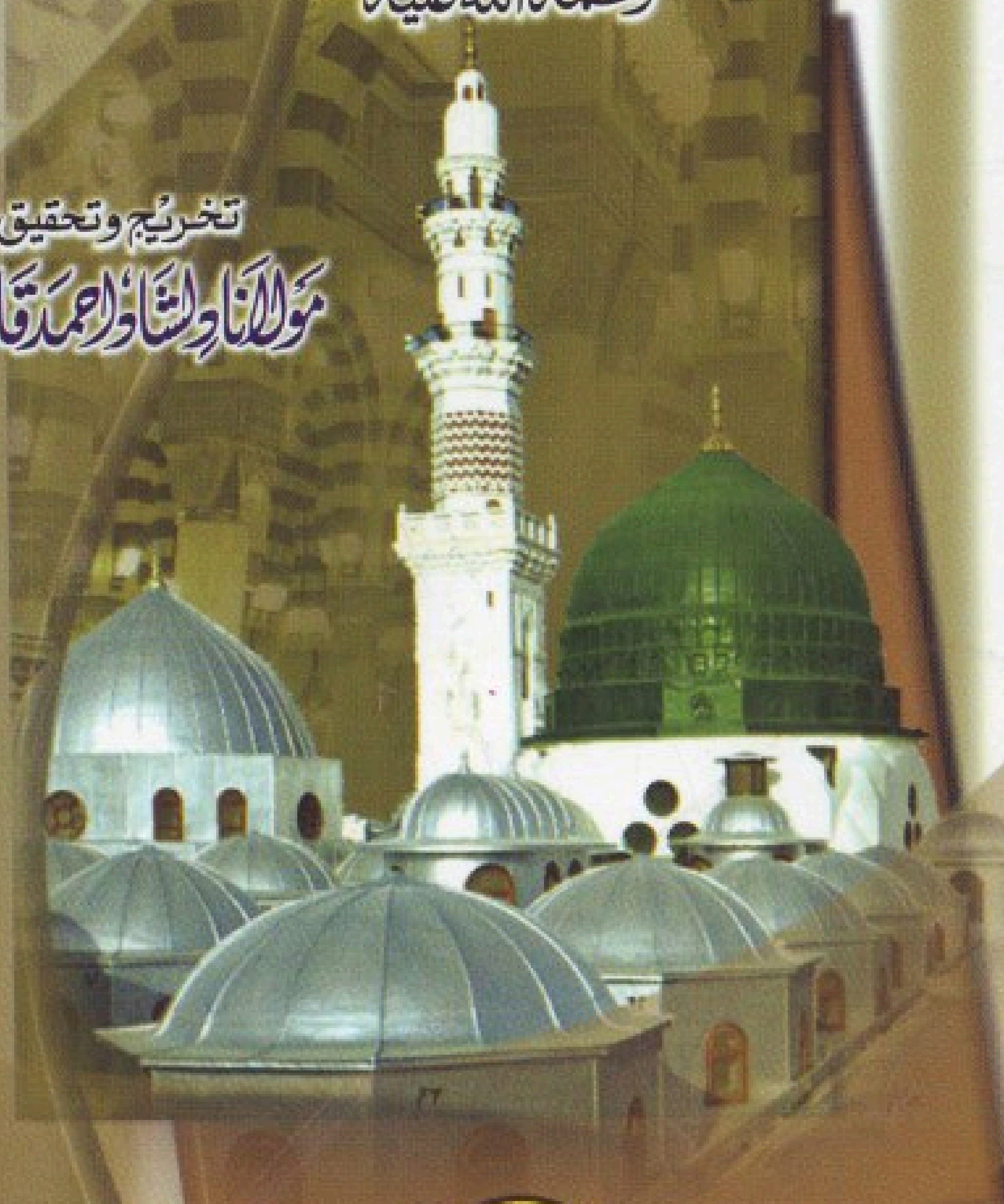
عقائدِ اہلِ سنّت

نبیرۂ فضلِ رسول حضرت مولانا محمد عبد الحامد قادری بدایونی

رحمۃ اللہ علیہ



تخریج وتحقیق

مولانا دلشاد احمد قادری

ناشر:

تاج الفحول اکیڈمی بدایوں

عقائد اہل سنت

نبیرۂ فضل رسول حضرت مولانا شاہ **محمد عبد الحامد** قادری بدایونی

تخریج و تحقیق

مولانا دلشاد احمد قادری

ناشر

تاج الفحول اکیڈمی بدایوں شریف

سلسلۂ مطبوعات (۲۹)

☆ کتاب	:	عقائد اہل سنت
☆ تصنیف	:	حضرت مولانا محمد عبد الحامد قادری بدایونی
☆ تخریج وتحقیق	:	مولانا دلشاد احمد
☆ طبع اول	:	نظامی پریس بدایوں، ۱۹۴۴ء
☆ طبع جدید	:	ذی قعدہ ۱۴۲۹ھ/نومبر ۲۰۰۸ء
☆ تعداد	:	گیارہ سو (۱۱۰۰)
☆ کمپوزنگ	:	عثمانیہ کمپیوٹرز مدرسہ قادریہ بدایوں
☆ ناشر	:	تاج الفحول اکیڈمی بدایوں
☆ تقسیم کار	:	مکتبہ جام نور، ۴۲۲ مٹیا محل جامع مسجد دہلی
☆ قیمت	:	

رابطے کے لئے

TAJUL FAHOOL ACADEMY

Madrsa Alia Qadria, Maulvi Mahalla,Budaun-243601 (U.P.) India

Phone : 0091-9358563720

انتساب

برادر بزرگ

مولانا ارشاد احمد قادری آنولوی مرحوم ومغفور

ولادت ۱۹۷۶ء وفات ۱۹۹۷ء

(فاضل مدرسہ عالیہ قادریہ بدایوں)

کے نام

جوصرف ۲۱/سال کی عمر میں ہمیں سوگوار چھوڑ کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے

رحمة الله عليه رحمة واسعة

پھول تو دو دن بہار جاں فزا دکھلا گئے

حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

دلشاد احمد قادری آنولوی

خادم مدرسہ عالیہ قادریہ، بدایوں شریف

جشن زریں

رنگ گردوں کا ذرا دیکھ تو عنابی ہے　　　　یہ نکلتے ہوئے سورج کی افق تابی ہے

شوال ۱۴۲۹ھ/ مارچ ۲۰۱۰ء میں تاجدار اہل سنت حضرت شیخ عبدالحمید محمد سالم قادری (زیب سجادہ خانقاہ قادریہ بدایوں شریف) کے عہد سجادگی کو پچاس سال مکمل ہونے جارہے ہیں، ان پچاس برسوں میں اپنے اکابر کے مسلک پر مضبوطی سے قائم رہتے ہوئے رشد وہدایت، اصلاح وارشاد، وابستگان کی دینی اور روحانی تربیت اور سلسلۂ قادریہ کے فروغ کے لئے آپ کی جدو جہد اور خدمات محتاج بیان نہیں، آپ کے عہد سجادگی میں خانقاہ قادریہ نے تبلیغی، اشاعتی اور تعمیری میدانوں میں نمایاں ترقی کی، مدرسہ قادریہ کی نشاۃ ثانیہ، کتب خانہ قادریہ کی جدید کاری، مدرسہ قادریہ اور خانقاہ قادریہ میں جدید عمارتوں کی تعمیر، یہ سب ایسی نمایاں خدمات ہیں جو خانقاہ قادریہ کی تاریخ کا ایک روشن اور تابناک باب ہیں۔

بعض وابستگان سلسلہ قادریہ نے خواہش ظاہر کی کہ اس موقع پر نہایت تزک واحتشام سے ''پچاس سالہ جشن'' منایا جائے، لیکن صاحبزادۂ گرامی قدر مولانا اسید الحق محمد عاصم قادری (ولی عہد خانقاہ قادریہ بدایوں) نے فرمایا کہ ''اس جشن کو ہم 'جشن اشاعت' کے طور پر منائیں گے۔ اس موقع پر اکابر خانوادۂ قادریہ اور علماء مدرسہ قادریہ کی پچاس کتابیں جدید آب وتاب اور موجودہ تحقیقی واشاعتی معیار کے مطابق شائع کی جائیں گی، تاکہ یہ 'پچاس سالہ جشن' یادگار بن جائے اور آستانہ قادریہ کی اشاعتی خدمات کی تاریخ میں یہ جشن ایک سنگ میل ثابت ہو''۔ لہٰذا حضور صاحب سجادہ کی اجازت وسرپرستی اور صاحبزادۂ گرامی کی نگرانی میں تاریخ ساز اشاعتی منصوبہ ترتیب دیا گیا اور اللہ کے بھروسے پر کام کا آغاز کردیا گیا، اس اشاعتی منصوبے کے تحت گزشتہ دس ماہ میں ۱۳؍کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں، اب تاج الفحول اکیڈمی منصوبے کے دوسرے مرحلے میں ۱۵؍کتابیں منظر عام پر لارہی ہے، زیر نظر کتاب اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

رب قدیر ومقتدر سے دعا ہے کہ حضرت صاحب سجادہ (آستانہ قادریہ بدایوں) کی عمر میں برکتیں عطا فرمائے، آپ کا سایہ ہم وابستگان کے سر پر تادیر قائم رکھے۔ تاج الفحول اکیڈمی کے اس اشاعتی منصوبے کو بحسن وخوبی پایۂ تکمیل کو پہنچائے اور ہمیں خدمت دین کا مزید حوصلہ اور توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

عبدالقیوم قادری

جنرل سکریٹری تاج الفحول اکیڈمی

خادم خانقاہ قادریہ بدایوں شریف

فہرست مشمولات

☆☆☆

ابتدائیہ

تاج الفحول اکیڈمی بدایوں اپنے اشاعتی منصوبے کے دوسرے مرحلے میں خانوادۂ قادریہ بدایوں کے عظیم وجلیل فرزند حضرت مولانا محمد عبدالحامد قادری بدایونی کی کتاب ''عقائد اہل سنت'' (تصحیح العقائد) ارباب ذوق کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے فخر و مسرت محسوس کررہی ہے۔

مصنف کتاب حضرت مولانا محمد عبدالحامد بدایونی جید عالم، شعلہ بیان خطیب، ملی قائد، مصنف اور صاحب طرز شاعر تھے۔ آپ نے اپنی عملی زندگی کا آغاز مدرسہ شمس العلوم کے نائب مہتمم کی حیثیت سے کیا، پھر اپنے بڑے بھائی مجاہد آزادی مولانا عبدالماجد قادری بدایونی کے ساتھ ملی اور قومی تحریکات سے وابستہ ہوگئے، بعد میں مسلم لیگ میں شامل ہوئے اور قیام پاکستان کی جدوجہد میں شریک رہے، تقسیم کے بعد پاکستان ہجرت کر گئے اور وہاں جمعیۃ علماء پاکستان کے صدر بنائے گئے، مختلف مذہبی اور سیاسی موضوعات پر ۲۰ سے زیادہ کتابیں تصنیف کیں۔ علوم اسلامیہ کی تعلیم کے لئے ایک عظیم منصوبے کے تحت کراچی میں ''جامعہ تعلیمات اسلامیہ'' قائم فرمایا۔ ۱۳۹۰ھ/ ۱۹۷۰ء میں وفات پائی، آپ کی نماز جنازہ شیخ المشائخ حضرت سید شاہ مختار اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب سجادہ سرکار کلاں کچھوچھہ شریف نے پڑھائی، اور اپنے قائم کردہ ادارہ جامعہ تعلیمات اسلامیہ میں سپرد خاک کئے گئے۔ قیام پاکستان کے لئے آپ کی جدوجہد کے اعتراف میں چند سال قبل حکومت پاکستان نے آپ کے نام کا ڈاک ٹکٹ جاری کیا ہے۔

زیر نظر کتاب ''عقائد اہل سنت'' (تصحیح العقائد) اپنے موضوع پر جامع اور مفید کتاب ہے، یہ کتاب ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء میں تالیف کی گئی تھی، اور پہلی بار ۱۹۴۴ء میں بدایوں سے شائع ہوئی، اس کے بعد سے اب تک کتاب کئی مرتبہ شائع ہو چکی ہے، ہماری معلومات میں جو ایڈیشن آسکے وہ درج ذیل ہیں:

(۱) دارالتصنیف بدایوں کی جانب سے مصنف کے صاحبزادوں جناب محمد عابد القادری اور جناب محمد زاہد القادری کے زیر اہتمام نظامی پریس بدایوں سے ۱۹۴۴ء میں پہلی مرتبہ شائع ہوئی۔

(۲) شرکت حنفیہ لمیٹڈ لاہور پاکستان ۱۳۹۸ھ/۱۹۵۱ء۔

(۳) ۱۹۹۵ء/۱۹۹۶ء منجانب طلباء جماعت خامسہ جامعہ اشرفیہ مبارکپور۔

(۴) ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان ۲۰۰۰ء۔

اب تاج الفحول اکیڈمی بدایوں جدید آب و تاب کے ساتھ شائع کر رہی ہے، حتی الامکان کتاب میں موجود آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ، اور علماء کی عبارتوں کی تخریج کر دی گئی ہے، عربی اور فارسی عبارتوں کے ترجموں پر بھی نظر ثانی کر کے ان کو عام فہم بنانے کی کوشش کی گئی ہے، کتاب کی تخریج اور نظر ثانی وغیرہ کا مشکل کام عزیز گرامی مولانا دلشاد احمد قادری (استاذ مدرسہ قادریہ بدایوں) نے انجام دیا ہے، مولانا گزشتہ دو سال سے راقم الحروف کے زیر نگرانی تخریج و تحقیق کا کام کر رہے ہیں، پڑھنے پڑھانے کا اچھا ذوق رکھتے ہیں، مزاج تحقیقی ہے، محنتی اور جفاکش ہیں، اکابر خانقاہ قادریہ بدایوں سے مضبوط رشتۂ ارادت رکھتے ہیں، رب قدیر و مقتدر دارین کی سعادتوں سے بہرہ ور فرمائے۔

مصنف کتاب کے تعارف اور ان کی قومی و ملی خدمات کے سلسلے میں مولانا سید محمد فاروق قادری صاحب کا طویل مضمون بہت جامع ہے، اسی لئے میں نے کوئی نیا مضمون لکھنے کی بجائے اسی کو شامل کتاب کرنا زیادہ مناسب سمجھا، یہ مضمون مولانا بدایونی کی حیات

میں قلم بند کیا گیا تھا مگر پہلی بار ان کی وفات کے بعد شائع ہوا، مولانا بدایونی کے پہلے عرس (۱۹۷۱ء) کے موقع پر ان کے صاحبزادوں نے ''گلدستۂ عقیدت'' کے نام سے ایک مجلّہ شائع کیا تھا، مولانا سید فاروق قادری صاحب کا یہ مضمون اسی مجلّے میں ''اب انہیں ڈھونڈ چراغ رخ زیبا لے کر'' کے عنوان سے شائع ہوا تھا، وہیں سے یہ مضمون لیا گیا ہے، مضمون بہت طویل تھا اس لئے قدرے اختصار اور تلخیص کے ساتھ شائع کیا جارہا ہے۔

رب قدیر و مقتدر تاج الفحول اکیڈمی کی ان دینی خدمات کو قبول فرمائے، اور اکیڈمی کے ارکان کو خدمت دین کی مزید توفیق اور حوصلہ عطا فرمائے۔

۱۸، شوال المکرّم ۱۴۲۹ھ	اسید الحق قادری
۱۹، اکتوبر ۲۰۰۸ء	مدرسہ قادریہ بدایوں

☆☆☆

مولانا عبدالحامد بدایونی حیات اور قومی وملی خدمات

مولانا سید محمد فاروق احمد قادری
کنسلٹنٹ اسلامک اسٹڈیز نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف پبلک ایڈمنسٹریشن
کراچی پاکستان

حضرت مولانا شاہ محمد عبدالحامد القادری البدایونی، مدینۃ الاولیاء بدایوں کے اس روحانی خاندان کے بزرگ تھے جو مدینۂ منورہ سے دہلی قیام کرتا ہوا شاہان دہلی کے حکم پر بدایوں میں بحیثیت مفتی مقیم ہوا۔ اس خاندان کے افراد ابتدا ہی سے علم وفضل کے مرکز رہے۔ بدایوں جیسے علمی شہر میں جسے ''مدینۃ الاولیاء'' کے نام سے پکارا جاتا تھا جہاں اکابر علما اور اجلہ صوفیاء رونق افروز تھے۔ اور جو حضرت مولانا سید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور سید شاہ عرب صاحب رحمۃ اللہ علیہ و حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء کی جائے پیدائش اور مدفن رہا۔ یہاں مولانا بدایونی کے آباء واجداد نے تشریف لاکر علمی، مذہبی، تدریسی، روحانی اور طریقت کی محفلوں میں ایک نئی رونق پیدا کردی۔ یہ علمی خاندان پورے یوپی ہی میں نہیں بلکہ اقطار ہند میں مشہور و مسلم علمی خاندان تھا۔ مولانا بدایونی کے جد اعلیٰ مولانا عبدالمجید صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ مارہرہ شریف (ضلع ایٹہ) کے خاندان سادات سے بیعت تھے اور وہیں سے سند خلافت حاصل فرماکر بدایوں میں روحانی سلسلہ کے مجاز ہوئے۔

آپ کے خاندان میں حضرت مولانا فضل رسول قادری، مولانا غلام محی الدین، مولانا مرید جیلانی صاحب، حضرت تاج الفحول مولانا عبدالقادر، حضرت مولانا مطیع الرسول شاہ عبدالمقتدر قادری، حضرت مولانا عبدالماجد قادری و حضرت مولانا عبدالقدیر سجادہ نشین آستانۂ عالیہ قادریہ بدایوں پورے ہندوستان میں فیض روحانی پہنچاتے رہے۔ اس خاندان کا قدیم "مدرسہ قادریہ" ہے۔ جہاں سے سینکڑوں فاضل علماء فارغ ہوکر نکلے بعد کی ضروریات کے باعث مولانا عبدالحامد بدایونی کے والد بزرگوار حضرت مولانا شاہ عبدالقیوم صاحب قادری نے طلبہ کی علمی اور تعلیمی ضروریات بڑھ جانے کے باعث جامع مسجد شمسی بدایوں میں بڑے پیمانے پر مدرسہ شمس العلوم قائم کیا۔ جہاں سینکڑوں طلبہ حلقۂ درس میں شریک ہوتے۔ مولانا عبدالقیوم صاحب نے اپنے چچا صاحب قبلہ مولانا عبدالقادر سے تکمیل فرمائی۔ اور دہلی میں سند طب حاصل فرمائی۔ حکیم اجمل خاں مرحوم مولانا عبدالقیوم کے ہم سبق رہے۔ مولانا عبدالقیوم کو بارگاہ نبوی اور سیدنا غوث الاعظم کی ذات قدسیہ میں شغف تھا۔ شاید ہی کوئی دن ایسا ہو جس میں آپ شرف زیارت سے مالا مال نہ ہوتے ہوں یہ خاندان رد وہابیہ اور دیگر بد مذہب فرقوں کے رد میں ممتاز تھا۔ مولانا عبدالقیوم ہندوستان کے اہل سنت کے طبقے کی تنظیم اور ذکر رسول کی بلندی میں سر بکف رہتے تھے۔ پٹنہ میں علما کا ایک عظیم الشان اجتماع منعقد ہونے والا تھا جس میں شرکت کے لئے آپ تین سو علماء کی ہم رکابی میں پٹنہ (بہار) تشریف لے گئے۔ راستے میں ایک اسٹیشن پر نماز عصر کے لئے اترے اور جماعت کے ختم کے بعد گاڑی میں چڑھ ہی رہے تھے کہ گاڑی چل دی۔ اور آپ ریل کے پہیوں میں لپٹ گئے۔ بدقت دشواری ٹرین کو روکا گیا حضرت مولانا عبدالقادر کئی سو علماء کے ساتھ ٹرین کے باہر تشریف لائے اور ملاحظہ فرمایا کہ مولانا عبدالقیوم صاحب پہیئے میں لپٹے ہوئے ہیں اور یا غوث کا ذکر فرما رہے ہیں۔ انتہائی مشکل سے جسم مبارک کو نکالا گیا اسٹیشن کے قریب ہسپتال میں ایک انگریز ڈاکٹر مامور تھا۔ جس نے پہلے تو زخموں کی کثرت کے باعث مایوسی ظاہر کی۔ بعد میں کچھ سوچ کر ستر ٹانکے لگائے اور دس دن کے قیام میں

زخم مندمل ہونے لگے۔ مولانا کو جب بھی ہوش آتا یہی فرماتے کہ مجھے پٹنہ لے چلئے تاکہ میں اس تاریخی اجلاس کی زیارت کرسکوں۔ ڈاکٹر نے ہرچند منع کیا مگر آپ کا اصرار اس کے انکار پر غالب آیا، چنانچہ آپ تمام اکابر علما کی ہمراہی میں پٹنہ تشریف لائے۔ تمام علماء چشم براہ تھے جلسہ انتہائی اہتمام و جوش سے منعقد ہوا حکیم صاحب کی چارپائی ڈائس پر رکھی گئی۔ آپ نے تمام تقاریر سماعت فرمائیں صلوٰۃ و سلام کے موقع پر گریہ طاری ہوا۔ اور آپ جوش میں آکر مؤدبانہ انداز میں کھڑے ہوگئے آپ کا کھڑا ہونا تھا کہ تمام ٹانکے ٹوٹ گئے اور عین اسی معراج عشق و عقیدت کے عالم میں آپ کی روح قیود جسم سے آزاد ہوکر عالم بالا کو پرواز کرگئی۔

مولانا عبدالحامد القادری البدایونی نے ایسے بزرگ خاندان میں پرورش پائی۔ ابتداءً اپنے آبائی اجدادی مدرسۂ قادریہ میں اپنے پیر و مرشد حضرت مولانا عبدالمقتدر سے کتابیں پڑھیں (مولانا بدایونی نے ابتدائی کتابیں حضرت عاشق الرسول مولانا عبدالقدیر قادری بدایونی سے مدرسہ قادریہ میں پڑھیں۔ اسید) بعد ازاں حضرت مولانا محبّ احمد، مولانا حافظ بخش، مولانا مفتی محمد ابراہیم، مولانا مشتاق احمد کانپوری، (اولاد حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) مولانا واحد حسین اور مولانا عبدالسلام فلسفی سے تعلیم حاصل کی۔ آخر زمانے میں الٰہیات کی تکمیل اور قرأت قرآن شریف کے شوق میں آپ دو سال تک مدرسہ الٰہیہ کانپور میں مقیم رہے اور وہاں سے بدایوں آکر مدرسہ شمس العلوم کے نائب مہتمم مقرر ہوئے۔ تقریر و خطابت اور وعظ گوئی آپ کے خاندان کا ہمیشہ طرۂ امتیاز رہا، چنانچہ مدرسہ شمس العلوم کے سالانہ جلسوں میں آپ کی تقاریر خصوصی اہمیت کی حامل ہوتی تھیں۔

تین سال تک مدرسہ شمس العلوم میں مولانا بدایونی درس دیتے رہے اور اسی کے ساتھ ساتھ ہندوستان کے مختلف مذہبی اور قومی جلسوں میں بھی شریک ہوتے رہے۔

مولانا کا خاندان اور جذبۂ جہاد:

حضرت مولانا عبدالحامد القادری کے اجداد کبار ایک طرف تو تصوف اور علم کے اعلیٰ

مقام پر فائز تھے۔ تو دوسری طرف انگریزوں سے دلی نفرت رکھتے تھے۔ ان میں اکثر و بیشتر افراد تو ایسے تھے جو انگریزوں سے کسی قیمت پر ملنا تک گوارا نہ کرتے تھے۔ برصغیر میں انگریزوں کے داخلے اور قبضے کے وقت مولانا بدایونی کے ایک محترم بزرگ حضرت مولانا فیض احمد بدایونی نے علامہ فضل حق خیر آبادی کے ساتھ (جن کے خاندان سے مولانا بدایونی کے اجداد علمی حیثیت سے وابستہ تھے) انگریزوں کے خلاف کھلم کھلا تحریک شروع کی۔ اس وقت سے لے کر حضرت مولانا عبد المقتدر کی حیات مبارکہ تک یہ حال رہا کہ آپ طلبہ اور مریدین سے اکثر و بیشتر فرمایا کرتے ''انگریزوں سے جہاد کی تیاری کرو''۔ چنانچہ حریت و آزادی کے جذبات خاندان مجیدی کے تمام افراد میں موجود تھے تا آنکہ انگریزوں نے ترکوں کو ختم کرنے کے لئے ناپاک کوششیں کیں۔ حضرت مولانا عبد المقتدر قادری جیسا ولی کامل راتوں کو ترکوں کی کامیابی کے لئے دعائیں مانگا کرتا۔ ''ایڈریانوپل'' کی فتح کی خوشی میں ایک عظیم الشان جلسہ ترتیب دیا گیا جس میں ہزاروں افراد جامع مسجد شمسی بدایوں میں جمع تھے۔ حضرت مولانا عبد المقتدر رحمۃ اللہ علیہ نے اس جلسہ میں دعا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ''انگریزوں کے خلاف جہاد کرنا فرض ہے۔ جو انگریز ہمارے مقامات مقدسہ پر قبضہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں وہ سن لیں ایک دن ایسا آئے گا کہ انگریزوں کو ہندوستان چھوڑنا پڑے گا، اور جو ہاتھ مقامات مقدسہ پر گولہ باری کر رہے ہیں، مستقبل میں لندن کے قلعے پر بھی گولے برسائیں گے'' یہ وہ وقت تھا جب کہ لوگ انگریزوں کے خلاف کوئی جملہ بھی نہ نکال سکتا تھا۔

اسی زمانے میں حضرت مولانا عبد الباری فرنگی محلی نے رئیس الاحرار مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی خادم کعبہ کو پہلی بار لکھنؤ سے حضرت مولانا عبد المقتدر کی خدمت اقدس میں روانہ فرمایا۔ یہ دونوں بھائی بدایوں شریف تشریف لا کر آستانۂ عالیہ قادریہ کے ان کمروں میں ٹھہرائے گئے جہاں مولانا احمد رضا خاں بریلوی اور دیگر علماء و فضلاء قیام فرمایا

کرتے تھے۔ حضرت مولانا عبدالمقتدر (جن کا اکثر و بیشتر وقت یادالٰہی اور اس کے بعد پڑھنے پڑھانے میں گزرتا تھا) نے حضرت مولانا عبدالماجد القادری وحضرت مولانا عبد الحامد بدایونی کوحکم دیا کہ علی برادران کی خاطر وتواضع میں کمی نہ کی جائے آخر میں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ بعض چیزیں خود اپنے ہاتھ سے تیار کریں گے۔ فراغت طعام کے بعد اپنے خاندان کے بڑوں اور چھوٹوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ''علی برادران، اسلام کے سچے اور مخلص مجاہدین ہیں جو انگریزوں کے خلاف صف آرا ہیں، اپنے خاندان کے لوگوں کو عموماً اور مولانا حامد میاں، مولانا ماجد میاں کو خصوصاً حکم دیتا ہوں کہ یہ دونوں انگریزوں کے خلاف تحریکات میں ان کا ہاتھ بٹائیں، چنانچہ مولانا بدایونی اور آپ کے برادر بزرگ مولانا عبدالماجد بدایونی نے اپنے پیرومرشد کے حکم کے مطابق ہندوستان کے ایک ایک گوشہ میں پہنچ کر تحریک خلافت کو مستحکم اور مضبوط کیا مولانا عبدالحامد بدایونی ڈسٹرکٹ خلافت کمیٹی بدایوں کے جنرل سکریٹری رہے۔ یوپی خلافت پراونشل کمیٹی اور سنٹرل خلافت کمیٹی بمبئی کی مجلس عاملہ کے رکن رہے۔ اور پورے ہندوستان کے صوبجات میں تحریک خلافت کے پیغام کو مقبول بنانے میں منہمک رہے۔

تحریک خلافت:

تحریک خلافت مسلمانوں کی زندگی میں ایک ایسی عظیم الشان تحریک تھی جس نے ہندوستان اور عالم اسلام کے ٹوٹے ہوئے رشتوں کو ایک مرتبہ پھر جوڑ دیا۔ اور مسلمان جسم واحد کی طرح ایک ہو گئے۔ ترکوں کی امداد اور تحریک آزادی کو مؤثر بنانے کے لئے علی برادران اور زعمائے خلافت نے گاندھی جی کو انتہائی کوششوں کے بعد اپنے ساتھ شامل کیا اور ہزار ہا روپیہ گاندھی کی لیڈری اور ہندو مسلم اتحاد کی خاطر خرچ کیا۔ لیکن تجربے اور مشاہدے نے اس چیز کو واضح کر دیا کہ گاندھی جی اور ہندو قوم مسلمانوں کی اس تنظیم کو کسی طرح گوارا نہ کر سکے۔ پنڈت مالویہ، پٹیل اور تمام ہندو زعماء ہر موقع پر در پردہ اس عظیم

تحریک کے خلاف سازشوں میں مصروف رہے۔ چنانچہ ایک طرف چورا چوری ڈھونگ رچایا گیا تو دوسری طرف متھرا، آگرہ وغیرہ کے اضلاع میں مسلمانوں کو آریہ بنانے کی منظم مہم شروع کی گئی اور وہ گاندھی جی جنھیں علی برادران میدان سیاست میں لائے تھے، شردھانند کی تحریک آریہ سماج سے خلا ملا کی باتیں کرنے لگے۔ دوسری جانب اسمبلی میں نہرو رپورٹ پیش ہوگئی۔ یہ رپورٹ مسلمانان ہند کی غیرت قومی کے لئے ایک چیلنج تھی۔ مولانا محمد علی اس رپورٹ کے بعد اور علامہ بدایونی صاحب شدھی کے آغاز کے وقت کانگریس سے علیحدہ ہوگئے اور جہاں جہاں شدھی کا کام کیا جارہا تھا ان حلقوں میں پہنچ کر مستقل طریقے سے تبلیغی جدوجہد شروع کردی۔ اور مرکزی تبلیغ الاسلام انبالہ آگرہ کی جمیعت میں ایک فعال رکن کی حیثیت سے شریک ہوگئے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ تحریک خلافت نے اپنے تمام کارکنوں کے اندر باہم محبت و اخلاص کی ایک لہر دوڑا دی تھی۔ بایں ہمہ تحریک خلافت بعض وجوہات کے باعث ایک مستقل سیاسی تحریک کی حیثیت حاصل نہ کرسکی مگر ہندوستان کے مسلمان کے قلوب واذہان میں آزادی کی بے انتہا تڑپ پیدا کرنے میں تحریک خلافت کے کردار کو کوئی بھی غیر جانبدار مؤرخ نظر انداز نہیں کرسکتا۔

مسلم کانفرنس اور مولانا بدایونی:

تحریک خلافت کے بعد ہز ہائی نس آغا خان کی صدارت میں مسلم کانفرنس کی بنیاد پڑی جس کے پہلے جنرل سکریٹری مولانا شفیع داؤدی تھے اور خلافت کے تمام زعماء جن میں مولانا بدایونی صف اول میں شامل تھے، مسلم کانفرنس کی تحریک میں شریک ہوگئے۔ تا آنکہ لندن میں راؤنڈ ٹیبل کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس کی معرکۃ الآرا تقریر رئیس الاحرار مولانا محمد علی جوہر کی تھی جو یادگار زمانہ سمجھی گئی۔ جسے مولانا بدایونی نے مجلس خلافت کمیٹی بدایوں کی جانب سے کتابی شکل میں شائع کیا۔

رئیس الاحرار مولانا محمد علی جوہر کا اس کانفرنس کے زمانے میں انتقال ہو گیا اور آپ کی میت بیت المقدس میں دفن کی گئی لندن کانفرنس کے بعد مسٹر جناح نے مسلمانان ہندوستان کے مطالبات کو وزنی اور مؤثر بنانے کے لئے اولاً مولانا شوکت علی اور نواب اسمٰعیل خاں سے مشورے کئے اور طے کیا کہ مولانا شوکت علی کی قیام گاہ واقع قرول باغ دہلی میں ہندوستانی مسلمانوں کی مختلف جماعتوں کو مدعو کیا جائے۔ چونکہ مولانا بدایونی یو پی میں جمعیۃ علماء کو منظم فرما چکے تھے۔ لہٰذا وہ اس کی طرف سے مندوب ہو کر دلی کانفرنس میں شریک ہوئے۔ اور بعدہ خلافت کی وہ جماعت جو ہندوستان کے مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت کی حیثیت رکھتی تھی اس کے اکثر و بیشتر افراد مسٹر جناح کے مؤید ہو گئے۔ مسٹر جناح نے طے فرمایا کہ ہونے والے انتخابات میں مسلمانوں کی نمائندگی صرف مسلم لیگ کرے گی۔ تمام صوبہ جات میں پارلیمینٹری بورڈ تشکیل دیئے گئے اور انتخابی دورے شروع ہو گئے۔ جمعیۃ علمائے ہند دہلی جو کانگریس پرستی میں مشہور و یگانہ حیثیت رکھتی تھی اس کے چند ارکان کچھ دنوں تک مسٹر جناح کے ساتھ رہے لیکن بعد میں یہ تمامی افراد کانگریس کے ہم نوا ہو گئے۔ علامہ بدایونی یوپی، سی پی، بہار، اڑیسہ، بنگال، آسام، بمبئی، کراچی، سندھ، بلوچستان، پنجاب صوبہ سرحد کے دور افتادہ مقامات پر مسلم لیگ کے انتخابات میں نمایاں طور پر لیگ کے لئے سرگرم عمل رہے۔ خان برادران کے مقابلے میں جو معرکہ ہوا اس میں مولانا بدایونی کی گراں قدر خدمات ایسی ہیں کہ آپ کو ''فاتح سرحد'' کا خطاب دیا گیا۔ اسی طرح سلہٹ بنگال جہاں مولانا حسین احمد ٹانڈوی کا اثر خاص تھا اور جسے مولانا کا حصن حصین کہا جاتا تھا علامہ بدایونی نے کانگریسی طائفے کے مقابلے میں الحمدللہ شاندار طریقے سے مسلم لیگی امیدوار کو کامیاب بنایا۔ ہندوستان کے تمام گوشوں میں مسلم لیگ کانفرنسیں ہوئیں۔ ان کانفرنسوں میں مولانا بدایونی شریک ہوتے اور مسلم لیگ کو مستحکم کرنے اور پاکستان کے قیام کی تحریک کو نہایت ہی مؤثر اور دل نشین انداز میں پیش فرماتے۔

یہ خصوصیت مولانا بدایونی کو ہی حاصل رہی کہ آپ مسلم لیگ کے اسٹیج سے ہمیشہ مذہبی داعیات پیش کرتے رہے۔ مولانا کی تقریروں میں ہمیشہ یہ پہلو نمایاں رہتا کہ ہم ایسا پاکستان بنانا چاہتے ہیں جہاں کتاب وسنت کے مطابق حکومت کی جائے اور جہاں ایسا معاشرہ تیار کیا جائے جو حرام کاریوں سے دور ہو، اور فواحش کا مرتکب نہ ہو۔

قائداعظم محمد علی جناح اور خان لیاقت علی خاں نے ایک وفد سعودی عربیہ مولانا بدایونی کی سربراہی میں روانہ کیا۔ جو ظاہری طور پر تو حاجیوں کا ٹیکس بند کرانے کے سلسلہ میں بھیجا گیا مگر اصل غرض یہ تھی کہ حجاج کرام اور دنیائے عرب کو مسلم لیگ کے موقف سے روشناس کرایا جائے۔ چنانچہ علامہ بدایونی، مولانا عبد العلیم صدیقی اور سیدنا طاہر سیف الدین (روحانی پیشوا جماعت بوہرہ) کے نمائندے ملا عبد الرسول نے شبانہ روز جد و جہد کی۔ الحمد للہ کہ وفد اور سلطان ابن سعود کے مابین کامیاب مذاکرات ہوئے۔ سلطان ابن سعود نے وفد کے نقطۂ نگاہ کو توجہ سے سننے کے بعد تسلیم کرلیا کہ حاجیوں پر ٹیکس لگانا ناجائز ہے۔ اس وفد کی کوششوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایک طرف تو مصر، عراق، شام، انڈونیشیا کے لوگ مسلم لیگ اور پاکستان کے موقف سے متعارف ہو گئے اور دوسری طرف سلطان ابن سعود نے ۴۰۰ روپے سے زیادہ کا حج ٹیکس ختم کر دیا۔ تا آنکہ پاکستان مولانا شوکت علی، علامہ بدایونی، نواب اسمٰعیل خاں اور تمام ارکان خلافت کی قربانیوں اور مساعی کی بدولت بن گیا۔

مولانا بدایونی کی کراچی میں مصروفیات اور مشاغل

مرکزی مہاجرین کمیٹی کا قیام:

کیونکہ مہاجرین کا ایک سیلاب سراسیمگی کی حالت میں کراچی کی طرف چلا آ رہا تھا اور اس کا کوئی نظام موجود نہ تھا اس لئے مہاجرین کو شدید پریشانیوں اور مصیبتوں کا سامنا تھا۔ اس لئے مولانا بدایونی نے اپنی پہلی قیام گاہ واقع آدم مسجد میں تقریباً ہندوستان کے ہر

صوبے اور علاقے کے نمائندوں کا ایک عظیم الشان جلسہ مدعو کر کے مرکزی مہاجرین کمیٹی کی بنیاد ڈالی اور تھوڑے ہی عرصے میں مرکزی مہاجرین کمیٹی مہاجرین کی سب سے بڑی جماعت بن گئی۔ جس کے عمومی جلسے میدان آرام باغ اور شہر کے بڑے بڑے حصوں میں منعقد ہوتے۔ مہاجرین کی ضروریات کو پورا کیا جاتا اور مستقل دوڑ دھوپ کر کے ارباب حکومت سے ضروریات پوری کرالی جاتیں۔ بدقسمتی سے اس وقت عمال میں بعض افراد مہاجر کش ذہنیت کے بھی تھے جنھیں مہاجرین کی تنظیم کسی طرح پسند نہ تھی۔ اور وہ مہاجرین کے مطالبات کو قبول کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔ مسائل میں مسلسل پیچیدگیاں بڑھتی گئیں۔ مگر مرکزی مہاجرین کمیٹی نے طے شدہ مطالبات کا کام جاری رکھا۔

مولانا بدایونی کی گرفتاری:

یہ حالات کی انتہائی ستم ظریفی اور مقام حیرت ہے کہ مولانا بدایونی جیسی شخصیت جسے انڈیا میں کانگریس حکومت گرفتار نہ کرسکی اور جس شخص نے اپنی زندگی کے دس قیمتی سال مسلم لیگ اور پاکستان کے لئے قربان کر دیئے۔ اس کو چند خودغرض عمال نے اپنے ذاتی جذبہ کے تحت کراچی جیل میں سیفٹی ایکٹ کے تحت تین ماہ کے لئے ڈال دیا۔ مولانا بدایونی کراچی جیل کے اس کمرے میں رکھے گئے جہاں کبھی مولانا محمد علی جوہر رکھے گئے تھے آپ نے کراچی جیل میں قیدیوں کی تعلیم ان کی اخلاقی حالت کی درستی اور تحریک نماز میں اپنا بیشتر وقت صرف کیا اور جیل والوں کو نمازی بنا دیا۔ مولانا نے کراچی جیل میں یوم میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، یوم حسین، یوم سیدنا غوث الاعظم، جیسی تقاریب کی ابتداء بھی کی۔ تین مہینے کی مدت گزارنے کے بعد مولانا جیل سے باہر آئے۔

جشن میلاد النبی اور مولانا بدایونی:

مولانا بدایونی نے ابتداءً جمعیۃ علمائے پاکستان کے قیام کے بعد جشن میلاد نبوی کی تحریک کو اپنے ہاتھ میں لیا۔ اور جمعیۃ علمائے پاکستان اور مرکزی مہاجرین کمیٹی کی جانب

سے پہلے سال جلوس نبوی، عظیم الشان جلسہ میلاد اور شہر میں چراغاں کرنے کا اہتمام کیا۔ خواجہ شہاب الدین اور مسٹر محمد ایوب کھوڑو (اس وقت کے وزیر اعلیٰ سندھ) سے ملاقاتیں کیں۔ خواجہ برادران نے اول تو عید میلاد اور چراغاں پر مذہبی حیثیت سے بعض شبہات کا اظہار فرمایا لیکن مولانا بدایونی کے دلائل اور معلومات سے لبریز مضمون سننے کے بعد آرام باغ کے جلسۂ عام میں شریک ہونے کا وعدہ کرلیا۔ یہ پہلا جلسہ کراچی کی تاریخ میں عدیم المثال جلسہ تھا جس میں خواجہ ناظم الدین، خواجہ شہاب الدین اور مسٹر ایوب کھوڑو نے شرکت کی۔ اسی طرح جو جلوس اس سال مسٹر ایوب کھوڑو کی قیادت میں نکالا گیا اس جیسا جلوس کراچی میں پھر کبھی نہیں نکلا اور نہ اس جیسا چراغاں کبھی ہوسکا۔ مولانا بدایونی کا یہ اقدام اول ان کی کراچی کی زندگی میں ایک بہترین اقدام تھا جو طبقہ اہل سنت کے معمولات دیرینہ کے لئے ایک مستقل شاہ راہ بن گیا۔

دستور سازی اور مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان:

جمعیۃ علمائے پاکستان نے جس وقت میلاد کانفرنس کامیابی کے ساتھ ختم کرلی اس وقت پاکستان کے دستور کا مسئلہ شروع ہو چکا تھا۔ جمعیۃ علمائے پاکستان نے تقریباً ۷ یا ۸ عظیم الشان سالانہ کانفرنسیں منعقد کیں جن میں صوبہ سرحد سندھ، بلوچستان، پنجاب، مشرقی پاکستان کے علماء اور مشائخ سینکڑوں کی تعداد میں شریک ہوتے رہے (حضرت نور المشائخ پیر طریقت ملائے شور بازار، فضل عمر فاروق مجددی افغانی، حضرت پیر شاہ آغا صاحب، عبد اللہ فاروقی مجددی سرہندی، حضرت پیر بھرچونڈی شریف، حضرت پیر ہمایوں، حضرت پیر شوری صاحب، حضرت مولانا ابو الحسنات صاحب قادری، حضرت مولانا شاہ احمد سعید کاظمی، حضرت مولانا سید مسعود علی قادری، صاحبزادہ فیض الحسن، مولانا قاری طفیل احمد صاحب اور مقامی علماء و مشائخ کافی تعداد میں شرکت فرماتے رہے اور اپنے خیالات عالیہ سے سرفراز فرماتے رہے۔) جمعیت کی ان کانفرنسوں میں اور عمومی جلسوں میں بتایا جاتا رہا

کہ جن لوگوں نے پاکستان بنایا ہے اور اس کے لئے قربانیاں دی ہیں ان کی متفقہ خواہش ہے اور مطالبہ ہے کہ پاکستان کا وہی دستور قابل قبول ہوگا جو کتاب وسنت اور فقہ اسلامی کے مطابق ہو۔ جمعیۃ علمائے پاکستان نے تمام مشائخ وعلما کو اپنے پلیٹ فارم پر یکجا کرلیا۔

کشمیر کانفرنس میں وزرائے حکومت پاکستان خواجہ شہاب الدین اور نواب مشتاق احمد گورمانی بھی شریک ہوتے رہے۔ سردار محمد ابراہیم خان اور دوسرے بڑے بڑے زعماء جمعیۃ علمائے پاکستان کے جلسوں میں شریک ہوئے۔ جمعیۃ علمائے پاکستان کی کانفرنس آرام باغ اور جہانگیر پارک اور ککری گراؤنڈ میں منعقد ہوا کرتی تھی۔ جس میں کراچی کے لاکھوں مسلمان شریک ہوتے رہے اور سب کا یہی متفقہ مطالبہ رہا کہ دستور وہی قابل قبول ہوگا جو کتاب وسنت اور احکام فقہ کے مطابق ہو۔ مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان نے دستور کے سلسلے میں اپنے مسودات بھی شائع کر کے حکومت کے حوالے کئے (۳۳ علماء کا جو اجتماع کراچی میں دستور کی ترتیب کے لئے منعقد ہوا اس کے اندر علامہ بدایونی مولانا مفتی داد خان نے مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان کی طرف سے نمائندگی فرمائی) جمعیۃ علمائے پاکستان کے اغراض ومقاصد میں پاکستان کی حفاظت وصیانت داخل تھی۔ چنانچہ پاکستان کی تبلیغ و اشاعت کے لئے اس کے وفود نہ صرف پاکستان بلکہ مصر، حجاز، عراق، ترکی، لندن، روس، چائنا، الجزائر، تیونس، کویت ایران، بحرین بھی گئے اور انتہائی مفید خدمات انجام دیتے رہے۔ (آج تک ان ممالک کے علماء، مشاہیر علامہ بدایونی کو یاد فرماتے ہیں۔ مصر، عراق سعودی عربیہ، تیونس کویت وغیرہ سے خط وکتاب رہتی ہے۔) جمعیۃ علمائے پاکستان نے حسب ذیل مشاہیر عالم اسلامی سے ملاقاتیں کیں اور ان میں سے اکثر کو اپنے یہاں کے اجتماعات میں مدعو بھی کیا۔

۱۔ مفتی اعظم فلسطین سید امین الحسینی

۲۔ جناب بورقیبہ، صدر حکومت تیونس

۳۔شاہ ایران

۴۔شاہ فیصل (عراق)

۵۔وزرائے کویت و بحرین

۶۔شیخ محمد سرور الصبان سکریٹری جنرل، رابطہ عالم اسلامی

عالم اسلام کے طلبہ اور قائدین بھی جمعیۃ علمائے پاکستان کے اجتماعات میں شریک رہے۔مملکت پاکستان کے گورنر جنرل اسکندر مرزا، جناب سردار عبدالرب نشتر مرحوم، ڈاکٹر سیدنا طاہر سیف الدین امیر جماعت بوہرہ، مسٹر آغا اصفہانی، علامہ رشید ترابی و دیگر فرقہ کے بہت سے زعما جمعیۃ کے اسٹیج پر تشریف لاکر خطاب کرتے رہے جناب دین محمد گورنر سندھ اور دوسرے اکابر بھی جمعیۃ کے جلسوں میں شریک ہوتے رہے۔

مولانا بدایونی نے مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان کو پوری دنیائے اسلامی میں متعارف کراتے ہوئے دنیائے اسلام سے جمعیۃ علمائے پاکستان کے تعلقات کو مستحکم بنیاد پر قائم کردیا۔اور مرکزی جمعیۃ علماء پاکستان کے کاموں میں پاکستان کے علاوہ عالم اسلامی کے مسائل خاص طور پر سامنے رہے عالم اسلامی کا شاید ہی کوئی اہم مسئلہ ایسا ہو جس میں جمعیۃ علمائے پاکستان کی آواز اور اعانت شامل نہ رہی ہو جمعیۃ علمائے پاکستان وقتاً فوقتاً مختلف زبانوں میں اپنا لٹریچر شائع کرتی رہی ہے۔خصوصیت کے ساتھ حج ٹیکس اور حفاظت و بقائے گنبد خضرائے مقدسہ کی تحریک کے لئے چودہ ارکان پر مشتمل جو وفد مولانا بدایونی کی قیادت میں حجاز مقدس بھیجا گیا۔اس سلسلے میں مضامین بزبان عربی فارسی اور ترکی اور اردو شائع کئے گئے۔اسی طرح جن جن ممالک میں مولانا بدایونی نے پہنچ کر کام کیا ان کی رودادیں بھی مختلف زبانوں میں شائع ہوتی رہیں۔مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان اصلاح اخلاق معاشرہ اور انسداد محرمات کے لئے پوری سرگرمی سے کام کرتی رہی۔ یوم انسداد محرمات اور بداخلاقیوں کی روک تھام کے لئے علامہ بدایونی مسلسل قلمی جہاد فرماتے رہے۔

مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان نے اپنی حکومت کو وقتاً فوقتاً یہی مشورہ دیا کہ وہ کتاب و سنت اور احکام فقہ کی روشنی میں کام کرے اور ایسے مسودات تیار کرائے جو کتاب و سنت اور احکام الٰہی کے مطابق ہوں چنانچہ حکومت پاکستان نے ایک بنیادی و اساسی کام یہ کیا کہ ایک اسلامی مشاورتی کونسل قائم کردی جس کے حضرت علامہ بدایونی بھی ایک رکن تھے اور آپ پوری آزادی کے ساتھ محرمات کے انسداد اور بندشوں کے متعلق اپنی سفارشات قلمبند فرما کر کونسل کو دیتے رہتے تھے شراب نوشی، سود، اور دیگر محرمات کے خلاف آپ حکومت کو اپنی سفارشات دیتے رہتے ہیں۔

مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان نے کسی وقت بھی اپنے مذہبی موقف کو ترک نہ کیا۔ اور نہ کبھی پاکستان کی سالمیت اور حفاظت کے جذبے سے اپنے کو خالی رکھا۔

مرکزی جمعیۃ علماء اور عالم اسلامی کی تحریکات:

مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان جہاں اندرون پاکستان مذہبی اور قومی معاملات میں مشغول اور ملت مسلمہ پاکستان کے معاشرے کی اصلاح و درستی میں مشغول رہی۔ وہ ۱۹۴۷ء سے لے کر اب تک مسلسل عالم اسلامی کے مسائل میں بھی دلچسپی لیتی رہی پاکستان میں عالم اسلامی کے جس قدر مشاہیر تشریف لائے ان سب کو اپنے یہاں مدعو کرتی رہی۔ علامہ بشیر ابراہیمی الجزائری۔ مفتی اعظم فلسطین اور سربراہان ممالک اسلامی کو جمعیۃ علمائے پاکستان کے صدر مولانا بدایونی مدعو کرتے رہے۔ مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان کے موقر وفود متعدد بار سعودی عربیہ، مصر، عراق (یوکے، روس، چین) جزائر، تیونس، نائیجیریا، کویت، ایران، بحرین جیسے ممالک میں جا کر کام کرتے رہے۔ پاکستان و عالم اسلامی سے تعلقات کو مستحکم رکھنا جمعیۃ کا اولین فریضہ رہا۔ سربراہان ممالک اسلامیہ میں ہز میجسٹی شاہ فیصل (سعودی عربیہ) جمال ناصر صدر جمہوریہ مصر، صدر عراق، صدر تیونس، شہنشاہ ایران، شیخ کویت، شیخ بحرین سے علامہ بدایونی اور ان کے رفقاء نے ملاقاتیں کیں۔ وفود میں مغربی پاکستان اور

مشرقی پاکستان کے زعماء وعلماء بھی شریک رہے۔ مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان کے صدر مولانا بدایونی تمام علما سے اتحاد کی تحریک کو عملاً مستحکم کرتے رہے۔

یہودیوں اور عربوں کی جنگ:

مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان مولانا بدایونی کی قیادت میں ایک ایسی متحرک، زندہ جماعت رہی جس نے کسی وقت بھی عالم اسلامی کے معاملات سے بے پروائی اختیار نہیں کی۔ جیسے ہی عربوں اور یہودیوں کی جنگ کی اطلاعات اخبارات میں شائع ہوئیں سب سے پہلے مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان نے عربوں کی اس لڑائی کو جہاد قرار دیا۔ اور بڑے بڑے پوسٹر شائع کیئے۔ اولاً مجلس عاملہ کے ارکان کا ایک جلسہ منعقد کیا گیا۔ بعد ازاں میدان آرام باغ میں کراچی کی بارہ سیاسی جماعتوں کے اشتراک عمل سے مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان کا ایک اہم جلسہ سفیر شام کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں پوری قوت کے ساتھ یہودیوں کی حملے کی شدید مذمت کی گئی اور عربوں کی حمایت کا اعلان کیا گیا۔ اس کے بعد مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان نے عربوں کی امداد کے لئے ایک تحریک مساجد میں شروع کی۔ ایک ہفتے کی اندر اندر ڈھائی ہزار روپے کے کمبل شرق اردن روانہ کیئے گئے۔ اور کئی صد روپیہ صدر پاکستان کے عرب فنڈ میں جمع کیا گیا۔ مولانا بدایونی یہودیوں کی جنگ کے آغاز سے لے کر اس وقت تک اپنے بیسیوں بیانات میں عرب اتحاد پر زور دیتے ہوئے برابر کہہ رہے ہیں کہ بیت المقدس تمام عالم اسلامی کے مسلمانوں کا قبلۂ اول ہے اس لئے بیت المقدس کی جنگ تمام عالم کے مسلمانوں کی جنگ ہے۔ الحمدللہ حکومت پاکستان کا موقف نہایت عمدہ اور واضح رہا۔ جسے عربوں نے بھی کافی پسند کیا۔ جمعیۃ علمائے پاکستان جب تک بیت المقدس اور اس کے علاقے عربوں کو واپس نہ مل جائیں خاموشی سے نہ بیٹھے گی۔

مولانا بدایونی اور اصلاح قوانین پاکستان:

چونکہ حضرت علامہ بدایونی حکومت پاکستان کو شروع سے یہ مشورہ دیتے چلے آئے

ہیں کہ وہ اپنے دستور کو کتاب وسنت کے مطابق بنائے اس لئے حکومت پاکستان نے کئی سال ہوئے قوانین کی درستی کے لئے ایک بورڈ بنایا جس کا نام اسلامی مشاورتی کونسل رکھا مولانا بدایونی اس مشاورتی کونسل میں شروع سے لے کر اس وقت تک ایسی تجاویز پیش کرتے رہے کہ جن سے پاکستان کا دستور کتاب وسنت کے مطابق ہو جائے۔ جب کبھی اسلامی مشاورتی کونسل اپنی مفصل رپورٹ شائع کرے گی اس وقت معلوم ہوگا کہ مولانا بدایونی صاحب نے کیا کیا مسودات ترتیب دیئے۔

جامعہ تعلیمات اسلامیہ کا قیام:

علامہ بدایونی صاحب کی یوں تو تمام تر زندگی تبلیغی، علمی، مذہبی روحانی خدمات سے عبارت رہی، لیکن پاکستان میں قیام کی غرض مولانا بدایونی کے نزدیک یہی تھی کہ پاکستان میں ایک ایسا ادارہ قائم کیا جائے جس میں علوم قدیمہ، علوم جدیدہ دونوں کو یکجا کیا جائے۔ علوم قدیمہ کے ساتھ علوم جدیدہ کی تعلیم بھی دی جائے۔ علماء کو عربی کے علاوہ چار پانچ عالمی زبانیں بھی سکھائی جائیں۔ اور مذاہب عالم سے بخوبی واقف کرایا جائے۔ اس جامعہ میں ایک وسیع لائبریری بھی ہو۔ اس مقصد کے لئے مولانا بدایونی نے پہلے تو آٹھ سال تک ایک ایسی وسیع عمارت حاصل کرنا چاہی جس میں جامعہ کے سارے نظام کو شروع کیا جاسکے۔ مگر اس میں کامیابی نہ ہوئی اس لئے منگھوپیر روڈ پر دامن کوہ میں پچھتر ہزار گز زمین حکومت پاکستان سے حاصل کی گئی۔ اس زمین کے دیئے جانے میں نواب اسمٰعیل خاں کے بڑے صاحبزادے مسٹر مدنی آئی سی ایس کی کوششوں کو خاص دخل رہا اور فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں صدر پاکستان کی خدمت گرامی میں جامعہ کا یہ خاکہ جناب مسٹر مدنی کی کوشش سے پہنچا۔ ممدوح نے جامعہ تعلیمات اسلامیہ کا سنگ بنیاد رکھنا منظور فرمالیا۔ سنگ بنیاد کا یہ جلسہ ایک تاریخی قسم کا جلسہ ہوا جس میں صدر مملکت پاکستان نے جامعہ کے خاکے کو بہت پسند فرمایا اور جامعہ کے تعمیر کے لئے ایک لاکھ روپئے کے گرانقدر عطیہ کا اعلان فرمایا اس وقت سے

اب تک چار لاکھ روپئے کے قریب کی عمارت تیار ہو چکی ہے جس میں ایک وسیع لائبریری، نو بڑے کمرے، ہر کمرے میں چار طالب علم کے رہنے کی جگہ رکھی گئی ہے۔

ایک عظیم الشان دروازہ اور سات کمرے طلبہ کی رہائش کے لئے، ایک بڑا ڈائننگ ہال، تین بنگلے اساتذہ کی قیام کے لئے بنائے جا چکے ہیں۔ مصر سے دو بہترین قاری تشریف لا چکے ہیں جنھوں نے تجوید و قرأت کا درس دینا شروع کر دیا ہے۔ ایک پاکستانی قاری اور ایک پاکستانی عالم مقرر ہو چکے ہیں۔ درس نظامی کا آغاز ہو چکا ہے۔ معینہ نصاب کے مطابق عنقریب کام شروع ہونے والا ہے۔ طوفانی بارشوں کے باعث تعمیر اور نصاب جامعہ کے شروع ہونے میں تاخیر ہوتی رہی۔ جامعہ تعلیمات اسلامیہ مولانا بدایونی کی زندگی کا ایک ایسا کارنامہ ہے جس کی یا د برسہا برس تک قائم رہے گی۔

عالم اسلامی میں جامعہ تعلیمات اسلامیہ کے وفد کا دورہ:

عربی انگریزی، فارسی زبانوں میں جامعہ تعلیمات اسلامیہ کا لٹریچر بیرون پاکستان اگرچہ کافی تعداد میں بھیجا جاتا رہا مگر ضرورت تھی کہ ایک مؤقر وفد عالم اسلامی میں دورہ کر کے جامعہ کے اغراض و مقاصد سے دنیائے اسلام کو آگاہ کرے۔ چنانچہ ایک وفد مولانا بدایونی کی قیادت میں اور سید حسین امام صاحب، آزاد بن حیدر پر مشتمل حسب ذیل مما لک کے دورے پر روانہ ہوا۔ مصر، ترکی، یو۔ کے، الجزائر، تیونس، سعودی عربیہ، کویت، عراق، ایران، نائیجیریا میں دورہ کرتا ہوا مشاہیر عالم اسلامی، اساتذہ کرام یونیورسٹیوں، کالجوں، مدرسوں میں دورہ کر کے ہر جگہ کے نصابات معلوم کرتا رہا۔ جامعہ کے علمی، عملی اقدامات و خصوصیات پر مشاہیر سے مذاکرات ہوتے رہے۔ طلبہ اساتذہ، منتظمین سے کھل کر باتیں ہوئیں۔ اس دورے میں وفد کے ارکان کو کافی سے زیادہ مفید معلومات حاصل ہوئیں۔ جہاں جہاں جو چیز بھی مفید اور بہتر معلوم ہوئی مولانا بدایونی اور ارکان وفد نے اس کو نوٹ کر لیا۔ اگر ہم اس دورے کے مقامات کے جدا جدا حالات نوٹ کریں تو اس کے

اندر روحانی، علمی، صنعتی اشیاء و نوادرات کا بیش بہا خزانہ موجود تھا۔ اس لئے کہ بارہ ملکوں میں جو خصوصی نوادرات ہیں ان کے حالات پر کچھ لکھنا خود ایک مستقل کتاب کا اہتمام ہے اس سے زیادہ کی اس مختصر تذکرہ میں گنجائش نہیں۔

ہر جگہ کے افراد نے جامعہ سے تعاون کرنے کا وعدہ فرمایا چنانچہ سب سے پہلے حضرت پیر سید عبدالقادر گیلانی سفیر عراق کی تحریک پر تقریباً چھبیس ہزار روپیہ حکومت عراق کی جانب سے، ستر ہزار روپیہ سعودی عربیہ کی حکومت کی طرف سے، ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ حکومت کویت کی جانب سے جامعہ کو وصول ہوئے۔ حبیب بینک کراچی نے بیس ہزار روپیہ، نیشنل بینک کراچی نے بیس ہزار روپئے، حافظ ٹیکسٹائل ملز نے تقریباً دو ہزار روپے عطا فرمائے۔ دیگر عطیات بھی موصول ہوتے رہے۔ اب تک جامعہ میں چار لاکھ روپئے سے زیادہ کا تعمیری کام ہو چکا ہے ایک وسیع لائبریری تیار ہوگئی ہے جس میں حکومت مصر کی طرف سے پانچ ہزار کتابیں عنقریب موصول ہونے والی ہیں۔ خود مولانا بدایونی نے اپنے ذاتی کتب خانے کو جس میں تقریباً تین ہزار کتابیں موجود ہیں، جامعہ کے لئے وقف کر دیا ہے۔ ستر ہزار روپے کی لاگت سے جامعہ کا ایک وسیع دروازہ تعمیر ہو چکا ہے۔ مصر کے دو بہترین قاری تشریف لا چکے ہیں جنھوں نے شعبۂ تجوید و قرأت کا آغاز فرما دیا ہے۔ درس نظامی کی تعلیم کے لئے ایک پاکستانی مدرس مامور ہو چکے ہے۔ تعلیم شروع کر دی گئی ہے۔ بیرونی طلبہ بھی داخل ہو چکے ہیں جن کے قیام و طعام کا انتظام جامعہ خود برداشت کرتا ہے عنقریب جامعہ میں علوم جدیدہ، علوم قدیمہ کی تعلیم کا آغاز ہو جائے گا۔ ہم نے انتہائی اختصار کے ساتھ مولانا بدایونی کی خدمات کا جائزہ لیتے ہوئے چند گوشوں ہی پر اکتفا کیا۔ ورنہ آپ کی حیات گرامی کے معمولات وسیع سے وسیع تر ہیں جن پر قلم اٹھایا جائے تو بہت کچھ لکھنے کی گنجائش ہے۔ سیاسی طور پر ۱۹۱۸ء سے ۱۹۶۶ تک شاید ہی کوئی دور ایسا گذرا ہو کہ آپ خاموش رہے ہوں۔ روزانہ عالمی، وطنی، دینی و قومی مسائل پر اپنے مقالات و

مضامین کی اشاعت کا سلسلہ برابر جاری رہتا ہے۔تو دوسری طرف مجالس و محافل مذہبی، علمی، تاریخی تقاریر کا سلسلہ علیحدہ جاری رہتا ہے۔ خاص طور پر گیارہویں اور بارہویں شریف میں روزانہ چھ چھ تقاریر کا اوسط رہتا ہے۔ آپ کی تقاریر میں بایں ہمہ کہ مولانا بدایونی کی عمر اب ستر سال سے متجاوز ہو چکی ہے۔ مگر جوش تقریر کے لحاظ سے تقریر اب بھی جوان معلوم ہوتی ہے۔

۱۵/ رجمادی الاولی ۱۳۹۰ھ/ ۲۰/ رجولائی ۱۹۷۰ء کو آپ نے کراچی میں وفات پائی، نماز جنازہ مخدوم المشائخ سید شاہ مختار اشرف اشرفی جیلانی سرکار کلاں نے پڑھائی اور جامعہ تعلیمات اسلامیہ کراچی میں سپرد خاک کئے گئے۔(اسید)

☆☆☆

تقریظ

از شہزادۂ تاج الفحول عاشق الرسول حضرت الحاج مولانا شاہ **محمد عبدالقدیر** صاحب قادری
سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ بدایوں و مفتی اعظم عدالت العالیہ، حیدر آباد، دکن
(متوفی ۱۳۷۹ھ/۱۹۶۰ء)

عزیز محترم مولانا عبدالحامد صاحب قادری مقتدری ہندوستان اور بیرون ہند میں بھی کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں صاحب تصانیف کثیرہ ہیں علمی، سیاسی اور اخلاقی ہر شعبہ پر ان کی تصانیف شائع ہو چکی ہیں۔ یہ تازہ تصنیف عقائد سے متعلق ہے اصلاح عقائد اس پر آشوب زمانہ میں جس قدر ضروری ہے اظہر من الشمس ہے۔ فقیر نے اس کتاب کو جستہ جستہ دیکھا ہے، بہت محنت کے ساتھ سچے عقائد کی تلقین کی گئی ہے۔ مولا لی تعالیٰ موصوف کی سعی کو مشکور فرمائے اور کتاب تصحیح العقائد کو قبولیت عطا فرمائے۔ یقین ہے کہ یہ کتاب تمام مسلمانوں کے لئے عموماً اور جماعت اہل سنت کے لئے خصوصاً مفید ہو گی۔

فقیر عبدالقدیر القادری

تقریظ

از: استاذ الافاضل حضرت علامہ **مفتی محمد ابراہیم** صاحب قادری مفتیٔ اعظم بمبئی
(متوفی ۱۳۷۶ھ/۱۹۵۶ء)

میں نے صاحبزادۂ گرامی قدر مولانا حاجی محمد عبد الحامد صاحب قادری معینی کے رسالہ ''تصحیح العقائد'' کو من اولہ الی آخرہ بغور دیکھا الحمد للہ کہ ممدوح نے اپنے حضرات اجداد کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عقائد حقہ کو سامنے رکھتے ہوئے ان تمام مسائل پر پوری تحقیق و محنت سے سیر حاصل بحثیں کر دی ہیں جن پر آج ایک طبقہ ضالہ موشگافیاں کرتا ہے یہ تالیف اپنی جامعیت کے لحاظ سے اس قابل ہے کہ ہر جگہ اس کی اشاعت کی جائے اور مسلمان اس سے فائدہ اٹھائیں۔

خادم الطلبہ
عبد النبی محمد ابراہیم القادری غفرلہ

تقریظ

از:علامہ مفتی **محمد قدیر بخش** صاحب مفتی ریاست جے پور

(متوفی ۱۳۷۶ھ/۱۹۵۶ء)

حضرت العلام مولانا حاجی عبدالحامد صاحب قادری بدایونی کی تالیف تصحیح العقائد میں نے از اول تا آخر دیکھی حضرت مولانا نے اس کتاب میں اعتقادی مسائل پر جس قدر محنت سے مواد فراہم کر دیا وہ قابل ستائش ہے یہ کتاب اس قابل ہے کہ ہر شخص پڑھے اور اس سے فائدہ حاصل کرے اور مولانا کی خدمت جلیلہ کی قدر کرے۔

محمد قدیر بخش عفا اللہ عنہ

اسبابِ تالیف

اب سے پندرہ سال قبل میں نے اس کتاب کا آغاز محترمی و معظمی حضرت مولانا سید سلیمان اشرف صاحب بہاری پروفیسر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے ارشاد اور اپنے سلسلہ کے مریدوں کی خواہش پر کیا تھا مگر اشغال قومیہ کے باعث توجہ کرنے کا موقع نہ مل سکا۔ لیکن ہندوستان کے ہر گوشہ میں نقل و حرکت کرتے ہوئے جو مشاہدات سامنے آئے وہ یہ تھے کہ ہمارے اعتقادات کے مخالف عناصر پوری قوت کے ساتھ تحریری و تقریری کام انجام دے رہے ہیں۔ ادھر الحاج نواب یٰسین جنگ بہادر، نواب مرزا نصر اللہ خاں صاحب سابق صدر محاسب سرکار عالی دکن، سیٹھ محمد سلیمان بھیات سورتی، مولانا قاضی عبد السلام صاحب قاضی ریاست رامپور، خاں صاحب مولوی ستار بخش صاحب قادری، مولوی اکرام احمد صاحب شاؔد بدایونی، جان عزیز سید سجاد احمد نقوی، مولانا خواجہ نظام الدین صاحب اور دوسرے حضرات نے اصرار کیا کہ جس طرح بھی ممکن ہو عقائد حقہ کے متعلق ایک جامع تالیف ضرور مرتب کی جائے چنانچہ اپنے اشغالِ قومی و مذہبی کے باوجود کئی مہینے کی محنت میں کتاب مرتب ہوگئی اور حیدر آباد دکن میں طباعت وغیرہ کا نظم شروع کیا۔ اتفاقاً پریس سے اصل مسودہ مع تمام کاپیوں کے غائب ہوگیا۔ ارادہ ملتوی ہو چکا تھا مگر حالات کا یہی تقاضا رہا کہ جب موقع مل سکے کتاب پھر ترتیب دی جائے۔ گذشتہ ماہ ربیع الاول شریف میں سی۔ پی کی مجالس سیرت نبویہ کے لئے جاتے ہوئے راستہ میں کتابوں کا انبار ساتھ لیا، خدا کا نام لے

کر متحرک ریلوں میں تالیف شروع کر دی، واپسی میں تین ہفتے کے قریب ریاست گوالیار میں قیام کرنا پڑا۔ الحمدللہ وہاں اس مدت میں شبانہ روز کی مسلسل محنت میں کتاب کے تمام عنوانات ختم ہو گئے اور پہلے مسودہ سے بھی زیادہ بہتر حالت میں کتاب تیار ہو گئی۔

میں نے اس تالیف کو نہ تو مناظرانہ چھیڑ چھاڑ کے لئے لکھا ہے اور نہ باہمی خلیجوں کے اضافہ کی نیت سے بلکہ غرض صرف یہ ہے کہ اپنے افراد کو عقائد حقہ کے دلائل سے آگاہ کر دیا جائے اور ایک ہی کتاب میں تمام اعتقادی مسائل یکجا کر دیئے ہیں تاکہ تلاش و جستجو کی زحمت نہ ہو۔ اگرچہ ان مسائل پر ہمارے اکابر رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نہایت معرکہ آرا کتابیں تحریر فرما چکے ہیں مگر وہ عام طور پر یا تو ملتی نہیں اور اگر ملتی ہیں تو کسی ایک کتاب میں سارے مسائل نہیں پائے جاتے۔ بعض کتب کا انداز بیان ہی ایسا ہے جسے طبائع مشکل سے پسند کرتی ہیں۔ میں نے حتی الامکان انتہائی محنت و تحقیق سے سارے مسائل یکجا کر دیئے ہیں۔ یہ تالیف انشاء اللہ تعالیٰ واعظین وغیرہ کے لئے بھی مفید ہو سکتی ہے اور اگر وہ قدرے محنت کریں تو یہی ایک کتاب اُن کی معلومات میں ہر قسم کا اضافہ کر سکتی ہے۔ جنگ کے باعث اگرچہ کاغذ کی انتہائی دشواریاں پیش ہیں مگر میں پھر بھی کوشش کروں گا کہ کتاب زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر ناظرین تک پہنچ جائے۔

فقیر محمد عبدالحامد القادری المعینی البدایونی

۱۶/ربیع الاول شریف ۱۳۶۲ھ

حمد

تمام تعریفیں اس خدائے وحدہٗ لاشریک کے لئے جو اپنی ذات وصفات میں بے مثال ہے وہ سب کا خالق اور پیدا کرنے والا ہے، شرک سے منزہ لم یلد ولم یولد ہے اس کی صفات نقص سے پاک ہیں اس کے متعلق امکان کذب ماننا ضلالت و گمراہی ہے اگر وقوع کذب یا امکان کذب کو مان لیا جائے تو پھر نہ تو قرآن کریم ہی اپنی جگہ صحیح باقی رہ سکتا ہے اور نہ دوسرے احکام۔ اے رحمٰن و رحیم خدا، اے قدوس! خداوند، رب العالمین تو ہر عیب سے پاک اور امکان کذب اور اس کے وقوع سے منزہ ہے۔

شکر تیرا کہ تو نے ہمیں ایمان دیا اپنے محبوب نبی مکرم حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت میں داخل کیا۔ تیری بارگاہ عالی تک پہنچنے کے لئے حضور انور علیہ التحیۃ والثناء اور آپ کے اصحاب و اہل بیت، ائمہ مجتہدین اولیائے کاملین کی تعلیمات مشعل راہ ہیں۔

اے رب ملت اسلامیہ کے ہر فرد کو اطاعت نبویہ کے جذبات عطا فرما۔ تجھے پائیں تو ان حضرات کے وسیلہ و ذریعہ سے ہمیں سیرت شریفہ کا متبع بنا ہماری ہر ادا حضرات اصحاب کبار و اہل بیت اطہار اور اولیائے کاملین کے مبارک طریقوں کے مطابق عقائد حقہ پر چلنا نصیب فرما۔

اس تالیف کو مسلمانوں کے لئے مفید فرما اور ہم سب کو صراط مستقیم پر چلا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم

فضائل حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

خدائے برتر نے انبیاء ومرسلین کرام علیہم الصلوٰۃ و السلام میں حضرت ختم مرتبت تاجدار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو درجات وکمالات عطا فرمائے ان میں آپ سب سے زیادہ ممتاز اور بے مثال ہیں، آپ کی ذات اپنے صفات و درجات میں بے نظیر ہے اور اسی طرح مرتبۂ محبوبیت میں لاشریک ہے۔حضور اکرم احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مظہر ذات باری تعالیٰ ہیں ہر نبی آپ کا مبشر ومبلغ تھا۔آسمانی صحیفے آپ کی بشارت سے لبریز تھے آپ کا ظہور قدسی نہ ہوتا تو سارا عالم تاریک رہتا دنیا کی تخلیق کا سبب ہی یہ تھا کہ آپ کا جلوۂ رسالت چمکایا جائے۔جسے جو کچھ ملا اور آئندہ جو ملے گا وہ حضور انور علیہ التحیۃ والثنا کے طفیل میں ملے گا۔آپ کا فیض پاک ہر زمانہ کے لوگوں پر عام رہے گا۔آپ پر نبوت ورسالت ختم کردی گئی کسی قسم کی نبوت کا آپ کے بعد امکان نہیں جو شخص بھی اپنے آپ کو خواہ کسی حیثیت سے نبی کہے وہ یقیناً کافر ہے۔ختم نبوت الحمدللہ متفق علیہ مسئلہ ہے۔آخر کلام یہ ہے کہ جس طرح خدا کی نظیر ممکن نہیں اسی طرح مرتبۂ رسالت میں آپ کی نظیر ممکن نہیں۔نبی اور غیر نبی سب دربار محمدیہ کے مدح خواں اور فیض یافتہ ہیں۔

"و کلهم من رسول الله ملتمس ☆غرفا من البحر او رشفا من الديم" (۱)

ترجمہ: تمام لوگ آپ کے دریائے علم وفضل سے ایک چلو یا ایک گھونٹ پینے والے ہیں۔

۱۔ قصیدہ بردہ، شعر ۳۹

"منزۃ عن شریك فی محاسنه ☆ فجوهر الحسن فیه غیر منقسم" (۲) ترجمہ: آپ اپنی خوبیوں میں شریک سے پاک ہیں آپ کے حسن و جمال کا جوہر نا قابل تقسیم ہے۔ آپ سید المرسلین خاتم النبیین محبوب رب العالمین ہیں آپ کو اپنا جیسا بشر سمجھنا گمراہی و بے دینی ہے اگر چہ ظاہری طور پر آپ صفت بشریت سے متصف تھے مگر آپ کے مقام بشریت کی بلندیوں پر نہ کوئی پہنچ سکا نہ پہنچنا ممکن یہی وہ ذات گرامی ہے جس کے اعمال و افعال، حرکات و سکنات کو خدا نے اپنی طرف منسوب کیا آپ کی حیات و ممات دنیا کی موت و زندگی سے بالاتر ہے۔ آپ ہر پکارنے والے مصیبت زدہ کی سماعت فرما کر اس کی دست گیری فرماتے ہیں۔

فضائل اور آیات شریفہ:

"و اذ اخذ الله میثاق النبیین لما اٰتیتکم من کتاب و حکمة ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتومنن به و لتنصرنه قال اء قررتم و اخذتم علی ذلکم اصری قالوا اقررنا قال فاشهدوا و انا معکم من الشهدین." (۳)

ترجمہ: (یاد کرو) جب خدائے برتر نے نبیوں سے عہد و پیمان لیا کہ جو میں تمہیں کتاب و حکمت دوں پھر تمہارے پاس رسول آئے جو تصدیق کرے اس چیز کی جو تمہارے پاس ہے تو ضرور تم اس پر ایمان لانا اور ضرور اس کی مدد کرنا اور پھر فرمایا کیا تم نے اس پر اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب انبیاء نے عرض کیا کہ ہم اقرار کیا۔ فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔

"ربنا و ابعث فیهم رسولا منهم یتلوا علیهم اٰیتك و یعلمهم

۲۔ قصیدہ بردہ، شعر ۴۲

۳۔ سورۂ آل عمران، آیت ۸۱

الکتب و الحکمة و یزکیهم انك انت العزیز الحکیم." (۴)

اے ہمارے رب! ان میں ایک رسول معظم ان ہی میں سے بھیج، جو تیری آیات کو ان پر پڑھے اور ان کو کتاب وحکمت سکھائے اور ان کو پاک صاف کرے تو غالب وصاحب تدبیر ہے۔

"و وصّی بها ابراهیم بنیه و یعقوب یبنی ان اللّٰه اصطفیٰ لکم الدین فلاتموتن إلا و انتم مسلمون" (۵)

ترجمہ: حضرت ابراھیم نے اپنے بیٹوں اور یعقوب کو بھی وصیت فرمائی کہ اے بیٹو! اللہ نے تمہارے لئے دین منتخب فرمالیا تم حالت اسلام پر ہی مرنا۔

حضور کا مرتبہ محبوبیت:

دیگر انبیاء ماسبق کو خدائے قدوس نے ان کے نام لے لے کر خطاب فرمایا مگر حضور انور علیہ التحیۃ والثناء کی شان یہ ہے کہ خدا اشارات میں خطاب کرتا ہے۔ اور آپ کی جس ادا کو چاہتا ہے مخاطب فرمالیتا ہے، چنانچہ آیات ذیل اس کی شاہد ہیں۔

یا ایها النبی انا ارسلنك شاهدا ومبشرا ونذیرا (٦)

اے نبی ہم نے تم کو گواہ، خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا

یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیك (۷)

اے رسول جو تمہاری طرف نازل کیا گیا پہنچادو

یا ایها المزمّل قم اللیل الا قلیلا (۸)

اے چادر اوڑھنے والے رات میں آپ قلیل قیام کیجئے۔

۴۔ سورہ بقرہ، آیت ۱۲۹

۵۔ سورۂ بقرہ، آیت ۱۳۲

٦۔ سورۂ احزاب، آیت ۴۵

۷۔ سورۂ مائدہ، آیت ٦۷

۸۔ سورۂ مزمل، آیت ۱

یا ایها المدثر قُم فانذر (۹)

اے چادراوڑھنے والے اٹھئے اور (قوم کواللہ کے عذاب سے) ڈرایئے

یسٓ و القرآن الحکیم انك لمن المرسلین (۱۰)

یٰسین قسم ہے قرآن حکیم کی تم پیغمبروں میں سے ہو۔

طه ما انزلنا علیك القرآن لتشقی (۱۱)

طٰہٰ ہم نے قرآن تم پر مشقت کے لئے نہیں اتارا۔

لعمرك انهم لفی سکرتهم یعمهون (۱۲)

تمہاری جان کی قسم کفار اپنے نشہ میں متحیر ہو رہے ہیں۔

خدا آپ کی رضا چاہتا ہے:

و لسوف یعطیك ربك فترضی (۱۳)

عنقریب یقیناً خدا تم کو اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

حضور کا نطق نطق الٰہی ہے:

و ما ینطق عن الهوی ان هو الا وحی یوحی (۱۴)

وہ اپنی خواہش سے کچھ نہیں فرماتے ہیں جو کچھ آپ ﷺ فرماتے ہیں وہ صرف وحی الٰہی ہے جو آپ ﷺ کی طرف اللہ کی جانب سے کی جاتی ہے۔

و الضحیٰ و اللیل اذا سجی ما ودعك ربك و ماقلی (۱۵)

۹۔ سورہ مدثر، آیت ۱

۱۰۔ سورۂ یٰسین، آیت ۳

۱۱۔ سورۂ طٰہٰ، آیت ۲

۱۲۔ سورۂ حجر، آیت ۸۲

۱۳۔ سورۂ ضحیٰ، آیت ۵

۱۴۔ سورۂ نجم، آیت ۴

۱۵۔ سورۂ ضحیٰ، آیت ۳

چاشت کی قسم اور رات کی قسم جب وہ چھائے آپ ﷺ کو آپ کے رب نے نہ چھوڑا اور نہ مکروہ جانا۔

خدا نے آپ کے افعال کو اپنی طرف منسوب کیا:

و ما رمیت اذ رمیت و لکن اللّٰہ رمی (۱۶)
(اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مٹھی بھر خاک تم نے نہیں پھینکی جب کہ پھینکی بلکہ اللہ نے پھینکی۔

ان الذین یبایعونك انما یبایعون اللّٰہ ید اللّٰہ فوق ایدیھم (۱۷)
بیشک وہ لوگ جو تم سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔

یا ایھا الذین اٰمنوا لا تقدموا بین یدی اللّٰہ و رسولہ (۱۸)
اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کے سامنے پیش دستی نہ کرو۔

یا ایھا الذین اٰمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی و لا تجھروا لہ بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم و انتم لا تشعرون ان الذین یغضون اصواتھم عند رسول اللّٰہ اولئك الذین امتحن اللّٰہ قلوبھم للتقوٰی لھم مغفرۃ و اجر عظیم (۱۹)
اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو نبی کی آواز سے اونچا نہ کرو اور نہ ایسے ان سے بولو جیسے ایک دوسرے سے زور کے ساتھ بولتے ہو ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال اکارت ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو جو لوگ اپنی آوازوں

۱۶۔ سورۂ انفال، آیت ۱۷
۱۷۔ سورۂ فتح، آیت ۱۰
۱۸۔ سورۂ حجرات، آیت ۱
۱۹۔ سورۂ حجرات، آیت ۳

کو رسول کے سامنے پست رکھتے ہیں وہی لوگ وہ ہیں جن کے دلوں کو خدا نے پرہیزگاری کے لئے منتخب کرلیا اور ان کے لئے اجر عظیم ہے۔

ان آیات کے علاوہ بکثرت دوسری آیات موجود ہیں جو حضور پاک کے مرتبۂ جلیلہ کی شاہد ہیں۔

فضائل اور احادیث نبویہ:

عن جابر ان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال انا قائد المرسلین و لا فخر و انا خاتم النبیین و لا فخر و انا اول شافع و مشفع و لا فخر (۲۰)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں انبیاء کی قیادت کرنے والا ہوں اور میں یہ فخر سے نہیں کہتا اور میں خاتم النبیین ہوں میں سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں اور میں اول شفاعت قبول کیا گیا ہوں یہ بھی فخر سے نہیں کہتا۔

عن ابی بن کعب عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال اذا کان یوم القیامة کنت امام النبیین و صاحب شفاعتهم غیر فخر (۲۱)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے نبی

۲۰۔ الف: سنن دارمی، ج ا،ص ۲۷ باب: "ما اعطی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم من الفضل" مطبع، دار الفکر، بیروت

ب: الجامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر: امام سیوطی: ج ا/ص ۹۳

ج: مشکوۃ شریف ج ۲،ص ۵۱۴، باب فضائل سید المرسلین: اصح المطابع، دہلی ۱۳۷۵ھ

۲۱۔ الف: ترمذی شریف، ج ۲،ص ۲۰۱ باب: ما جاء فی فضل النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم" کتب خانہ رشیدیہ، دہلی

ب: الجامع الصغیر: امام سیوطی ج ا/ص ۳۹ مطبوعہ مصطفیٰ البابی الحلبی بحوالہ مستدرک، مسند امام احمد ابن ماجہ، ترمذی

ج: مشکوۃ شریف، ج ۲،ص ۵۱۴ باب: "فضائل سید المرسلین." اصح المطابع دہلی ۱۳۷۵ھ

کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کی کہ خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو میں تمام نبیوں کا پیشوا اور ان کا خطیب ہوں گا۔ (یعنی جب وہ چپ ہوں گے تو میں ان کی طرف سے کلام کروں گا) اور ان کا شفاعت کرنے والا ہوں گا اور یہ بات فخر سے نہیں کہتا۔

عن انس رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول صلی اللّٰہ علیہ وسلم انا اکثر الانبیاء تبعا یوم القیامۃ و انا اول من یقرع باب الجنۃ (۲۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں قیامت کے دن از روئے متبعین کے دیگر انبیاء کے مقابل زیادہ تعداد میں ہوں گا۔ اور میں ہی سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤنگا۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم قال فضلت علی الانبیاء بست اعطیت جوامع الکلم و نصرت بالرعب و احلت لی الغنائم و جعلت لی الارض مسجدا و طھورا و ارسلت الی الخلق کافۃً و ختم بی النبیون (۲۳)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نبیوں پر چھ خصلتوں میں فضیلت دیا گیا ہوں میں جامع کلمے

۲۲۔ الف: الجامع الصغیر: امام سیوطی ج ۱/ص ۹۳ مصطفیٰ البابی الحلبی مصر
ب: مشکوۃ شریف، ج ۲، ص ۵۱۱ باب: فضائل سید المرسلین اصح المطابع، دہلی ۱۳۷۵ھ

۲۳۔ الف: مسلم شریف، کتاب المساجد، باب مواضع الصلوٰۃ
ب: الجامع الصغیر: امام سیوطی، ج ۱/ص ۱۶۵ المطبع مصطفیٰ البابی الحلبی

دیا گیا ہوں دشمنوں کے دلوں میں رعب ڈالنے کے ذریعہ میں مدد کیا گیا ہوں اور غنیمتیں میرے لئے حلال کی گئیں ہیں میرے لئے تمام روئے زمین مسجد اور پاک کرنے والی کردی گئی ہے اور میں تمام مخلوق کی جانب بھیجا گیا ہوں اور مجھ پر نبوت ختم کردی گئی ہے۔

عن ابی سعید قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم انا سید ولد آدم یوم القیامۃ و لا فخر و بیدی لواء الحمد و لا فخر و ما من نبی یومئذ آدم فمن سواہ الا تحت لوائی و انا اول من تنشق عنہ الارض و لا فخر. (۲۴)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں قیامت کے دن اولادِ آدم کا سردار ہوں اور فخر نہیں کرتا (قیامت میں) میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا اور اس پر فخر نہیں کرتا اور قیامت کے دن کوئی پیغمبر خواہ آدم ہوں یا ان کے علاوہ وہ سب میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے اور میں ہی سب سے پہلے قبر سے اٹھوں گا اور اس پر فخر نہیں کرتا۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال فاکسی حلۃ من حلل الجنۃ ثم اقوم عین یمین العرش لیس احد من الخلائق یقوم ذلک المقام غیری. (۲۵)

۲۴۔ الف: ترمذی شریف، ج ۲، ص ۲۰۲ باب: "ما جاء فی فضل النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم، کتب خانہ رشیدیہ، دہلی

ب: ابن ماجہ : باب ذکر الشفاعۃ ص ۳۲۹ المطبع الفاروقی دہلی

ج: مشکوۃ شریف، ج ۲، ص ۵۱۳ باب: فضائل سید المرسلین "اصح المطابع دہلی، ۱۳۷۵ھ

۲۵۔ الف: ترمذی شریف، ج ۲، ص ۲۰۱ باب: ماجاء فی فضل النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم، کتب خانہ رشیدیہ، دہلی

ب: مشکوۃ شریف، ج ۲، ص ۵۱۴ باب: "فضائل سید المرسلین، اصح المطابع، دھلی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضورﷺ نے فرمایا کہ میں بہشت کے جوڑوں میں سے ایک جوڑا پہنایا جاؤں گا عرش کے داہنے طرف کھڑا ہوں گا۔ خلائق میں کوئی شخص نہیں ہے کہ میرے سوا اس مقام پر کھڑا ہو سکے۔

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قالوا يا رسول اللّٰه متی وجبت لك النبوة قال و اٰدم بين الروح و الجسد (۲۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہﷺ آپ کی نبوت کب ثابت ہوئی آپ نے فرمایا کہ اس حال میں کہ آدم روح و بدن کے درمیان تھے (یعنی آدم علیہ السلام کا پتلا زمین پر رکھا ہوا تھا) یہ کنایہ ہے سبقت افضلیت کا۔

و كيف يدرك فی الدنيا حقيقته – قوم نيام تسلوا عنه بالحلم (۲۷)

ترجمہ: وہ خوابیدہ افراد آپ کی حقیقت کا ادراک کیسے کر سکتے ہیں جنھوں نے ایک تصور و خیال سے ہی تسلی کر لی ہے۔

خود حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے مقام عالی کے متعلق جو ارشاد فرمایا اسے سامنے رکھتے ہوئے ہمارا ادراک قاصر ہے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ انسان حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمالات اور مقام رسالت کا ادراک نہیں کر سکتا، چنانچہ ارشاد فرمایا:

ايكم مثلی انی ابيت يطعمنی ربی و يسقينی (۲۸)

تم میں سے کون ہے میرے مثل؟ میں رات گزارتا ہوں میرا رب مجھے

۲۶۔ الف: ترمذی، ج۲، ص۲۰۱ باب: "ما جاء فی فضل النبی صلی اللّٰه عليه وسلم

ب: مشکوٰۃ ج۲، ص۵۱۳ باب: فضائل سيد المرسلين. اصح المطابع، دهليم ۱۳۷۵ھ

۲۷۔ قصیدہ بردہ، شعر ۵۰

۲۸۔ مسلم شریف، کتاب الصيام: باب النهی عن الوصال

کھلاتا ہے پلاتا ہے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

لم یعرفنی حقیقة غیر ربی یا ابابکر

اے ابوبکر! میری حقیقت کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔

دیدار نبی دیدار خدا ہے:

من رانی فقد رأ الحق (۲۹)

جس نے مجھے دیکھا اس نے خدا کو دیکھا۔

صاحب قصیدۂ بردہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس موقعہ کے لئے کیا خوب فرمایا:

لاتنکر الوحی من رؤیاہ ان لہ　　قلبا اذا نامت العینان لم ینم (۳۰)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خوابوں کے وحی ہونے کا انکار مت کر کیونکہ ان کا دل اس وقت بھی بیدار رہتا ہے جب آنکھیں سو رہی ہوتی ہیں۔

فاق النبیین فی خلق و فی خلق　　و لم یدانوہ فی علم و لاکرم (۳۱)

آپ حسن سیرت وصورت اور اخلاق میں سارے انبیاء کرام پر فائق و برتر ہیں اور وہ حضرات علم و دانش اور کرم و بخشش میں آپ کے قریب بھی نہیں پہنچے۔

فھو الذی تم معناہ و صورتہ　　ثم اصطفاہ حبیبا باریٔ النسم (۳۲)

آپ کی ذات پاک وہ ہے جس کی صورت وسیرت کامل ہوگئی پھر خالق دو جہاں نے آپ کو اپنا حبیب بنالیا۔

فمبلغ العلم فیہ انہ بشر　　و انہ خیر خلق اللّٰہ کلھم (۳۳)

۲۹۔ المواہب اللدنیہ، ج۲،ص۶۶۲ الفصل الثانی ما خص بہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم، پوربندر، گجرات

۳۰۔ قصیدہ بردہ، ۸۳

۳۱۔ قصیدہ بردہ، شعر ۳۸

۳۲۔ قصیدہ بردہ، شعر ۴۱

۳۳۔ قصیدہ بردہ، شعر ۵۱

حضور کے بارے میں لوگوں کے علم کی انتہاء بس اتنی ہے کہ آپ انسان ہیں اور مخلوق خدا میں سب سے بہتر ہیں۔

و کل اٰی اتی الرسل الکرام بھا فانما اتصلت من نورہ بھم (۳۴)

تمام رسول جو معجزات ونشانیاں لائے وہ آپ ہی کے نور مبارک سے ان کو عطا ہوئے ہیں۔

و قدّمتك جمیع الانبیاء بھا و الرسل تقدیم مخدوم علی خدم (۳۵)

سارے انبیاء ومرسلین نے اس مبارک رات میں آپ کو اپنا امام وپیشوا بنایا جیسے خدام اپنے مخدوم کو پیشوا بناتے ہیں۔

مسئلہ شفاعت اور قرآن کریم:

رب العزت تبارک وتعالیٰ نے حبیب اکرم حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قیامت کے ہولناک دن میں بھی یہ عزت عطا فرمائی کہ آپ گنہگاروں کی شفاعت فرمائیں گے اس ہیبت ناک دن میں انبیاء ومرسلین کرام پریشان ہوں گے مگر حضور پاک کا دریائے رحمت جوش پر ہوگا اور آپ مقبول الشفاعۃ ہیں یعنی آپ کی شفاعت قبول ہوگی، بعض افراد نے اس مسئلہ میں غلط خیال قائم کر کے مسئلہ شفاعت کا انکار کیا خدا انھیں توفیق خیر دے اور وہ اس خیال کی اصلاح کریں۔ اب ہم ذیل میں مسئلہ شفاعت کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔

عسیٰ ان یبعثك ربك مقاما محمودا (۳۶)

ترجمہ: قریب ہے کہ تمہارا رب قیامت کے دن تمہیں مقام محمود پر مبعوث فرمائے گا۔

قال فی تفسیر البیضاوی عسیٰ ان یبعثك ربك مقاما محمودا انه مقام الشفاعة لما روی ابو هریرة رضی اللّٰه

۳۴۔ قصیدہ بردہ، شعر ۵۲

۳۵۔ قصیدہ بردہ، شعر ۱۱۰

۳۶۔ سورہ بنی اسرائیل، آیت ۷۹

عـنه انه عليه السلام قال هو المقام الذی اشفع فيه لامتی و لاشعاره تعالیٰ بالناس يحمدونه لقيامه فيه و ما ذاك الا مقام الشفاعة (۳۷)

صاحب تفسیر بیضاوی نے "عسـی ان یبعثك" کے ماتحت کہا کہ مقام محمود مقام شفاعت ہے اس لئے کہ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مقام محمود وہ مقام ہے کہ جہاں میں شفاعت کروں گا اپنی امت کی۔ اور اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو آگاہ فرمایا کہ لوگ اللہ کی حمد وثنا کریں گے کیونکہ اللہ نے آپ کو اس مقام پر فائز کیا ہے اور وہ مقام صرف مقام شفاعت ہے۔

لايملكون الشفاعة الا من اتخذ عند الرحمن عهدا (۳۸)

ترجمہ: خدا کے یہاں شفاعت کے مالک وہی لوگ ہیں جنھوں نے رحمٰن کے پاس عہد و پیمان کر رکھا ہے۔

مسئلہ شفاعت اور احادیث مبارکہ:

عـن انس رضـی اللّٰه تـعـالیٰ عـنـه ان النبی صلی اللّٰه عليه وسلم قال شفاعتی لاهل الكبائر من امتی (۳۹)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میری شفاعت میری امت کے گناہ کبیرہ کرنے والوں کے لئے ہے۔

عـن انـس رضـی اللّٰه تـعالیٰ عنه ان النبی صلی اللّٰه عليه وسلم قال يحبس المومنون يوم القيامة حتی يهموا بذلك

۳۷۔ تفسیر بیضاوی، جزء۳، ص۴۶۳ تحت آیت ۷۹، سورۂ بنی اسرائیل، دارالفکر، بیروت ۱۹۹۶ء

۳۸۔ سورۂ مریم، آیت ۸۷

۳۹۔ الف: ترمذی شریف، ج۲، ص۶۶ باب: "ما جاء فی الشفاعة" کتب خانہ رشیدیہ دہلی

ب: مشکوۃ شریف، ج۲، ص۴۹۴ باب الحوض و الشفاعة، مطبع اصح المطابع، دہلی ۱۳۷۵ھ

فيقولون لو استشفعنا الى ربنا فيريحنا من مكاننا
فياتون أدم فيقولون انت أدم ابو الناس خلقك اللّٰه بيده
و اسكنك جنته و اسجد لك ملائكته و علمك اسماء كل
شئ اشفع لنا عند ربك حتى يريحنا من مكاننا هذا
فيقول لست هناكم و يذكر خطيئته التى اصاب اكله من
الشجرة و قد نهى عنها و لكن ائتوا نوحا اول نبى بعثه
اللّٰه الى اهل الارض فياتون نوحا فيقول لست هناكم و
يذكر خطيئته التى اصاب سواله ربه بغير علم و لكن
ائتوا ابراهيم خليل الرحمن قال فياتون ابراهيم فيقول
انى لست هناكم و يذكر ثلث كذبات كذبهن و لكن ائتوا
موسىٰ عبدا اتاه اللّٰه التوراة و كلمه و قربه نجيا قال
فياتون موسىٰ فيقول لست هناكم و يذكر خطيئته التى
اصاب قتله النفس و لكن ائتوا عيسىٰ عبد اللّٰه و رسوله
و روح اللّٰه و كلمته قال فياتونه عيسىٰ فيقول لست هناكم
و لكن ائتوا محمدا عبدا غفر اللّٰه له ما تقدم من ذنبه و ما
تأخر قال فياتونى فأستاذن على ربى فى داره فيؤذن لى
عليه فاذا رأيته وقعت ساجدا فيدعنى ماشاء اللّٰه ان
يدعنى فيقول ارفع محمد و قل تسمع و اشفع تشفع و
سل تعطه قال فأرفع رأسى فأثنى على ربى بثناء و
تحميد يعلمنيه ثم اشفع فيحدلى حدا فأخرجهم من النار
و أدخلهم الجنة ثم أعود الثانية فاستاذن على ربى فى
داره فيوذن لى عليه فاذا رأيته وقعت ساجدا فيدعنى ثم

يـقـول ارفـع محمد و قل تسمع و اشفع تشفع و سل تعطه قـال فأرفع رأسی فأثنی علی ربی بثناء و تحمید یعلمنیه ثـم أشـفـع فيـحـدلـی حـدا فـأخرج فأخرجهم من النار و أدخـلـهـم الـجـنة ثـم أعـود الثالثة فاستاذن علی ربی فی داره فيـوذن لـی عـلـيـه فاذا رأيته وقعت ساجدا فيدعنی مـاشـاء اللّٰه ان يـدعـنی ثم يقول ارفع محمد و قل تسمع و اشـفـع تشـفـع و سـل تعطه قال فأرفع رأسی فأثنی علی ربی بثناء و تحميد يعلمنيه ثم أشفع فيحدلی حدا فأخرج فاخرجهم من النار و أدخلهم الجنة حتی ما يبقی فی النار الا من قد حبسه القرآن ای وجب عليه الخلود ثم تلا هذه الآية عسی ان يبعثك ربك مـقاماً محموداً قال فهذا المقام المحمود الذی وعده نبيكم (۴۰)

حضرت انس راوی ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ قیامت کے دن مسلمان روکے جائیں گے یہاں تک کہ روکے جانے کی وجہ سے فکر میں پڑ جائیں گے۔ اور کہیں گے کاش ہم کسی کو طلب کرتے کہ وہ ہمارے پروردگار سے ہماری شفاعت کرتا تا کہ وہ ہمیں اس غم و محن سے راحت دیتا، لہٰذا مسلمان حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے کہ آپ تمام انسانوں کے باپ ہیں خدا نے آپ کو دست قدرت سے پیدا فرمایا اور آپ کو جنت میں ٹھہرایا اور فرشتوں سے آپ کو

۴۰۔ الف:صحيح بخاری، كتاب التفسير، باب: "قول اللّٰه تعالیٰ وجوه يومئذ ناضرة"
ب:صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب: "ادنی اهل الجنة منزلة فيها"
ج:مشکوۃ شریف، ج۲، ص۴۸۸ باب: الحوض و الشفاعة" اصح المطابع دہلی ۱۳۷۵ھ

سجدہ کرایا اور ہر چیز کے نام آپ کو سکھائے آپ ہمارے پروردگار سے ہماری شفاعت فرمایئے تاکہ وہ ہمیں اس تکلیف سے راحت بخشے حضرت آدم فرمائیں گے کہ میں اس لائق نہیں ہوں اور آپ اپنی لغزش یاد فرمائیں گے جو درخت کے پھل کھانے کی وجہ سے ہوئی تھی حالانکہ وہ اس سے منع کئے گئے تھے وہ کہیں گے تم نوح کے پاس جاؤ کیونکہ وہ سب سے پہلے نبی ہیں جن کو خدا نے اہل زمین کی جانب بھیجا لہٰذا وہ حضرت نوح کے پاس آئیں گے وہ ارشاد فرمائیں گے میں اس لائق نہیں حضرت نوح اپنی وہ لغزش یاد فرمائیں گے جو اپنے رب سے نادانستہ سوال کر کے کی تھی (وہ کہیں گے) تم حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن کے پاس جاؤ حضور نے فرمایا لوگ حضرت ابراہیم کے پاس حاضر ہوں گے پس آپ بھی فرمائیں گے میں اس لائق نہیں ہوں اور دنیا کے تین کذب یاد فرمائیں گے جو دنیا میں بولے تھے (اور فرمائیں گے) تم حضرت موسیٰ کے پاس جاؤ کہ وہ ایسا بندہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تورات دی اور اس سے کلام فرمایا اور سرگوشی کے لئے اسے قریب کیا حضور نے فرمایا لوگ حضرت موسیٰ کے پاس حاضر ہوں گے، لہٰذا وہ فرمائیں گے میں اس قابل نہیں ہوں اور اپنی اس لغزش کو جو قبطی کے قتل کی وجہ سے ہوئی تھی یاد کر کے فرمائیں گے تم عیسیٰ کے پاس جاؤ جو اللہ کے بندے، رسول، روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں حضور نے فرمایا لوگ حضرت عیسیٰ کے پاس جائیں گے وہ فرمائیں گے میں اس مرتبہ کا نہیں تم محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے پاس جاؤ جو اللہ کے ایسے بندے ہیں جن کے اگلے پچھلے خلاف اولیٰ اللہ نے معاف کر دیئے ہیں وہ لوگ میرے پاس آئیں گے میں خدا کے حضور جو اس کا مقام ہے حاضر ہونے کا اذن طلب کروں گا مجھے اذن دیا جائے گا جب میں خدا کا دیدار کروں گا تو

اس کے حضور سجدہ کروں گا پس جب تک خدا چاہے گا میں سجدہ میں رہوں گا۔ اس کے بعد خدا فرمائے گا اے محمدؐ! اپنا سر اٹھاؤ جو کہو گے سنا جائے گا شفاعت کرو شفاعت قبول کی جائے گی سوال کرو پورا کیا جائے گا حضورؐ نے فرمایا میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور اپنے خدا کی جو اس نے سکھائی حمد و ثنا کروں گا پھر میں شفاعت کروں گا اور میرے لئے ایک حد مقرر کر دی جائے گی پھر میں ان کو دوزخ سے نکالوں گا اور جنت میں داخل کروں گا پھر دوبارہ آ کر خدا کی بارگاہ میں حاضری کا اذن چاہوں گا مجھے اذن دیا جائے گا جب میں اپنے پروردگار کو دیکھوں گا تو سجدہ میں گر جاؤں گا اور جب تک خدا چاہے گا سجدہ میں رہوں گا پھر ارشاد ہوگا اے محمدؐ سر اٹھاؤ کہو سنا جائے گا شفاعت کرو قبول کی جائے گی مانگو دیا جائے گا فرمایا میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور اپنے رب کی حمد و ثنا جو اس نے مجھے سکھائی ہے کروں گا پھر شفاعت کروں گا میرے لئے ایک حد مقرر کر دی جائے گی پس میں نکلوں گا اور لوگوں کو دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا پھر تیسری بار اپنے خدا کی بارگاہ میں اذن چاہوں گا مجھے اجازت دی جائے گی جب میں اپنے خدا کا دیدار کروں گا تو سجدے میں گر جاؤں گا اور جب تک خدا چاہے گا سجدہ میں رہوں گا۔ پھر خدا فرمائے گا سجدہ سے سر اٹھاؤ کہو سنا جائے گا شفاعت کرو قبول کی جائے گی مانگو دیا جائے گا اور اپنے رب کی حمد و ثنا کروں گا۔ جو اس نے مجھے سکھائی پھر شفاعت کروں گا پھر حد مقرر کی جائے گی میرے لئے، میں نکلوں گا اور لوگوں کو دوزخ سے نکال کر جنت میں لے جاؤں گا یہاں تک کہ نہ باقی رہے گا دوزخ میں مگر وہ شخص کہ جس کو قرآن نے روکا ہے یعنی وہ شخص کہ جس پر دوزخ میں ہمیشہ رہنا واجب ہو گیا پھر حضورؐ نے یہ آیت پڑھی۔ ''قریب ہے کہ تجھے

تیرا رب مقام محمود پر فائز کرے''۔

حضرت انس نے فرمایا یہی وہ مقام محمود ہے جس کا خدا نے تمہارے نبی سے وعدہ کیا ہے۔

حشر حضور کے قدموں پر ہوگا

صحیحین میں ہے:

ان لی اسماء انا محمد و انا احمد و انا الماحی الذی یمحو اللّٰہ بی الکفر و انا الحاشر الذی یحشرون علی قدمی (۴۱)

ترجمہ: میرے متعدد نام ہیں میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں کفر وشرک کا مٹانے والا ہوں۔ خدا میرے ذریعہ سے کفر وشرک کو مٹاتا ہے میں حاشر ہوں میرے قدموں پر لوگوں کا حشر کیا جائے گا۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال اسعد الناس بشفاعتی یوم القیامۃ من قال لا الہ الا اللّٰہ خالصا من قلبہ او نفسہ (۴۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا لوگوں میں میری شفاعت سے بہرہ مند وہ ہوگا جس نے خلوص قلب و دل سے لا الہ الا اللّٰہ کہا۔

قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم شفاعتی یوم القیامۃ حق

۴۱۔ الف: صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب تفسیر سورۃ الصف

ب: صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب: "فی اسمائہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم"

ج: مشکوٰۃ شریف، ج۲ ص۵۱۵ باب فضائل سید المرسلین، اصح المطابع، دھلی ۱۳۷۵ھ

۴۲۔ الف: صحیح بخاری، کتاب العلم، باب الحرص علی الحدیث

ب: مشکوٰۃ شریف، ج۲ ص۴۸۹ باب الحوض و الشفاعۃ، مطبع اصح المطابع، ۱۳۷۵ھ

فمن لم یؤمن به لم یکن من اهلها (۴۳)

حضور علیہ السلام نے فرمایا روز قیامت میری شفاعت حق ہے جس نے اس پر یقین نہیں کیا وہ اہل شفاعت سے نہیں ہوگا۔

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم اتانی آت من عند ربی فخیرنی بین ان یدخل نصف امتی الجنة و بین الشفاعة فاخترت الشفاعة (۴۴)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میرے رب کے پاس سے فرشتہ آیا (اس نے خدا کا پیغام سنایا) کہ اللہ نے مجھے اختیار دیا کہ یا تو میری آدھی امت جنت میں داخل ہو جائے یا میں شفاعت کو پسند کروں تو میں نے شفاعت کو اختیار کیا۔

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم شفاعتی لاهل الکبائر من امتی (۴۵)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میری شفاعت میری امت کے اہل کبائر کے لئے ہوگی۔

اخرج البزار و الطبرانی فی الاوسط و ابو نعیم بسند صحیح قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم اشفع لامتی حتی ینادینی ربی عزوجل فیقول ارضیت یا محمد فاقول نعم رضیت قال رأیت ما تعمل امتی بعدی

۴۳۔ جامع صغیر، ج۲/ص۴۴ مطبع البابی الحلبی ،مصر

یہ حدیث زید بن ارقم سے اور تقریباً دس دیگر صحابہ سے مروی ہے امام سیوطی علیہ الرحمہ نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

۴۴۔ مسلم شریف، کتاب الایمان، باب ما فی الشفاعة

۴۵۔ ابن ماجہ، ج۱/ص۳۲۹ باب ذکر الشفاعة، مطبوعة فاروقی دهلی

فاخترت لهم الشفاعة. (۴۶)

بزار اور طبرانی نے اوسط میں اور ابونعیم نے سند صحیح کے ساتھ فرمایا رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنی امت کی شفاعت کروں گا یہاں تک کہ مجھے میرا رب پکارے گا کہ اے محمد! کیا تو راضی ہوگیا؟ میں عرض کروں گا اے رب! میں راضی ہوگیا۔ اور حضور نے فرمایا میں نے دیکھا کہ میری امت بعد میں کیا عمل کرے گی اس لئے میں نے شفاعت کو اختیار کیا۔

الغرض مسئلہ شفاعت نبویہ حق اور صحیح ہے اور اس پر یقین نہ رکھنے والے کو خود حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شفاعت کا اہل نہ ہونا فرمایا اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت عظمیٰ سے سرفراز فرمائے۔ البتہ اگر کوئی جاہل یہ خیال قائم کرے کہ جب حضور پاک ہمارے شفیع و دستگیر ہیں تو پھر ہمیں نماز و روزہ اور دیگر احکام پر عمل کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ خیال فاسد ہے بحیثیت مسلمان ہر شخص کو عمل خیر کرنا لازمی ہے۔ مسئلہ شفاعت پر صاحب قصیدہ بردہ نے کیا خوب ارشاد فرمایا۔

هو الحبيب الذی ترجی شفاعته لكل هول من اللاهوال مقتحم (۴۷)

وہی ایسے محبوب خدا ہیں جن کی شفاعت کا آسرا ہر پیش آنے والی ہولناک مصیبت میں کیا جاتا ہے۔

حضور کے خدام بھی شفاعت کریں گے:

وعدنی ربی ان يدخل الجنة من امتی سبعين الفا لاحساب عليهم و لا عذاب مع كل الف سبعون الفا. (۴۸)

۴۶۔ المعجم الاوسط، ج ۲، ص ۳۰۷، دار الحرمین قاہرہ ۱۴۱۵ھ بروایت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

۴۷۔ قصیدہ بردہ، شعر ۳۶

۴۸۔ ترمذی شریف، ج ۲، ص ۶۶ باب ماجاء فی ذکر الشفاعة، مطبع کتب خانہ رشیدیہ، دہلی

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے میرے رب نے وعدہ کیا کہ وہ میری امت سے ستر ہزار لوگوں کو بغیر حساب اور عذاب کے جنت میں داخل فرمائے گا۔ اور ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار داخل جنت فرمائے گا۔

ابو بکر الشافعی نے فضل الشیخین میں کتاب احادیث غرر سے حدیث ذیل نقل فرمائی ہے۔

ینادی یوم القیامة این اصحاب محمد صلی اللہ علیه وسلم فیوتی بالخلفاء رضی اللہ عنهم فیقول اللہ لهم ادخلوا من شئتم الجنة دعوا من شئتم.

قیامت کے دن ندا کی جائے گی کہاں ہیں اصحاب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پس خلفاء رضوان اللہ علیہم اجمعین لائے جائیں گے اللہ عزوجل ان سے فرمائے گا تم جسے چاہو جنت میں داخل کرو اور جسے چاہو چھوڑ دو۔

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس پر بھی وہ عنایت فرمائے اسے مرتبۂ شفاعت عطا فرمادے۔ حضور دستگیر عالم حضرت سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے اولیائے کرام بھی اس دن اپنے نام لینے والوں کی شفاعت فرمائیں گے۔

حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

سابقہ عنوان کے ماتحت وہ احادیث درج کی گئیں جن سے یوم محشر میں آپ کا شفاعت فرمانا ثابت تھا، حضرات اہل سنت کا یہ عقیدۂ شریفہ حق اور صحیح ہے کہ سرکار ابدقرار روحی لہ الفدا کو خدا نے جس طرح عالم ظاہر میں قوت وشوکت عطا فرمائی تھی آج بھی آپ اسی طرح نصرت فرماتے ہیں اور آپ کی ذات اقدس میں کسی طرح کی تبدیلی اور تغیر نہیں ہوا اس عنوان کے ماتحت علمائے متقدمین نے کافی سے زیادہ دلائل دے کر اس مسئلہ کو ناقابل تردید شکل میں پیش فرمادیا ہے۔

موجودہ دور میں ہر وہ شخص جس کے اندر نہ تو صلاحیت علمی ہے نہ فکر ونظر کی قوت، دنیوی اور سیاسی امور کی طرح دینی مسائل میں اپنی عقل و بحث سے الجھتا ہے اور جو ٹھوس

مواد متقدمین ضخیم کتابوں میں پیش کر گئے اس سے قطعاً بے خبر ہے۔تمام عالم انسانیت میں حضرات انبیائے سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام ہوں یا غیر انبیاء حضور نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اقدس اپنی ہر خصوصیت میں بے مثل و بے نظیر ہے آپ کا بعد وصال یہ اعزاز پانا کہ آپ عالم قبر میں ہر ایک کی آواز سماعت فرماتے، حالات کا معائنہ اور زندگی کی طرح ہر قسم کا ادراک وشعور رکھتے ہیں، بعید از قیاس نہیں بلکہ خداوند قدوس کے فضل خاص اور نہایت کرم کی ایک مثال ہے۔

قرآن کریم اور حیات بعد الموت:

و لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللّٰہ اموات بل احیاء و لکن لا تشعرون (۴۹)

ترجمہ: جو خدا کی راہ میں قتل کئے گئے انھیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں شعور نہیں۔

و لا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللّٰہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون فرحین بما اٰتٰھم اللّٰہ من فضلہ (۵۰)

ترجمہ: جو اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے انھیں مردہ گمان مت کرو بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس وہ روزی دیئے جاتے ہیں بہت خوش ہیں اس پر جو ان کو اللہ نے اپنے فضل سے دیا ہے۔

مذکورہ بالا آیات میں شہدائے کرام کی یہ شان بیان فرمائی کہ وہ مردہ نہیں زندہ ہیں اور رزق پاتے ہیں یہ بات ایک جاہل سے جاہل بھی جانتا ہے کہ شہداء کا درجہ بہر طور نبی سے کم ہے شہداء حضور کے خادم و غلام ہیں اور آپ ہی کے ارشاد کو قبول فرما کر درجۂ شہادت پر فائز ہوئے تو پھر جب انھیں خدائے بزرگ و برتر کی بارگاہ سے حیات بعد الموت کی عزت

۴۹۔ سورۂ بقرہ، آیت ۱۵۴

۵۰۔ سورۂ آل عمران، آیت ۱۷۰

حاصل ہوتو حضور کو اس مقام عالی پر پہنچنے میں کیا قباحت ہوئی۔

علمائے متقدمین کا حیات النبی کے مسئلہ میں عقیدہ:

حضرت حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "تنویر الحلك فی جواز رؤیة النبی و الملك" میں فرماتے ہیں۔

ان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم حی بجسده و روحه و انه یتصرف و یسیر فی اقطار الارض و فی الملکوت و ھیئته التی کان قبل وفاته و لم یبدل منه شئ (۵۱)

ترجمہ: حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے بدن اور روح کے ساتھ قبر انور میں زندہ ہیں اور سیر و تصرف فرماتے ہیں اور آپ کے اندر کوئی تغیر و تبدل نہیں ہوا۔

و اذن لهم ای الانبیاء فی الخروج من قبورهم و التصرف فی الملکوت العلوی و السفلی ان حیوة النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم فی قبره و حیوة سائر الانبیاء معلومة عندنا علما قطعیا لما قام عندنا من الادلة القطعیة فی ذلك و تواترت به الاخبار منها قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم الانبیاء احیاء فی قبورهم و یصلون. (۵۲)

ترجمہ: انبیاء کرام کو اپنی قبروں سے نکلنے اور تصرف فرمانے کا اذن دیا گیا ہے عالم علوی اور سفلی میں حضور پاک اور تمام نبیوں کی حیات ہمارے نزدیک اس لئے یقینی ہے کہ اس کی قطعی دلیلیں اور متواتر حدیثیں موجود ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

۵۱۔ تنویر الحلك فی جواز رویة النبی و الملك ص ۵۸، دار جوامع الکلم قاہرہ

۵۲۔ تنویر الحلك فی جواز رویة النبی و الملك ص ۳۸، دار جوامع الکلم قاہرہ۔

فرمایا انبیاء زندہ ہیں اور اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں۔

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم حرم الله علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء. (۵۳)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے زمین پر اس بات کو حرام قرار دے دیا کہ وہ انبیاء کے جسم کو کھائے۔

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب التذکرہ فی الحدیث الضعفہ میں فرماتے ہیں:

الموت لیس بعدم محض و انما انتقال من حال الی حال و یدل علی ذلك ان الشهداء بعد قتلهم و موتهم احیاء عند ربهم یرزقون و هذه صفة الاحیاء فی الدنیا فالانبیاء احق و اولیٰ (۵۴)

موت عدم محض نہیں ہے بلکہ ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل ہونا ہے جس کی دلیل یہ ہے کہ شہداء اپنے قتل و موت کے بعد بھی زندہ ہیں اور انھیں اپنے رب کے پاس سے رزق دیا جاتا ہے جب شہدا کی یہ شان ہے تو انبیائے کرام زیادہ احق و اولیٰ زندہ ہیں۔

حیات انبیاء کے بارے میں علماء کرام کے بکثرت اقوال موجود ہیں۔ علامہ قسطلانی، حضرت امام احمد بن حنبل، حضرت امام محمد وغیرہم فرماتے ہیں۔

لافرق بین موته و حیاته صلی الله علیه وسلم فی مشاهدته لامته و معرفته باحوالهم و نیاتهم و عزائمهم و خواطرهم و ذلك عنده جلی لاخفاء به

ترجمہ: حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات و وفات میں کچھ فرق نہیں آپ اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں ان کی حالتوں ان کی نیتوں اور ان کے

۵۳۔ سند ابی یعلی، ج ۲، ص ۱۴۷، دار المامون للتراث ۱۹۸۴ء

۵۴۔ التذکرۃ فی حدیث الضفعه، امام سیوطی بحوالہ تنویر الحلک ص ۴۱، دار جوامع الکلم۔

ارادوں اور خیالات تک کو پہچانتے ہیں اور یہ سب آپ پر روشن ہے جس میں کسی قسم کی پوشیدگی نہیں ہے۔

علامہ قاضی عیاض علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

و لاشك ان حيوة الانبياء عليهم السلام ثابتة مستمرة معلومة و نبينا صلى الله عليه وسلم افضلهم. (۵۵)

ترجمہ: حضرات انبیاء کرام کی حیات ہمیشہ سے ایک ثابت شدہ امر ہے جس میں کوئی شک نہیں اور انبیاء میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب سے افضل ہیں۔

المسلک المتقسط میں ہے:

بانه عليه الصلوٰة و السلام عالم بحضورك و قيامك و سلامك اى بل بجميع افعالك و احوالك و ارتحالك و مقامك و كانه حاضر جالس بازائك. (۵٦)

رسول علیہ التحیۃ والثناء تیری حاضری تیرے قیام وسلام کو جانتے ہیں بلکہ تیرے تمام افعال واحوال مقام اور کوچ سے واقف ہیں گویا حضور تیرے مقابل موجود ہیں۔

ابن تیمیہ امام الوہابیہ کی رائے:

ذكر ابن تيمية فى اقتضاء الصراط المستقيم كما نقل ابن عبد الهادى ان الشهداء بل كل المومنين اذا زارهم المسلم و سلم عليهم عرفوا به ورد عليه السلام فاذا كان هذه فى حال المومنين فكيف لسيد المرسلين صلى الله عليه

۵۵۔ المواہب اللدنیہ، ج۴، ص۵۸٦، پوربندر، گجرات ۲۰۰۱ء

۵٦۔ المسلک المتقسط، ملاعلی قاری، ص۲۸٦، باب زيارة سيد المرسلين، مطبع المریہ، مکہ مکرمہ ۱۳۱۹ھ

وسلم. (۵۷)

ابن تیمیہ نے اقتضاء الصراط المستقیم میں ذکر کیا جسے ابن عبد الہادی نے نقل کیا بے شک شہداء بلکہ تمام مسلمان جس وقت مسلمان کی زیارت کریں اور ان پر سلام بھیجیں تو وہ پہچانتے ہیں اور سلام کا جواب دیتے ہیں جب (عام) مسلمان مردوں کا یہ حال ہے تو کیا حال ہوگا حضور اکرم سرور دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اطہر کا۔

مسئلہ حیات النبی پر احادیث مقدسہ:

عن ثابت عن انس رضی اللّٰہ عنه ان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال الانبیاء احیاء فی قبورهم. (۵۸)

حضرت ثابت نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

قال ابن شهاب بلغنا ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال اکثروا من الصلوات علیّ فی اللیلة الزهراء و الیوم الاظهر فانهما یؤدیان عنکم و ان الارض لا تاکل اجساد الانبیاء (۵۹)

ترجمہ: ابن شہاب نے کہا ہمیں یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر چمکتی رات اور چمکتے دنوں میں زیادہ درود پڑھا کرو پس وہ دونوں تمہاری جانب سے مجھے پہنچائے جاتے ہیں۔

۵۷۔ وفاء الوفاء، نور الدین علی بن احمد السمہودی، ج ۴، ص ۱۳۵۱، دار احیاء التراث العربی، لبنان

۵۸۔ الف: مسند ابی یعلی، ج ۶، ص ۱۴۷، دار المامون للتراث دمشق ۱۹۸۴ء

ب: تنویر الحلك فی جواز رویة النبی و الملك: للسیوطی، ص ۴۶، دار جوامع الکلم، قاہرہ

۵۹۔ :المواہب اللدنیہ، ج ۴، ص ۵۸۸، پور بندر گجرات

عـن اوس بـن اوس مـرفـوعـاً ان مـن افـضـل ايامكم يوم الـجـمـعة فيـه خـلـق اٰدم فيه قبض و فيـه النفخة و فيها الـصـعـقة فـاكـثـروا عـلـيّ مـن الـصـلـوٰة فيه فان صلوتكم مـعـروضة عـلـى قالوا و كيف تعرض صلوٰتنا عليك و قد ارمـت قــال ان الله حـرم عـلـى الارض ان تـاكل اجسـاد الانـبياء. (٦٠)

ترجمہ: اوس بن اوس نے مرفوعاً روایت کی حضورﷺ نے فرمایا کہ تمہارے دنوں میں افضل دن جمعہ کا ہے جس میں حضرت آدم پیدا کئے گئے اور اسی دن وفات دیئے گئے اور اسی دن قیامت ہوگی اس دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو تمہارے درود مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں صحابہ نے عرض کیا کہ کس طرح ہمارے درود آپ پر پیش ہوں گے حالانکہ آپ کے وصال کو مدت ہو چکی ہوگی آپ نے فرمایا زمین پر خدا نے انبیاء کے جسموں کو کھانا حرام کر دیا ہے۔

عـن ابى هريرة رضى الله عنه مرفوعاً من صلى عليّ عند قبرى سمعته و من صلى عليّ نائيا بلغته (٦١)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جس نے میری قبر کے پاس آ کر درود شریف پڑھا میں اس کو سنتا ہوں اور جس نے دور رہ کر درود پڑھا وہ مجھ پر پہنچا دیا جاتا ہے۔

عـن ابـن مسـعـود رضـى الله عـنــه مرفوعاً ان لله ملئكة

٦٠۔ الف: ابوداؤد، ج ا، ص ٢٧٥، باب فضل الجمعة: و ليلة الجمعة، دار الفکر، بیروت

ب: نسائی، کتاب الجمعة باب، اكثار الصلوٰة على النبى صلى الله عليه وسلم يوم الجمعة.

ج: مشکوٰۃ شریف، ج ا، ص ١٢٠ باب الجمعة: اصح المطابع، دہلی ١٣٧٥ھ

٦١۔ الف: شفاء شریف، قاضی عیاض، ج ٢، ص ٧٩، الباب الرابع فى حكم الصلوة عليه.

سیاحین فی الارض یبلغون من امتی السلام"(٦٢)
ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ کی طرف سے زمین میں سیاحت کرنے والے فرشتے مقرر ہیں جو میری امت کا مجھ پر سلام پہنچاتے ہیں۔

عن انس رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من صلی علیّ مائۃ فی یوم الجمعۃ و لیلۃ الجمعۃ قضی اللّٰہ لہ مائۃ حاجۃ سبعین من حوائج الآخرۃ و ثلاثین من حوائج الدنیا ثم و کل اللّٰہ بذلک ملکا یدخل علیّ فی قبری کما یدخل علیکم الھدایا ان علمی بعد موتی کعلمی فی حیاتی. (٦٣)
ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جس نے مجھ پر جمعہ کے دن یا شب جمعہ میں سو بار درود پڑھا خدا اس پڑھنے والے کی ستر حاجتیں آخرت کی اور تیس دنیا کی پوری فرمائے گا اللہ نے درود پہنچانے کے لئے ایک فرشتہ مقرر کیا ہے جو میری قبر میں اس درود کو لے کر اس طرح داخل ہوتا ہے جس طرح تمہارے تحائف پہنچتے ہیں۔ بے شک میرا علم بعد وفات بھی ایسا ہے جیسا زندگی میں تھا۔

روی البزار عن عبد اللّٰہ بن مسعود رضی اللّٰہ عنہ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال ان للّٰہ ملئکۃ سیاحین یبلغونہ عن امتی قال و قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ

٦٢۔ الف: نسائی: کتاب الصلوٰۃ باب السلام علی النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم
ب: مشکوٰۃ شریف، ج۱، ص۸٦، باب الصلوۃ علی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔
اصح المطابع، دہلی ۱۳۷۵ھ

٦٣۔ رسائل اثنا عشریہ للسیوطی، انتباہ الاذکیا فی حیوٰۃ الانبیاء، ص ۱۳

وسلم حیاتی خیر لکم و مماتی خیر لکم تعرض علیّ اعمالکم فما رأیت من خیر حمدت اللّٰہ و ما رأیت من شر استغفرت لکم. (۶۴)

ترجمہ: بزار نے عبداللہ بن مسعود سے انھوں نے حضور پاک سے روایت کیا حضور نے فرمایا اللہ نے سیاحت کرنے والے فرشتے مقرر کئے ہیں جو میری امت کی طرف سے میرے پاس ہدایا پہنچاتے ہیں میری زندگی بھی تمارے لئے بہتر ہے اور میری موت بھی تمہارے لئے بہتر ہے مجھ پر تمہارے اعمال پیش کئے جاتے ہیں جب میں اچھی بات دیکھتا ہوں تو خدا کی حمد کرتا ہوں اور بری بات دیکھتا ہوں تو خدا سے تمہارے لئے مغفرت طلب کرتا ہوں۔

حدثنا عبد اللّٰہ بن عمر العمری قال سمعت سعید المقبری یقول قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من زارنی بعد موتی فکانما زارنی فی حیاتی (۶۵)

ترجمہ: ہم سے عبداللہ بن عمر العمری نے حدیث بیان کی انھوں نے کہا میں نے سعید المقبر ی سے کہتے ہوئے سنا کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میرے وصال کے بعد میری زیارت کی گویا اس نے میری حالت حیات میں زیارت کی۔

حضرات صحابہ کرام کے مشاہدات و معمولات:

عن سعید بن المسیب قال لم ازل اسمع الاذان و الاقامۃ

۶۴۔ مسند بزار، ج۵، ص۳۰۸، مؤسسہ علوم القرآن، بیروت ۱۴۰۹ھ

۶۵ وفاء الوفاء، نورالدین علی بن احمد السمہودی، ج۴، ص۱۳۴۷ الباب الثامن فی زیارۃ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم. داراحیاء التراث العربی، بیروت

فی قبر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ایام الحرۃ حتی عاد الناس

ترجمہ: حضرت سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ میں ایام حرہ یعنی یزید کے حملہ کے زمانہ میں حضور کی قبر سے برابر اذان اور اقامت کی آواز سنتا تھا یہاں تک کہ لوگ مسجد میں واپس آ گئے۔

عنہ فلما حضرت الظھر سمعت الاذان من القبر فصلیت رکعتین ثم سمعت الاقامۃ فصلیت الظھر ثم مضی ذلک الاذان و الاقامۃ فی قبر المقدس لکل صلوٰۃ حتی مضت ثلاث لیال یعنی لیال ایام الحرۃ. (٦٦)

ترجمہ: سعید بن میبّب سے ہی مروی ہے جب ظہر کا وقت آیا تو میں نے حضور کی قبر انور سے اذان کی آواز سنی میں نے دو رکعت نماز پڑھی پھر تکبیر کی آواز سن کر میں نے ظہر پڑھی پھر ہر نماز کے لئے اذان و اقامت کی آواز قبر مقدس سے سنتا رہا یہاں تک کہ ایام حرہ کی تین راتیں گزر گئیں۔

مزار مبارک سے توسل:

عن ابی صالح عن مالك الدار و رواہ ابن ابی شبیۃ بسند صحیح عن مالك الدار قال اصاب الناس قحط فی زمان عمر الخطاب فجاء رجل الی قبر النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم استسق اللّٰہ لامتك فانھم قد ھلکوا فاتاہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی المنام فقال ائت عمر فاقرئہ السلام و اخبرہ انھم مسقون و قل لہ علیك الکیس الکیس فاتی الرجل

٦٦۔ سنن دارمی، ج ۱، ص ٥٦، باب ما اکرم اللہ بنیہ بعد موتہ، دار الکتاب العربی، بیروت ١٤٠٧ھ

عـمـر فـاخبـره فبكى عمر ثم قال يا رب ما آلوا الا عجزت عنه. (٦٧)

ترجمہ: ابی صالح نے مالک دار سے نقل کیا ہے اور اس کو ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح مالک دار سے نقل کیا کہ لوگ جب حضرت عمر کے عہد میں قحط زدہ ہوئے ایک شخص حضور کی قبر مقدس پر حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اپنی امت کے لئے باران رحمت طلب کیجئے لوگ ہلاک ہو رہے ہیں پس حضور خواب میں تشریف لائے اور فرمایا کہ عمر سے جا کر ہمارا اسلام کہہ اور یہ خبر دے کہ وہ سیراب کر دیئے جائیں گے اور ان سے کہہ کہ وہ دانائی اختیار کریں پس وہ شخص حضرت عمر کے پاس آیا اور اس واقعہ کی خبر دی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سن کر رو دیئے پھر عرض کیا کہ یارب جہاں تک ممکن ہے قصورواری نہیں کرتا مگر جس بات سے عاجز ہوں۔

رواه ابـو الـجـوزاء قـال قـحـط اهـل الـمـدينة قحطاً شديدا فشكوا الى عائشة فقالت فانظروا قبر النبى صلى الله عليه وسـلـم فـاجـعـلـوا بينه كوة الى السماء حتى لايكون بينه و بيـن الـسـمـاء سـقـف فـفعلوا فمطروا و قد يكون التوسل به صلى الله عليه وسلم بطلب ذلك الامر منه۔ (٦٨)

ترجمہ: ابو جوزاء نے روایت کیا کہ مدینہ منورہ میں قحط شدید پڑا لوگوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے شکایت کی تو آپ نے فرمایا کہ قبر اور آسمان کے مابین حجاب دور کرنے کے لئے چھت میں سوراخ کرو تو انھوں نے ایسا ہی کیا تو بارش ہوئی اور بارش اس لئے ہوئی کہ اس فعل سے حضور پاک کی ذات اقدس سے توسل (حضور کو وسیلہ) کیا گیا۔

٦٧۔ وفاء الوفاء، ج۴، ص۱۳۷۴، الباب الثامن، الفصل الثالث، دار احیاء التراث العربی، بیروت

٦٨۔ مرجع سابق

عن سعيد السمعانی عن علی بن ابی طالب قال قدم علينا اعرابی بعد ما دفنا رسول الله صلی الله عليه وسلم بثلاثة ايام فربط بنفسه علی قبر النبی صلی الله عليه وسلم و حثا من ترابه علی رأسه قال يا رسول الله صلی الله عليه وسلم قلت و سمعنا قولك و وعيت عن الله سبحانه و ما وعينا عنك و كان فيما انزل عليك و لو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤك فاستغفروا الله الخ و قد ظلمت و جئتك تستغفر لی فنودی من القبر انه قد غفر لك. (٦٩)

ترجمہ: حضرت سعید سمعانی سے مروی ہے انھوں نے سیدنا علی ابن ابی طالب سے روایت کی کہ ایک اعرابی ہمارے پاس آیا جب کہ تین دن ہوئے ہم حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دفن کر چکے تھے اس نے اپنے آپ کو قبر پر ڈال دیا اور قبر پاک کی مٹی لے کر سر پر ملنے لگا اور عرض کرتا تھا کہ یا رسول اللہ آپ کے قول کو ہم نے سنا آپ نے اللہ سے اور ہم نے آپ سے حاصل کیا اور جو چیز آپ پر اتاری گئی اس میں یہ بھی ہے کہ جب کوئی اپنے نفس پر ظلم کر کے آپ کے پاس آئے اور اللہ سے مغفرت چاہے اور رسول اس کے لئے دعائے مغفرت کی دعا فرمائیں، تو اللہ کو البتہ توبہ قبول کرنے والا پائیں گے میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور میں حاضر ہوا ہوں تا کہ آپ میری مغفرت کی دعا فرمائیں قبر سے آواز آئی کہ بے شک تجھے بخش دیا گیا۔

مزار مبارک کا احترام:

علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفا میں خلیفہ ابو جعفر کا واقعہ نقل کر کے تحریر فرماتے ہیں:

٦٩۔ وفاء الوفاء، ج۴، ص۱۳۶۱، الباب الثامن، الفصل الثانی، دار احياء التراث العربی

فقال مالك يا امير المؤمنين لا ترفع صوتك فى هذا المسجد فان اللّٰه تعالىٰ ادب قوما فقال لا ترفعوا اصواتكم فوق صوت النبى الاٰية و مدح قوما فقال ان الذين يغضون اصواتهم عند رسول اللّٰه الآية و ذم قوما فقال ان الذين ينادونك من وراء الحجرات الاٰية و ان حرمته ميتا كحرمته حيا فاستكان لها ابو جعفر فقال يا ابا عبد اللّٰه استقبل القبلة و ادعو ام استقبل رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فقال لم تصرف وجهك عنه وهو وسيلتك و وسيلة ابيك آدم عليه السلام الى اللّٰه يوم القيامة بل استقبله و استشفع به فيشفعك اللّٰه قال اللّٰه تعالىٰ و لو انهم اذ ظلموا انفسهم الاٰية۔ (۷۰)

ترجمہ: امام مالک نے کہا اے امیر المؤمنین اس مسجد میں اپنی آواز بلند نہ کرو اللہ تعالیٰ نے قوم کو ادب سکھایا کہ تم اپنی آوازوں کو حضور کی آواز پر بلند مت کرو اور ایک قوم کی مدح فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ بے شک وہ لوگ جو اپنی آوازوں کو حضور کے پاس پست رکھتے ہیں اسے موجب تقویٰ قرار دیا اور ایک قوم کی برائی بیان کی اور ارشاد فرمایا کہ بے شک وہ لوگ جو حجروں کے عقب سے پکارتے ہیں اکثر جاہل ہیں۔ امام مالک نے فرمایا کہ حضور کی حرمت وعزت جس طرح زندگی میں تھی ویسی ہی بعد میں ہے۔ ابوجعفر نے قبول کر کے سر خم کر دیا اور کہا کہ اے ابو عبد اللہ! میں قبلہ کی طرف منہ کر کے دعا مانگوں یا حضور کی طرف منہ کر کے مانگوں؟ آپ نے جواب دیا کہ تو اپنے منہ کو اس ذات سے جو تیرا وسیلہ اور تیرے باپ آدم کا

۷۰۔ وفاء الوفاء، ج۴، ص۱۳۷۶، الباب الثامن، الفصل الثالث، دار احیاء التراث العربی

قیامت میں وسیلہ ہے کیوں پھیرتا ہے بلکہ تو ان کی طرف متوجہ ہو اور انھیں
کو شفیع بنا۔ تو اللہ (ان کے وسیلہ سے) تیری شفاعت قبول فرمائے گا۔ اللہ
نے فرمایا و لو انهم اذ ظلموا" الی آخر الآیة

صاحب قصیدۂ بردہ فرماتے ہیں:

یـا اکرم الـخـلـق مـالـی من الوذبـه　　سواك عند حلول الحادث العمم (۱۷)

اے سب سے مکرم و معظم ذات مبارک، عام حادثات کے وقت کون ہے تیرے سوا جس کی میں پناہ حاصل کروں۔

حضور کو ہر حالت میں مددگار سمجھنا:

علامہ محمد عبدالباقی زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں:

"من لم یرو ولایة الرسول علیه السلام فی جمیع احواله و لم یر نفسه فی ملکه لا یذوق حلاوة سنته."

جو ہر حال میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنا والی اور اپنے آپ کو حضور کا ملک نہ سمجھے وہ سنت نبوی کی چاشنی نہیں چکھے گا۔

حضور پاک دین و دنیا کے کارساز ہیں:

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دین و دنیا کے کارساز ہیں آپ کو مصیبت کے وقت پکارنا یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہہ کر عرض کرنا ہر طرح صحیح ہے آپ ہر پکارنے والے کی صدا سن کر جواب ارشاد فرماتے ہیں، چنانچہ حضرت سیدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپ ان کے یہاں تشریف لے گئے ان کے صاحبزادہ حضرت عبداللہ بن جعفر نے فرمایا:

فجاء ت امنا فذکرت یتمنا فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم العیلة تخافین و انا ولیهم فی الدنیا و الآخرة.

۱۷۔　　قصیدۂ بردہ، شعر ۱۵۳

ہماری والدہ نے حضور سے ہماری یتیمی کی شکایت کی آپ نے فرمایا کیا ان پر محتاجی کی شکایت کرتی ہو حالانکہ میں ان کا دنیا و آخرت میں ولی و کارساز اور مددگار رہوں۔

حضرات صحابہ حضور کو اپنی جان و مال کا مالک سمجھتے:

ما نفعنی مال قط ما نفعنی مال ابی بکر (۷۲)

مجھے کبھی کسی کے مال نے اتنا نفع نہ دیا جیسا کہ ابوبکر کے مال نے دیا۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔

هل انا ومالی الا لك یا رسول الله

میری جان و مال کا مالک حضور کے سوا کون ہے۔

حضور کے ارشاد پر شہادت ہونا:

حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ کے مدحیہ اشعار آئندہ ہم درج کریں گے حضور نے ان کی زبان سے نعتیہ کلام سماعت فرما کر جو فرمایا اسے امام مسلم نے اپنی صحیح میں نقل فرمایا ہے۔

غفر لك ربك و ما استغفر رسول الله صلی الله علیه وسلم لانسان الا استشهد قال فنادی عمر بن الخطاب وهو علی جمل له یا بنی الله لو لا ما ستعتنا بعامر. (۷۳)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (عامر سے) کہا اللہ تیری مغفرت کرے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس انسان کے لئے مغفرت کی دعا فرماتے وہ شہید ہو جاتا تو راوی کہتے ہیں کہ حضرت عمر نے پکارا وہ اونٹ پر سوار تھے کہ کاش حضور ہمیں عامر کی زندگی سے اور فائدہ اٹھانے دیتے۔

۷۲۔ الف: سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی بکر الصدیق

ب: مشکوۃ شریف، ج۲، ص۵۵۵ باب مناقب ابی بکر رضی الله عنه

۷۳۔ بخاری شریف، کتاب المغازی، باب غزوۃ ذی قرد وغیرہ

یعنی کاش حضور ان کے لئے مغفرت کی دعا نہ فرماتے۔

استمداد و استعانت:

ہم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بارگاہ نبویہ میں استغاثہ کرنا مزار پاک سے وسیلہ وغیرہ کا بیان گذشتہ اوراق میں کر دیا اب ایک مثال حضور اقدس کے زمانہ حیات کی، جس میں مدد چاہنے کے الفاظ بھی بصراحت آئے ہیں نقل کرتے ہیں جب وفد ہوازن حضور کی خدمت اقدس میں قیدیوں کی رہائی کا معروضہ لے کر حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا۔

اذا صليتم الظهر فقوموا فقولوا انا نستعين برسول الله على المؤمنين او المسلمين فى نسائنا و ابنائها

جب تم ظہر کی نماز پڑھ چکو تو کھڑے ہو کر کہنا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے استعانت کرتے ہیں مومنین پر اپنی عورتوں و بچوں کے لئے۔

حضور پاک کا وسیع اختیار و قبضہ:

خدائے پاک نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین و آسمان پر تسلط عطا فرمایا جو حضور کی مرضی ہوتی خدا اپنے حبیب کی خاطر وہی کرتا چنانچہ ام المؤمنین بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

ما ارى ربك الا يسارع فى هواك (۷۴)

ترجمہ: میں آپ کے رب کو دیکھتی ہوں کہ وہ آپ کی خواہش کو پورا کرنے میں جلدی کرتا ہے۔

حضرت انس سے مروی ہے:

ان ابا طالب مرض فثقل فعاده النبى صلى الله عليه وسلم فقال يا ابن اخى ادع ربك و الذى بعثك ان يعافينى

۷۴۔ بخاری شریف، كتاب النكاح، باب هل للمرأة ان تهب نفسها لأحد مسلم، كتاب الرضاع، باب جواز هبتها نوبتها لضرتها

اللهم اشف عمی فقال کانما نشط من عقال فقال ابو طالب یا بن اخی ان ربك بعثك لیطیعك فقال و انت یا عماه و ان اطعت اللّٰہ لیطعنك. (۷۵)

ترجمہ: ابو طالب بیمار ہوئے ان کی بیماری نے شدت اختیار کرلی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے ابو طالب نے عرض کیا کہ اے بھتیجے میرے لئے اپنے رب سے تندرستی کی دعا کرو حضور نے دعا فرمائی کہ اے اللہ میرے چچا کو شفا دے دعا فرماتے ہی ابو طالب اٹھ کھڑے ہوئے جیسے کسی نے بندش کھول دی ہو وہ کہنے لگے اے میرے بھتیجے بے شک تیرا رب تیری خواہش پوری کرتا ہے حضور نے فرمایا اگر تم اس کی اطاعت کروگے تو وہ تمہارے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ کرے گا۔ (یعنی کرم فرمائے گا)

عن علی بن ابی طالب رضی اللّٰہ عنه لما رمس رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم جاء ت فاطمة رضی اللّٰہ عنها فوقفت علی قبره صلی اللّٰہ علیه وسلم و اخذت قبضة من تراب القبر و وضعت علی عینها و بکت و انشاء ت تقول

ما ذا علی من شم تربة احمدا ان لا یشم مدی الزمان غوالیا
صبت علی مصائب لو انها صبت علی الایام صرن لیالیا (۷۶)

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب حضور ﷺ کا وصال شریف ہوگیا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حاضر ہوئیں اور قبر شریف کے پاس کھڑے ہوکر تھوڑی سی مٹی لے کر اپنی آنکھوں سے لگائی

۷۵۔ المستدرک، امام الحاکم، ج ۱، ص ۷۲۷، دار الکتب العلمیۃ، بیروت ۱۴۱۱ھ

۷۶۔ الجوهر المنظم فی زیارة القبر الشریف النبوی المکرم، ابن حجر مکی، ۱۶۰-۱۶۱ الباب جواز تقبیل القبر الشریف، دار جوامع الکلم، قاہرہ

اور رو کر یہ شعر پڑھے ''جس نے روضہ پاک کی خاک سونگھنے کا شرف حاصل کیا اگر وہ زمانۂ دراز تک خوشبو نہ سونگھے تو کوئی حرج نہیں مجھ پر ایسی مصیبتیں پڑیں کہ اگر وہ دنوں پر پڑتیں تو وہ غم کے مارے رات ہو جاتے۔

حضرت نابغہ صحابی رسول کا مشہور شعر متعلق استمداد بھی یہاں ذکر کر دینا خالی از فائدہ نہ ہوگا آپ فرماتے ہیں۔

فیا قبر النبی و صاحبیہ الا یا عوننا لاتسمعونا (۷۷)

اے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے دونوں صاحبوں (حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما) کی قبر، اے ہمارے مددگار کاش آپ ہمیں سنیں (اور ہماری مدد کریں۔)

حضور پاک کی خدمت میں ایک نابینا حاضر ہوئے اور بینائی کے لئے طالب دعا ہوئے تو آپ نے بعد نماز ذیل کی دعا تلقین فرمائی۔

اللهم انی اسئلك و اتوجه اليك بنبيك محمد نبی الرحمة يا محمد انی اتوجه بك فی حاجتی هذه ليقضی لی اللهم فشفعه فی. (۷۸)

ترجمہ: الٰہی میں تجھ سے مانگتا ہوں اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں تیرے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہ سے جو نبی الرحمہ ہیں یا رسول اللہ میں حضور کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف اس حاجت میں توجہ کرتا ہوں تا کہ میری حاجت روا ہو الٰہی انھیں میرا شفیع کر ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

علامہ محمد جزری نے حصن حصین میں بصیغۂ حاضر بھی نقل فرمایا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ حضور میرے حاجت روا ہیں۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے یہی دعا

۷۷۔ الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ابن عبد البر ج ۴ ص ۵۱۸، دار الجیل، بیروت ۱۴۱۲ھ

۷۸۔ الف: جامع ترمذی، ج ۲ ص ۱۹۷، کتب خانہ رشیدیہ، دہلی

ب: الحصن الحصين، ص ۱۵۱ مطبع نجم العلوم لکھنؤ ۱۳۰۶ھ

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں ایک حاجت مند کو تعلیم دی جس کے پورے الفاظ یہ ہیں۔

ایت المیضاۃ فتوضأ ثم أت المسجد فصل فیہ رکعتین ثم قل اللھم انی اسئلك و اتوجه الیك بنبینا محمد صلی اللّٰہ علیه وسلم نبی الرحمة یا محمد انی اتوجه بك الی ربی فیقضی حاجتی و تذکر حاجتك و رح الی حتی اروح معك الخ (۷۹)

ترجمہ: وضو کی جگہ جا کر وضو کر پھر مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھ پھر یوں دعا کر الٰہی میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف ہمارے نبی رحمت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذریعہ سے متوجہ ہوتا ہوں یا رسول اللہ میں حضور کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف توجہ کرتا ہوں کہ میری حاجت روا فرمایئے اور اپنی حاجت کا ذکر کرو شام کو پھر آنا میرے پاس کہ میں تمہارے ساتھ چلوں۔

صاحب حصن حصین رحمۃ اللہ علیہ نے اس دعا کے بارہ میں یہ بھی فرمایا:

من کانت له ضرورۃ فلیتوضا و لیحسن وضوأہ و یصل رکعتین ثم یدعو بھذا الدعاء (۸۰)

ترجمہ: جب کسی شخص کو کوئی خاص ضرورت پیش آ جائے تو اچھا وضو کر کے دو رکعت نفل پڑھے پھر اس دعا کو پڑھکر دعا مانگے۔

۷۹۔ الف: المعجم الکبیر، ج۹ص۳۰، مکتبۃ العلوم والحکم الموصل ۱۹۸۳ء
ب: المعجم الصغیر، ج۱ص۳۰۶، المکتبۃ الاسلامی، بیروت ۱۹۸۵ء

۸۰۔ الحصن الحصین، ص۱۵۱، نجم العلوم لکھنؤ ۱۳۰۶ھ

حضور پاک برکت دیتے ہیں:

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت و طاقت کا عالم تو یہ ہے کہ آپ نے صرف خدا کے حکم و فضل سے اپنا تسلط فرمایا ان حقائق کے لئے آیات قرآنیہ بالتفصیل شہادت دے رہی ہیں یہاں پر حضرت سیدنا فاروق اعظم کی وہ روایت جسے مسند نے نقل کیا ہے اور وہ ارشاد جو حضور نے مدینہ والوں سے فرمایا تھا نقل کرتے ہیں۔

اصبروا و ابشروا فانی قد بارکت علی صاعکم و مدکم

ترجمہ: صبر کرو اور خوش ہو کہ میں نے تمہارے پیمانوں میں برکت دے دی ہے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا اہم ارشاد:

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جیسے فارق حق و باطل ایک دن حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو گود میں لے کر فرماتے ہیں۔

هل انبت الشعر علی رؤسنا الا ابوك

ترجمہ: ہمارے سر پر بال تمہارے ہی باپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اگائے ہوئے ہیں یعنی جو کچھ عزت ملی وہ سب حضور کی عطا سے۔

یارسول اللہ کہنا:

مذکورہ بالا احادیث نبویہ اقوال و اعمال صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے یہ امر بخوبی ثابت و واضح ہوگیا کہ سرکار ابد قرار روحی لہ الفداء صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی مصیبت و تکلیف میں قریب و بعید سے پکارنا آپ کو اپنا شفیع و وسیلہ بنانا یارسول اللہ یا نبی اللہ کہہ کر مخاطب کرنا ہر طرح صحیح ہے اسی طرح مزار مبارک سے استفادہ کرنا بھی درست اور معمولات صحابہ رضوان اللہ علیہم کے مطابق ہے۔

عبدالنبی،عبدالرسول نام رکھنا:

بعض حضرات اس قسم کے ناموں پر معترض ہوتے ہیں اس لئے ہم یہاں مختصراً اس بحث کو بھی درج کئے دیتے ہیں چنانچہ اس سلسلہ میں ابوحذیفہ اسحاق بن بشیر نے مختلف رواۃ سے حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے خطبۂ مبارکہ کے حسب ذیل الفاظ نقل کئے ہیں۔

یا ایھا الناس انی قد علمت انکم کنتم تونسون منی شدۃ و غلظۃ و ذلك انی کنت مع رسول اللّٰہ و کنت عبدہ و خادمہ. (۸۱)

ترجمہ: اے لوگو! میں جانتا ہوں کہ تم مجھ سے سختی وشدت پاتے ہو اور اس کا سبب یہ ہے کہ میں حضور کے ساتھ رہتا تھا اور میں حضور کا بندہ اور خادم ہوں۔

مسئلہ علم غیب:

حضرات اہل سنت کا یہ عقیدہ حقہ ہر طرح صحیح اور ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے فضل اور کرم سے علم غیب عطا فرمایا اور ایسی کوئی شی نہ تھی جس پر آپ کی نگاہ نہ پہنچتی ہو اس مسئلہ میں جن لوگوں نے لغزش کی وہ علم ذاتی اور وہبی کے باعث۔ حضرات اہل سنت کے نزدیک اللہ تبارک وتعالیٰ کے علم عطا فرما دینے سے آپ کو گذشتہ، موجودہ، آئندہ کا علم حاصل ہے۔ اور یہ سب وسعت علم خدا کا عطیہ ہے یہاں مختصراً چند ضروری سطور بطور اصول کے درج کی جاتی ہیں:

ا۔ ایک علم غیب بالذات ہے جو تمام کلیات و جزئیات ممکن الوجود اور غیر ممکن الوجود کو حاوی ہے۔

۸۱۔ المستدرك على الصحيحين، حاکم نیشاپوری، ج ا، ص ۲۱۵، دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۱ھ
امام حاکم نے سعید بن مسیّب سے روایت کیا ہے اور فرمایا ہے یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

۲۔ دوسرے علم غیب بالعرض وہبی جو اللہ کے اعلام اور سکھانے سے حاصل ہو یہی علم انبیائے کرام کا ہے اور بعض خواص اولیاء اللہ کو حضور پاک کے فیض و عطا سے حاصل ہوا۔ خدا کا علم بالذات اور خود بخود ہے اور حضرات انبیائے کرام کا بعطائے الٰہی۔ اور یہ علم تمام عالم انسانیت کے احوال گذشتہ وموجودہ آئندہ پر محیط ہو کر خدا کے علم کے بعد تمام انسانوں کے مقابلہ میں سب سے زیادہ اعلیٰ جس میں کوئی انسان شریک نہیں یوں سمجھو کہ خدا کے علم کے مقابلہ میں دریا کا ایک قطرہ اور تمام انسانوں کے مقابل میں ایک دریا۔

خدا نے جس طرح آپ پر دوسری نعمتوں کو ختم کر دیا اور آپ اپنی ہر صفت میں لاشریک اسی طرح آپ کا علم غیب اتنا وسیع تھا کہ جمیع انبیائے عالم اور گذشتہ وآئندہ کی باتیں آپ کے سامنے اس طرح تھیں جیسے کف دست۔ حضور کے اس علم پر آیات قرآنی اور احادیث نبوی شاہد ہیں بعض آیات میں جس غیب کا اختصاص اپنے لئے فرمایا وہاں اس غیب سے علم بالذات مراد ہے غیب بالعرض نہیں۔

علم غیب اور قرآن مجید:

عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول. (۸۲)

ترجمہ: خدا عالم الغیب ہے کسی پر اپنے غیب کا اظہار نہیں کرتا مگر جس کو رسولوں میں سے منتخب کر لے۔

و ماکان اللّٰه لیطلعکم علی الغیب و لکن اللّٰه یجتبی من رسله من یشاء (۸۳)

ترجمہ: اللہ کی یہ شان نہیں کہ تم کو غیب پر مطلع کر دے لیکن اللہ منتخب کر لیتا

۸۲۔ سورۂ جن، آیت ۲۷

۸۳۔ سورۂ آل عمران، آیت ۱۷۹

ہے اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے اسے غیب پر مطلع کر دیتا ہے۔

و ما ھو علی الغیب بضنین. (۸۴)

ترجمہ: وہ غیب بتانے میں بخیل نہیں ہیں۔

یاایھا النبی انا ارسلنك شاھدا. (۸۵)

ترجمہ: اے نبی! ہم نے تم کو گواہ بنا کر بھیجا یعنی آپ قیامت میں امتوں کے اعمال و افعال پر گواہ ہوں گے گواہی وہی دیتا ہے جس نے واقعات کا مشاہدہ کیا ہو یہ آیت بھی علم غیب پر دلالت کرتی ہے۔

حضور کو قرآن کریم کا علم تھا اور قرآن کریم میں سب کچھ موجود ہے:

کل صغیر و کبیر مستطر. (۸۶)

ترجمہ: قرآن کریم میں چھوٹی بڑی سب چیزیں لکھی ہوئی ہیں۔

کل شئ احصیناہ فی امام مبین (۸۷)

ترجمہ: ہر چیز کو ہم نے امام مبین میں جمع کر دیا ہے۔

و لا حبة فی ظلمات الارض و لا رطب و لا یابس الا فی کتاب مبین. (۸۸)

ترجمہ: کوئی دانہ کوئی پتہ خشک و تر ایسا نہیں جو کتاب مبین میں نہ ہو۔

ما فرطنا فی الکتاب من شئ. (۸۹)

ترجمہ: ہم نے قرآن میں کچھ نہیں چھوڑا سب کچھ لکھ دیا۔

۸۴۔ سورۂ تکویر، آیت ۲۴

۸۵۔ سورۂ احزاب، آیت ۴۵

۸۶۔ سورۂ قمر، آیت ۵۳

۸۷۔ سورۂ یٰسین، آیت ۱۲

۸۸۔ سورۂ انعام، آیت ۵۹

۸۹۔ سورۂ انعام، آیت ۳۸

و نزلنا عليك الكتاب تبيانا لكل شئ. (۹۰)

ترجمہ: ہم نے تم پر کتاب اتاری جو بیان ہے ہر شی کا۔

علامہ سیوطی اتقان میں فرماتے ہیں:

ما من شئ فی العالم الا و هو فی كتاب اللّٰه(۹۱)

ترجمہ: دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں جو کتاب اللہ میں درج نہ ہو۔

صاحب تفسیر عرائس البیان "ما فرطنا فی الكتاب" کے تحت تحریر فرماتے ہیں:

ما اخرنا فی الكتاب ذكر احد من الخلق لكن لا يبصر ذكره فی الكتاب الا الموئيدون بانوار المعرفة(۹۲)

ترجمہ: ہم نے قرآن میں کسی ایک مخلوق کا ذکر بھی باقی نہ رکھا سب کچھ بیان کر دیا لیکن ذکر کو صاحبان باطن جن کو نور معرفت حاصل ہو وہ معلوم کرتے ہیں۔

یہی صاحب تفسیر "و نزلنا عليك الكتاب" کے تحت فرماتے ہیں:

وهو كتابه المكنون و خطابه المصون يخبر عما كان و مايكون من كل حدو كل علم. (۹۳)

قرآن شریف خدا کی وہ پوشیدہ کتاب اور محفوظ حکم ہے جو ایسے امور کی جو ہو چکے ہیں اور جو ہوں گے خبر دیتا ہے۔

و علمك ما لم تكن تعلم و كان فضل اللّٰه عليك عظيما. (۹۴)

(اے محمد مصطفیٰ) تمہیں ہر اس چیز کا علم سکھا دیا جو تم نہیں جانتے تھے اور تم پر

۹۰۔ سورۂ نحل، آیت ۸۹

۹۱۔ الاتقان، امام سیوطی، ج ۲ ص ۳۳۱، مکتبہ الفاروق الحدیثہ، قاہرہ ۱۴۱۵ھ

۹۲۔ تفسیر عرائس البیان، ص ۲۰۶ تحت آیت ۱۳۶ از سورۂ الانعام

۹۳۔ تفسیر عرائس البیان، ص ۵۳۶ تحت آیت ۸۹ من سورۃ النحل

۹۴۔ سورۂ نساء، آیت ۱۱۳

اللہ کا فضل عظیم ہے۔
صاحب تفسیر کبیر اس آیت کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں:

انـزل اللّٰه عليك الكتاب و الحكمة و اطلعك على اسرارهما و اوفقك على حقائقهما. (۹۵)

ترجمہ: اللہ نے تم پر کتاب وحکمت نازل کی اور ان کے حقائق واسرار پر تم کو واقف کردیا۔

صاحب تفسیر مدارک اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

مـن امـور الدين و الشرائع او من خفيات الامور و ضمائر القلوب. (۹٦)

ترجمہ: حضور کوامور دین وشرائع کا علم دیا گیا اور دلوں کے بھیدوں اور امور کے مخفی چیزوں پر واقف کرایا۔

آیات مذکورۂ بالا اور ان کی تفاسیر سے یہ امر بخوبی واضح ہوگیا کہ قرآن پاک جملہ امور غیبیہ کا حامل ہے اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے خزائن مخفی سے کاملاً واقف ہیں بادی النظر میں سمجھا جاسکتا ہے کہ قرآن کا علم تو غیر نبی اور دوسری امتوں کو بھی ہے اس کے متعلق قرآن کریم نے خود فرمایا ہے۔

و ما اوتيتم من العلم الا قليلا. (۹۷)

ترجمہ: اے لوگو! تم کو بہت تھوڑا علم عطا کیا گیا ہے۔

اور حضور کے علم قرآن کے متعلق ارشاد ہوا۔

الرحمن علم القرآن (۹۸)

۹۵۔ مفاتیح الغیب (تفسیر کبیر) امام فخر الدین رازی، ج ۲ ص ۳۵۳ مطبع امیریہ مصر
۹٦۔ تفسیر نسفی، عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی ج ۱ ص ۲۴۸، تحت آیت ۱۱۳، سورۂ نساء
۹۷۔ سورۂ بنی اسرائیل، آیت ۸۵
۹۸۔ سورۂ رحمٰن، آیت ۱

ترجمہ: رحمٰن نے قرآن سکھایا

لہٰذا دوسروں کا علم حضور کے علم قرآن کے ہرگز مساوی نہیں ہوسکتا قرآن کریم میں بہت سے ایسے مضامین آیات حروف موجود ہیں جس کا علم سوائے خدا اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کسی بڑے سے بڑے مقرب کو بھی نہیں الا یہ کہ خدا جس پر روشن کردے۔

نفی علم غیب کی مغالطہ دہ بحث اور اس کا دفعیہ:

علم غیب کے منکرین آیت ذیل سے سند لاتے ہیں۔

قل لا اقول لکم عندی خزائن اللّٰہ و لا اعلم الغیب. (۹۹)

آپ فرمادیجئے میں تم سے یہ نہیں کہتا ہوں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ ہی میں غیب کو جانتا ہوں

صاحب تفسیر خازن اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

"و انما نفی عن نفسہ الشریفۃ ھذہ الاشیاء تواضعاً للّٰہ تعالیٰ و اعترافاً بالعبودیۃ" (۱۰۰)

ترجمہ: حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان اشیاء کو اپنی ذات میں موجود ہونے کی صرف اس لئے نفی فرمائی کہ آپ کو بارگاہ خداوندی میں تواضع مقصود تھی اور اپنی عبودیت کا اقرار و اعتراف

قل لا یعلم من فی السموات و الارض الغیب الا اللّٰہ و ما یشعرون ایان یبعثون. (۱۰۱)

۹۹۔ سورۂ انعام، آیت ۵۰

۱۰۰۔ لباب التاویل فی معانی التنزیل (تفسیر خازن) علامہ علاء الدین علی الخازن البغدادی، ج ۲، ص ۲۱، مطبع امیریہ مصر

۱۰۱۔ سورۂ نحل، آیت ۶۵

ترجمہ: (اے محمد مصطفیٰ) تم کہہ دو آسمان و زمین میں جو بھی ہے سوائے خدا
کے کوئی غیب نہیں جانتا اور وہ یہ بھی نہیں جانتے کہ کب اٹھائے
جائیں گے۔

اس آیت میں علم ذاتی کی نفی ہے اور یہ مطلب ہے کہ خود بخود نہیں جانتے یہ مطلب ہرگز نہیں کہ بتانے سے بھی نہیں جان سکتے، چنانچہ اس کی تصدیق روض النضیر شرح جامع صغیر سے حسب ذیل الفاظ میں ہوتی ہے۔

اما قوله لا يعلمه فمفسر بانه لا يعلمه احد بذاته و من
ذاتي الا هو.

ترجمہ: اللہ رب العزت کا قول کہ کوئی غیب نہیں جانتا اس سے علم ذاتی کی
نفی ہے نہ کہ علم وہبی کی

اسی طرح امام نووی امام ابن حجر عسقلانی مکی وغیرہم نے اس آیت میں فرمایا کہ نفی علم ذاتی کی ہے اور جو تعلیم الٰہی سے ہو اس کی نہیں بلکہ ایسا علم انبیاء و اولیاء اللہ کو حاصل ہے اسی طرح جس قدر بھی اور آیات نفی علم غیب کی ہیں ان کا یہی مطلب ہے کہ غیب بے واسطہ سوائے خدا کے کسی کو نہیں لیکن بالواسطہ علم غیب ثابت ہے اور اسی علم غیب کو اہل سنت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے مانتے ہیں۔

ان الله عنده علم الساعة و ينزل الغيث و يعلم ما في
الارحام و ما تدري نفس ما ذا تكسب غدا و ماتدري نفس
باي ارض تموت ان الله عليم خبير. (۱۰۲)

ترجمہ: بے شک اللہ ہی کے پاس ہے قیامت کی خبر اور اللہ ہی بارش نازل
کرتا ہے اور جو رحموں میں ہے اسے جانتا ہے اور کوئی نفس کیا کیا کمائی
کرے گا اور کوئی نہیں جانتا کہ کس زمین میں مرے گا بے شک اللہ تعالیٰ

۱۰۲۔ سورۂ لقمان، آیت ۳۴

ہی سب جانتا اور خبر دار ہے۔

مغیبات خمسہ:

وہ پانچ باتیں جن کا اوپر کی آیت شریفہ میں ذکر ہوا منکرین علم غیب ہر موقع پر نمایاں طریقہ سے پیش کرتے ہیں حالانکہ علمائے محققین فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان پانچوں باتوں کا بھی علم عطا فرما دیا۔ چنانچہ علامہ ابراہیم باجوری شرح بردہ میں فرماتے ہیں۔

"ولم یخرج صلی اللّٰہ علیہ وسلم من الدنیا الا بعد ان اعلمہ اللّٰہ تعالیٰ بھذہ الامور الخمسۃ." (۱۰۳)

یعنی حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دنیا سے رحلت نہ فرمائی مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو مغیبات خمسہ کا علم عطا فرمایا۔

اسی طرح صاحب کتاب الابریز ص ۱۵۸ پر تحریر فرماتے ہیں:

قلت للشیخ رضی اللّٰہ عنہ فان علماء الظاھرین المحدثین وغیرھم اختلفوا فی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ھل کان یعلم الخمس المذکورات فی قولہ تعالیٰ ان اللّٰہ عندہ علم الساعۃ الأیۃ فقال کیف یخفی علیہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم والواحد من اھل التصرف من امتہ الشریفۃ لا یمکنہ التصرف الا بمعرفۃ ھذہ الخمس." (۱۰۴)

یعنی میں نے اپنے شیخ عبد العزیز عارف سے عرض کیا کہ علمائے ظاہرین محدثین وغیرہ سے اس مسئلہ میں کیا اختلاف ہے کہ کیا حضور کو

۱۰۳۔ شرح قصیدۂ بردہ، علامہ ابراہیم باجوری، ص ۴۷، مطبع البابی، قاہرہ ۱۳۰۸ھ
زیر شرح شعر ۱۵۵، و من علومك علم اللوح و القلم

۱۰۴۔ کتاب الابریز: ملفوظات شیخ عبد العزیز الدباغ، جامع سید احمد بن مبارک، ص ۱۵۸

ان پانچ چیزوں کا علم تھا جو آیت مذکور میں وارد ہوئے تو شیخ نے جواب دیا کہ ان پانچ باتوں کا علم حضور پر کس طرح مخفی رہ سکتا ہے جب کہ ایک صاحب تصرف امتی کو بغیر ان پانچوں علموں کے تصرف ممکن نہیں۔

آیت مذکورہ میں جن پانچ باتوں کا ذکر ہے اگر کتب احادیث پر عمیق نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضور کو ان پانچوں باتوں کا علم عطا ہو گیا تھا چنانچہ ترمذی شریف کی طویل حدیث جس میں فتنۂ یاجوج و ماجوج کا ذکر ہے آپ نے مینہ برسنے کی خبر دی اسی طرح آپ نے حضرت امام المہدی اور حضرت امام حسن کی ولادت کی خبر دی جس کے الفاظ یہ ہیں: "تلد فاطمة انشاء الله غلاما يكون فى حجرك" یعنی انشاء اللہ فاطمہ کے ایک لڑکا پیدا ہوگا جو تیری گود میں ہوگا۔ کل کیا ہوگا اس کی بھی آپ نے خبر دی چنانچہ فتح خیبر کے موقع پر فرمایا کل ایسے شخص کو میں جھنڈا عطا کروں گا جس کے ہاتھ پر خدا فتح دے گا۔ کس کی موت کہاں ہوگی اس کا بھی آپ کو علم تھا، چنانچہ آپ نے غزوۂ بدر کے موقعہ پر صحابہ کے گرنے اور شہید ہونے کے مقامات تک بتا دیئے اور اپنی وفات کی جگہ بھی بتا دی قیامت کے متعلق بھی حضور نے ارشادات فرمائے۔

ہم نے ان سطور میں پانچوں باتوں کے متعلق واقعات کی طرف اشارہ کر دیا اگر کتاب کی ضخامت کا خوف نہ ہوتا تو مغیبات خمسہ سے متعلق ہر واقعہ تفصیلی الفاظ کے ساتھ درج کر کر دیتے جسے مفصلاً الفاظ حدیث دیکھنا ہوں وہ کتب احادیث میں ان واقعات کی تفصیل مطالعہ کرے۔

علم غیب اور احادیث:

عن عمر رضى الله عنه قال قام فينا رسول الله صلى الله عليه وسلم مقاما فاخبرنا عن بدء الخلق حتى دخل اهل الجنة منازلهم و اهل النار منازلهم حفظ ذلك من حفظه و

نسیه من نسیه (۱۰۵)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نے ہماری مجلس میں قیام فرما کر ابتدائے آفرینش سے لے کر جنتیوں اور دوزخیوں کی اپنی اپنی منزلوں میں داخل ہونے تک کی خبر دی یاد رکھا جس نے یاد رکھا اور بھول گیا جو بھول گیا۔

عن عمرو بن الاخطب الانصاری رضی اللّٰہ عنه قال صلی بنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یوما الفجر و صعد علی المنبر فخطبنا حتی حضرت الظهر فنزل فصلی ثم صعد المنبر فخطبنا حتی حضرت العصر ثم نزل فصلی ثم صعد المنبر حتی غربت الشمس فاخبرنا بما هو کائن الی یوم القیامة قال اعلمنا احفظنا. (۱۰۶)

ترجمہ: حضرت عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نماز پڑھائی ہم کو حضور نے ایک دن فجر کی اور منبر پر چڑھ کر خطبہ دیا یہاں تک کہ ظہر کا وقت ہوگیا، آپ منبر سے اترے نماز پڑھائی پھر منبر پر چڑھے اور خطبہ دیا یہاں تک کہ عصر کا وقت آ گیا پھر آپ اترے اور نماز پڑھائی پھر منبر پر چڑھ کر خطبہ دیا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہوگیا پس خبر دی ہم کو قیامت تک ہونے والی باتوں کی جو ہم میں سے سب سے زیادہ دانا ہے، جو سب سے زیادہ یاد رکھنے والا ہے۔

عن حذیفة رضی اللّٰہ عنه قال قام فینا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم مقاما ما ترك شیئا یکون فی مقامه ذلك

۱۰۵۔ الف: بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ماجاء فی قول اللّٰہ تعالیٰ وهو الذی یبدء الخلق ثم یعیده
ب: مشکوۃ، ج۲ ص۵۰۶ باب بدء الخلق و ذکر الانبیاء علیهم السلام اصح المطابع، دہلی ۱۳۷۵ھ

۱۰۶۔ مسلم شریف، کتاب الفتن و اشراط الساعة،

الی قیام الساعة الاحدث به حفظه من حفظه و نسیه من نسیه قد علمه اصحابی هولاء و انه لیکون منه الشئ منه النبی قد نسیته فاراه فاذکره کما یذکر الرجل وجه الرجل اذا غاب عنه ثم اذا راه عرفه (۱۰۷)

ترجمہ: حضرت حذیفہ سے روایت ہے کہ حضور ہم میں کھڑے ہوئے یعنی خطبہ دیا اور ان فتنوں کی خبر دی جو ظاہر ہوں گے قیامت تک جو چیز واقع ہونے والی تھی اس کو بیان کر دیا اس کو یاد رکھا جس نے یاد رکھا اور بھلا دیا جس نے بھلا دیا (یعنی بعض نے یاد رکھا اور بعض بھول گئے) حضرت حذیفہ نے فرمایا میرے ساتھیوں نے جانا اس کو جو صحابہ میں سے تھے اور بعض مفصلا نہیں جانتے اس لئے نسیان واقع ہو گیا اور میں بھی ان میں سے ہوں اور جب کوئی چیز آپ کی بتائی ہوئی سامنے آتی ہے تو میں اسے یاد کر لیتا ہوں جیسے کہ آدمی آدمی کا چہرہ یاد کرتا ہے جب کہ وہ اس سے غائب ہوتا ہے اور جب اسے دیکھ لیتا ہے تو پہچان لیتا ہے۔

عن عبد الرحمن بن عائش قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم رأیت ربی عزوجل فی احسن صورة قال فیم یختصم الملاء الاعلیٰ قلت انت اعلم قال فوضع کفه بین کتفی فوجدت بردها بین ثدی فعلمت ما فی السموات و الارض. (۱۰۸)

ترجمہ: حضرت عبد الرحمٰن بن عائش رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور

۱۰۷۔ الف: صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعة، باب اخبار النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فیما یکون الی قیام الساعة

ب: مشکوٰۃ، ج ۲، ص ۴۶۱، کتب الفتن، اصح المطابع، دہلی، ۱۳۷۵ھ

۱۰۸۔ مشکوٰۃ شریف، ج ۱، ص ۶۹ – ۷۰ باب المساجد و مواضع الصلوٰۃ، اصح المطابع دہلی، ۱۳۷۵ھ

ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے خدا کو اچھی صورت میں دیکھا خدا نے فرمایا فرشتے کس بات میں بحث کرتے ہیں میں نے عرض کیا تو ہی زیادہ جاننے والا ہے حضور نے فرمایا کہ پھر میرے خدا نے اپنا دست قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا جس سے میں نے اپنی دونوں چھاتیوں کے درمیان ٹھنڈک پائی پھر میں نے تمام ان چیزوں کو جان لیا جو آسمان و زمین میں تھیں۔

طبرانی میں حضرت ابوذر سے مروی ہے۔

ترکنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم و ما طائر یقلب جناحیه فی الهواء الا هو یذکرنا منه علما (۱۰۹)

ترجمہ: حضور علیہ السلام نے ہمیں اس حال میں چھوڑا کہ کوئی پرندہ نہیں جو اپنے بازو کو ہوا میں ہلائے مگر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم سے اس کا بھی بیان فرما دیا۔

واقعہ بدر کے موقعہ پر حضور نے ہر ایک کی وفات و مقام شہادت بتاتے ہوئے فرمایا:

هذا مصرع فلان ووضع یده علی الارض ههنا و ههنا فما مات احدهم عن موضع ید رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم (۱۱۰)

ترجمہ: یہ فلاں کے قتل ہونے کی جگہ ہے اور حضور نے زمین پر اپنا دست مبارک رکھا۔ یہاں فلاں قتل ہوگا کوئی بھی (جنگ بدر) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی جگہ سے علیحدہ نہیں مرا۔

علامہ قسطلانی مواہب میں بروایت حضرت عبداللہ بن عمر حدیث ذیل نقل فرماتے ہیں:

۱۰۹۔ المعجم الکبیر، الطبرانی، ج۲ ص۱۵۵، مکتبۃ العلوم والحکم الموصل ۱۹۸۳ھ

۱۱۰۔ مشکوۃ شریف، ج۲ ص۵۳ باب فی المعجزات، بحوالۂ مسلم

ان اللّٰہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیها و الی ما هو کائن فیها الی یوم القیامة کانما انظر الی کفی هذه. (۱۱۱)

ترجمہ: خدا نے تمام دنیا کو میرے سامنے کیا اور میں اسے دیکھ رہا ہوں جو کچھ اس میں ہوا اور جو اس میں قیامت تک ہونے والا ہے اور دنیا میرے سامنے اس طرح ہے جیسے میرے ہاتھ کی ہتھیلی

عینی شرح بخاری میں ایک صحابی رضی اللہ عنہ کے قصیدہ پیش کرنے کی روایت ہے جس کا ایک شعر یہ بھی ہے:

و اشهد ان اللّٰہ لا رب غیره– و انك مامون علی کل غائب

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور یہ بھی شہادت دیتا ہوں کہ آپ ہر غیب کے امر پر مامور ہیں۔

ان اشعار کو سن کر حضور نے تبسم فرمایا اور محظوظ ہوئے غور کرنے کا مقام ہے کہ جو ذات شریفہ محبوب الٰہی ہو کیا یہ ممکن تھا کہ آپ کے سامنے کوئی غلط بات کہی جائے اور آپ خوش ہو جائیں اور اپنے خادم کو اس سے منع نہ فرمائیں۔ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین عام و خاص حضور کو عالم غیب جانتے تھے یہی سبب تھا کہ مالک بن غوث نے جو اشعار پڑھے ان میں ایک مصرعہ یہ بھی تھا۔

و متی تشأ یخبرك عما فی غد

غرض محدثین و متقدمین علمائے کرام کے نزدیک حضور عالم غیب تھے اور یہ مسئلہ ہر طرح مدلل ہو کر ثابت ہو چکا ہے۔

شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی اور علم غیب:

شاہ عبدالعزیز صاحب دہوی تفسیر عزیزی سورۂ بقرہ میں "و یکون الرسول علیکم شهیدا" کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

۱۱۱۔ المواہب اللدنیہ، ج ۳ ص ۵۵۹ الفصل الثالث، انباؤه بالمغیبات، پوربندر، گجرات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مطلع امت بر نور نبوت بر رتبہ متدین بدین خود کہ درکدام درجہ از دین من رسیدہ الی ان قال درروایات آمدہ ہر نبی رابر اعمال امتیاں خود مطلع می سازند کہ فلانے چناں می کنند وفلانے چناں تا روز قیامت ادائے شہادت کرد. انتہی (۱۱۲)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور نبوت سے امت کے ہر متدین کے رتبہ سے واقف ہیں کہ کون دین کے کس درجہ پر پہنچا ہوا ہے اور بعض روایات میں یہاں تک آیا ہوا ہے کہ ہر نبی اپنی امت کے اعمال پر مطلع ہوتا ہے کہ فلاں نے ایسا کیا اور فلاں نے ایسا، یہاں تک کہ قیامت کے دن شہادت دے سکیں۔

علامہ قسطلانی وزرقانی نے سعید بن مسیّب سے نقل کیا ہے:

عن سعید بن المسیب قال لیس من یوم الا و تعرض علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اعمال امتہ غدوۃ و عشیۃ فیعرفھم بسیماھم و اعمالھم فلذلک یشھد علیھم یوم القیامۃ. (۱۱۳)

ترجمہ: حضرت سعید بن میسّب سے روایت ہے ہر دن نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں امت کے اعمال صبح وشام پیش کئے جاتے ہیں آپ امتیوں کو ان کی علامت ونشان سے پہچانتے ہیں اور ان کے اعمال سے پہچانتے ہیں اس وجہ سے آپ اپنے امتیوں پر قیامت کے دن گواہی دیں گے۔

فان من جودك الدنيا وضرتها — و من علومك علم اللوح و القلم (۱۱۴)

۱۱۲۔ تفسیر فتح العزیز، شاہ عبد العزیز محدث دہلوی، ج ۱ تفسیر سورۂ بقرہ

۱۱۳۔ المواہب اللدنیہ، ج ۴، ص ۵۸۱، الفصل الثانی فی زیارۃ قبرہ الشریف، پوربندر، گجرات ۲۰۰۱ء

۱۱۴۔ قصیدہ بردہ، شعر ۱۵۵

ترجمہ: کیونکہ دنیا و آخرت آپ کے جود و عطا اور لوح و قلم کا علم آپ کے علوم کا ایک حصہ ہے۔

حضور کے خدام کا علم:

جس طرح خداوند برتر کے فضل و کرم سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالم ماکان و مایکون ہیں حضور کے صدقہ اور جود و سخا کی بارشوں اور فیضان روح پاک سے حضرات اولیاء اللہ کو بھی وہ علوم عطا ہوئے جن میں عام انسان اور اولیاء اللہ برابر نہیں، چنانچہ ملا علی قاری مرقات میں فرماتے ہیں:

قال قاضی النفوس الزکیة القدسیة اذا تجردت عن العلائق البدنیة عرجت و اتصلت بالملاء الاعلیٰ و لم یبق لھا حجاب فتری الکل کالمشاھد بنفسھا او باخبار الملك لھا و فیه سر یطلع علیه من تیسر له انتھی. (۱۱۵)

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پاک نفوس جب علائق بدنیہ سے جدا ہوتے ہیں اور ملاء اعلیٰ سے جا کر مل جاتے ہیں اور کوئی حجاب ان کے لئے باقی نہیں رہتا پس تمام مخلوق کا ویسے ہی مشاہدہ کرتے ہیں جیسے اپنے نفس کا کرتے ہیں اور اس بھید پر وہی واقف ہوتے ہیں جن کے لئے خدا کی طرف سے آسانی پیدا کر دی جائے۔

اولیاء کاملین میں سرتاج اولیا حضرت سیدنا دستگیر عالم حضور غوث اعظم محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہ النورانی کو جو مقام ولایت عطا ہوا اس میں علوم مخفیہ بھی شامل ہیں۔ چنانچہ خود فرماتے ہیں

نظرت الی بلاد اللّٰہ جمعا　　　کخردلة علی حکم التصال (۱۱۶)

۱۱۵۔ مرقات شرح مشکوٰۃ، ملا علی قاری، ج ۳، ص ۱۱، فیصل پریس دیوبند، ۲۰۰۵ء
کتاب الصلوٰۃ: باب الصلوٰۃ علی النبی و فضلھا

۱۱۶۔ قصیدہ غوثیہ شریف

غرض اولیاء کاملین فیض رسالت نبویہ سے تمام علوم مخفیہ سے مطلع تھے۔

ذکرولادت نبویہ:

ابان مولده یا طیب عنصره　　یا طیب مبتدء منه و مختتم (۱۱۷)

حضور کی ولادت طیبہ نے آپ کے خاندان کے شرف کو ظاہر کردیا اللہ رے آپ کی ابتداء و انتہائی کی پاکیزگی اور خوشبو۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت شریفہ اور آپ کا ظہور قدسی عالم انسانیت میں خدا کی وہ عظیم الشان نعمت و رحمت ہے جس پر اظہار سرور کرنا لازم اور صحت ایمانی کی دلیل ہے کائنات عالم میں آپ کا مرتبہ سب سے افضل و برتر ہے یہی وہ ذات شریفہ ہے جس کے تذکرے صحیفوں میں ہوتے تھے۔ انبیاء کی مقدس زبانوں پر آپ کے ظہور کے ترانے تھے اور آپ کی بعثت کی دعائیں ان کی اہم ترین دعائیں تھیں یہی وہ شخصیت تھی جس کے لئے رب العزت نے انبیاء و مرسلین سے عہد و میثاق لیا اور جس کی رسالت کی ذات احدیت نے خود شہادت دی۔ بلاشبہ تمام اذکار میں حضور کی ذات شریفہ کا ذکر کرنا افضل ترین ذکر ہے جشن ولادت نبویہ ہی وہ جشن ہے جس پر ہزاروں عیدیں قربان۔ خدا کے نزدیک بھی آپ کی بعثت پاک اہمیت رکھتی ہے یہی سبب ہے کہ قرآن حکیم میں جگہ جگہ آپ کی آمد کے تذکرے پائے جاتے ہیں پس جمہور علمائے کرام کا حضور کی تشریف آوری کی تاریخ پر جشن ولادت مقرر کرنا اور اس کے لئے اہتمام کرنا ہر طرح صحیح ہے اور بارہویں شریف کے علاوہ سال بھر میں جو مجالس ذکر ولادت منعقد ہوتی ہیں وہ باعث اجر اور علامت ایمان و محبت ہیں حضور کے ذکر ولادت کو جشن عید میلاد کے نام سے کرنے کی جو مخالفت کرتے ہیں وہ بلاشبہ حضور کی عزت و وقار اور شان کمال رسالت نبویہ کے منکر ہیں۔ افسوس ہے کہ جشن میلاد نبویہ کے مد مقابل سیرت کے نام سے اجتماع کئے جائیں لیکن جب ذکر ولادت نبویہ کیا جائے تو اس سے دور بھاگا جائے۔ ہزاروں مسلمان

۱۱۷۔　قصیدہ بردہ، شعر ۶۰

شریک ہوکر ادب و احترام کریں اور یہ متبعین حدیث وتقلید بیٹھے رہیں۔ العیاذ باللہ

حضور کی تشریف آوری اور قرآن پاک:

لقد من اللّٰه علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولا (۱۱۸)

ترجمہ: اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلمانوں پر احسان کیا کہ ان میں اپنا رسول بھیجا۔

قد جاء کم من اللّٰه نور (۱۱۹)

ترجمہ: بے شک اللہ کی جانب سے تمہارے پاس نور آ گیا۔

یاایھا النبی انا ارسلنٰك شاھدًا (۱۲۰)

ترجمہ: اے نبی ہم نے تم کو شاہد بنا کر بھیجا

حضور کے ذکر کی رفعت و بلندی اور اظہار شکر و مسرت:

و رفعنا لك ذکرك (۱۲۱)

ہم نے آپ کے ذکر کو بلند کیا۔

قل بفضل اللّٰه و برحمته فبذلك فلیفرحوا (۱۲۲)

آپ کہہ دو اللہ کے فضل اور اس کی رحمت پر خوشی کریں۔

و اشکروا نعمة اللّٰه ان کنتم ایاہ تعبدون (۱۲۳)

خدا کی نعمت پر شکر کرو اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔

۱۱۸۔ سورۂ آل عمران، آیت ۱۶۴

۱۱۹۔ سورۂ مائدہ، آیت ۱۵

۱۲۰۔ سورۂ احزاب، آیت ۴۵

۱۲۱۔ سورۂ الم نشرح، آیت ۳

۱۲۲۔ سورۂ یونس، آیت ۵۸

۱۲۳۔ سورۂ نحل، آیت ۱۱۴

و اما بنعمة ربك فحدث. (۱۲۴)

اپنے رب کی نعمت کا چرچا کرو

و ذكرهم بايام الله (۱۲۵)

ان کو اللہ کے دن یاد دلاؤ

اس آیت کی تفسیر میں صاحب روح البیان فرماتے ہیں۔

اى ذكرهم نعمائى ليؤمنوا (۱۲۶)

میری نعمت یاد دلاؤ تا کہ ایمان لائیں

حضور پاک کے لئے انبیاء کی دعائیں:

ربنا و ابعث فيهم رسولا. (۱۲۷)

اے ہمارے رب ان میں ایک عظیم الشان رسول مبعوث فرما۔

و اذ قال عيسى بن مريم يا بنى اسرائيل انى رسول الله عليكم مصدق لما بين يدى من التوراة مبشرا برسول يأتى من بعدى اسمه احمد. (۱۲۸)

اور یاد کیجئے جب عیسیٰ ابن مریم نے کہا کہ اے بنی اسرائیل بے شک میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اپنے سے پہلے کی کتاب توریت (وغیرہ) کی تصدیق کرتا ہوں اور ایک عظیم الشان رسول کی بشارت دیتا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے جن کا نام احمد ہے۔

آیات مذکورۂ بالا میں حضرت ختم مرتبت روحی لہ الفداء کی آمد اور حضور کے ذکر کی

۱۲۴۔ سورۂ ضحیٰ، آیت ۱۱

۱۲۵۔ سورۂ ابراہیم، آیت ۵

۱۲۶۔ تفسیر روح البیان، علامہ اسمٰعیل حقی، الجزء الثالث عشر، ج ۴، ص ۳۹۸

۱۲۷۔ سورۂ بقرہ، آیت ۱۲۹

۱۲۸۔ سورۂ صف، آیت ۶

بلندیوں اور زینت الٰہی کے باقی رکھنے اور خدا کی نعمت وفضل پر اظہار شکر کی تلقین کے عنوانات پر خدا کے فرامین صاف وصریح الفاظ میں آ گئے جن پر غور وفکر والا اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ حضور کا ذکر ولادت شریفہ احکام خداوندی کے کس حد تک موافق ہے۔ ذکر ولادت شریفہ کا مقصد حضور کی توقیر وعظمت کو مسلمانوں کے دل و دماغ میں بٹھانا اور اس عظیم الشان وجود کی حیات شریفہ کو ادب واحترام کے ساتھ پیش کرنا ہے کثرت درود وصلوٰۃ وسلام کا اس لئے حکم دیا گیا کہ زیادہ سے زیادہ خیر وبرکت نصیب ہو۔ پس ایسی مجالس خیر کو بدعت سیہ وغیرہ ٹھہرانا عداوت اور عدم محبت رسول کی دلیل ہے۔ اب ہم ذیل میں احادیث شریف اور اکابر متقدمین کے اقوال درج کرتے ہیں تا کہ مسئلہ کا ہر پہلو واضح ہو جائے۔

حافظ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ ''تنویر'' میں فرماتے ہیں:

عن ابن عباس رضی اللّٰه عنه كان يحدث ذات يوم فی بيته وقائع ولادته بقوم فيبتشرون و يحمدون اذ جاء النبی صلی اللّٰه عليه وسلم قال حلت لكم شفاعتی

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ اپنے مکان میں حالات ولادت باسعادت بیان فرما رہے تھے اور قوم حضور کی ولادت پر مسرت کر رہی تھی اور تعریف کرتی تھی کہ یکا یک حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گذر ہوا آپ نے فرمایا تمہاری شفاعت مجھ پر واجب ہوگئی۔

فی التنوير عن ابی الدرداء مر مع النبی صلی اللّٰه عليه وسلم الی بيت عامر الانصاری يعلم وقائع ولادته لابنائه و عشيرته و يقول هذا اليوم فقال النبی صلی اللّٰه عليه وسلم ان اللّٰه فتح عليك ابواب الرحمة و الملائكة يستغفرون.

تنویر میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضور کے ہمراہ عامر انصاری کے یہاں گیا وہ اپنے اہل وعیال کو وقائع ولادت نبویہ سکھا رہے تھے اور کہہ رہے تھے یہ دن حضور کی ولادت کا ہے حضور نے فرمایا خدا نے تیرے اوپر رحمت کے دروازے کھول دیئے اور ملائکہ تیرے لئے استغفار کرتے ہیں۔

حضور کی زبان مبارک سے ذکر ولادت:

مشکوٰۃ شریف میں بروایت احمد وبغوی ہے:

ساخبركم باول امري دعوة ابراهيم و بشارة عيسىٰ و رؤيا امي التي رأت حين و ضعتني و قد خرج لها نور اضاء لها منه قصور الشام. (۱۲۹)

اس حدیث پاک سے ظاہر ہو گیا کہ خود حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شب ولادت کے واقعات بیان فرمائے جن کو حضرات اہل سنت مجالس میلاد کے وقت پڑھتے ہیں۔

حاکم وطبرانی نے روایت کیا ہے کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لائے تو سب سے پہلے مسجد میں داخل ہوئے اور مجلس عام میں تشریف فرما ہوئے جیسا کہ کعب بن مالک نے صحیح میں روایت کیا ہے پھر حضرت عباس بن عبد المطلب نے اجازت چاہی آپ نے دعائے خیر دیتے ہوئے انھیں اجازت مرحمت فرمائی۔ انھوں نے حسب ذیل اشعار پڑھے۔

من قبلها طبت فی الظلال و فی مستودع حیث یخصف الورق (۱۳۰)

۱۲۹۔ الف: مسند احمد، امام احمد بن حنبل، ج ۴، ص ۱۲۸، مؤسسہ قرطبہ، قاہرہ

ب: مشکوٰۃ ج ۲، ص ۵۱۳، باب فضائل سید المرسلین اصح المطابع دہلی، ۱۳۷۵ھ

۱۳۰۔ شفاء ج ۱، ص ۱۶۷، الباب الثالث، الفصل الاول، مطبع پور بندر، گجرات

آپ قبل ولادت ایک عمدہ حالت میں صلب آدم میں تھے جہاں جنت میں پتے پیوند لگائے جاتے تھے۔

ثم هبطت البلاد لا بشر   انت و لا مضغة و لا علق (۱۳۱)

پھر آ اترے زمین پر یعنی صلب آدم میں آدم کے ساتھ نہ اس وقت آپ بشر تھے نہ ٹکڑا خون کا نہ جما ہوا خون۔

بل نطفة تركب السفين و قد   الجسم نسر و اهله الغرق (۱۳۲)

بلکہ صلب سام بن نوح میں آپ ایک نطفہ تھے آپ کشتی میں سوار تھے اس حال میں کہ طوفان نے بت نسر اور اس کے پوجنے والوں کو ڈبو دیا۔

تنقل من صالب الى رحم   اذا مضى عالم بد اطبق (۱۳۳)

آپ ایک پشت سے ایک رحم میں منتقل ہوتے گئے جب گذر چکا ایک عالم ظاہر اور دوسرا طبقہ

وردت نار الخليل مكتتما   فى صلبه انت كيف يحترق (۱۳۴)

آپ آتش خلیل میں نازل ہوئے صلب خلیل میں چھپے ہوئے پھر وہ کس طرح جلتے

حتى احتوى بيتك الميهمن من   خذف عليا تحتها النطق (۱۳۵)

آپ منتقل ہوتے رہے اصلاب کریمہ میں یہاں تک کہ شامل ہوا آپ کا شرف اولا دحذف میں جو بلند نسب ہے کہ جس میں اور طبقات تھے۔

و انت لما ولدت اشرفت الارض   و ضائت بنورك الافق (۱۳۶)

جب آپ پیدا ہوئے تو زمین چمک گئی اور اطراف روشن ہو گئے۔

۱۳۱۔ مرجع سابق

۱۳۲۔ مرجع سابق

۱۳۳ مرجع سابق

۱۳۴۔ شفاء شریف، قاضی عیاض، ج ۱، ص ۱۶۸، پوربندر، گجرات

۱۳۵۔ مرجع سابق

۱۳۶۔ مرجع سابق

فنحن فی ذلك الضوء و فی النور و السبل الرشاد نخترق (۱۳۷)
اور اب ہم اسی روشنی و نور میں ہیں اور ہدایت کے رستوں پر چل رہے ہیں۔

ان اشعار شریف کے ہر شعر میں جس نوعیت سے ذکر ولادت پڑھا گیا وہ بلا کسی تشریح کے ظاہر کر رہا ہے کہ ولادت شریفہ کے حوادث و غرائب بیان کرنا حضور کے زمانۂ حیات سے چلا آ رہا ہے اور پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا حضور کی مجلس میں اشعار پڑھکر واقعات کا سلسلہ بیان کرنا ہمارے قدیم معمول کا بہترین ثبوت ہے۔

تعین یوم کی اصل:

اس سلسلہ میں ایک بحث تعین کی اٹھائی جاتی ہے کہ بارہویں شریف کی قید سے ذکر ولادت شریف منعقد کرنا صحیح نہیں۔ صحیح احادیث سے تعین یوم ثابت ہے۔ بخاری شریف میں ہے:

قالت النساء للنبی صلی اللّٰہ علیه وسلم غلبنا الرجال فاجعل لنا یوماً من نفسك فوعدھن یوما لقیھن فیه فوعظھن و امرھن (۱۳۸)

ترجمہ: عورتوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا، مرد ہم پر غالب آ جاتے ہیں (یعنی انھیں دین کی باتیں زیادہ معلوم ہو جاتی ہیں) آپ ہمارے لئے اپنی جانب سے ایک دن مقرر فرما دیں حضور نے ان سے ایک دن کا وعدہ فرمایا آپ اس دن ان کو پند و نصائح سے نوازتے اور ان کو اچھائی کا حکم فرماتے۔

صحابہ کی جانب سے مجالس کے لئے منادی:

صحیح روایت سے ثابت ہے کہ حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین مجالس شریفہ

۱۳۷۔ مرجع سابق

۱۳۸۔ صحیح بخاری، کتاب العلم باب ھل یجعل للنساء یوم علی حدة فی العلم

کے منعقد سے قبل مدینہ طیبہ کی گلیوں میں جا کر اعلان فرماتے ہیں۔

تعالوا یجدد ایماننا

اے لوگو! آؤ ہم اپنے ایمان کو تازہ کریں

اس تشہیر و اعلان کے بعد مجالس شریفہ منعقد ہوتیں چنانچہ ترمذی شریف میں بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما مروی ہے۔

قال جلس ناس من اصحاب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فخرج حتی اذا دنا منھم سمعھم یتذاکرون قال بعضھم ان اللّٰہ اتخذ ابراھیم خلیلا و قال آخر موسیٰ کلم تکلیما و قال اٰخر فعیسیٰ کلمۃ اللّٰہ و روحہ و قال اٰخر اٰدم اصطفاہ اللّٰہ فخرج علیھم رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم و قال قد سمعت کلامکم و عجبکم ان ابراھیم خلیل اللّٰہ وھو کذالك و موسیٰ نجی اللّٰہ و ھو کذلك الا و انا حبیب اللّٰہ (۱۳۹)

اصحاب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکان سے نکلے اور جب ان سے قریب ہوئے تو سنا کہ وہ آپس میں ذکر کر رہے ہیں بعض نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو خلیل بنایا اور دوسرے صحابی نے کہا حضرت موسیٰ کو کلیم بنایا اور عیسیٰ کو کلمۃ اللہ و روح اللہ فرمایا اور حضرت آدم کو صفی اللہ پس یکا یک حضور اس مجلس میں تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ میں نے تمہارا کلام سنا اور تعجب کرنا سنا بے شک ابراہیم خلیل اور موسیٰ کلیم اللہ ہیں اور میں اللہ کا حبیب ہوں۔

۱۳۹۔ الف: ترمذی شریف، کتاب المناقب، باب فی فضل النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم

ب: مشکوۃ ج ۲، ص ۵۱۳ باب فضائل سید المرسلین اصح المطابع، دھلی

مجالس میں منبر و مسند لگانے کا ثبوت:

بعض افراد مجالس نبویہ کی آرائش واہتمام اور مسند وغیرہ پر بھی نکتہ چینی کرتے ہیں خود حضور پاک نے حضرت سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے لئے منبر بچھایا اور اپنی نعت پاک سماعت فرمائی اور اس پر خوشی کا اظہار فرمایا۔

اخرج البخاری فی صحیحه عن عائشة رضی اللّٰه عنها قالت کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وضع لحسان بن ثابت منبرا فی المسجد یقوم علیه قائما یفاخر عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم او ینافح و یقول رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ان اللّٰه تعالیٰ یؤید حسان بروح القدس ما نافح او فاخر عن رسول اللّٰه (۱۴۰)

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان بن ثابت کے لئے مسجد نبوی میں منبر رکھوایا وہ اس پر کھڑے ہو کر حضور کی جانب سے مدافعت یا مفاخرت فرماتے اور حضور فرماتے اللہ تعالیٰ حسان کی مدد جبرئیل سے فرماتا ہے جب تک کہ وہ رسول خدا کی طرف سے مدافعت یا مفاخرت کرتا ہے۔

یوم ولادت کا روزہ:

احادیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ حضور نے دوشنبہ کے دن کا روزہ اس لئے مقرر فرمایا کہ اس دن آپ کی ولادت ہوئی، چنانچہ مسلم شریف میں بروایت حضرت ابوقتادہ مروی ہے۔

ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم سئل عن صوم یوم

---

۱۴۰ مشکوۃ شریف، ج۲،ص۴۱۰ باب البیان و الشعر، اصح المطابع، دہلی ۱۳۷۵ھ

الاثنين فقال له فيه ولدت و فيه انزل علی (۱۴۱)

حضور علیہ السلام سے دوشنبہ کے روزہ کی وجہ دریافت کی گئی تو آپ نے فرمایا اس دن میں پیدا ہوا اور اسی دن مجھ پر وحی اتری۔

خدا کی نعمت پر شکر کرنا محمود ہے:

اوپر کے صفحات میں آیات شریفہ کی روشنی میں ہم نے ثابت کیا ہے کہ خدا کی نعمت پر شکر کرنے کی رب العزت تبارک وتعالیٰ نے تاکید فرمائی۔ حدیث میں آتا ہے۔

التحدث بنعمة الله شكر و تركه كفر) (۱۴۲)

اللہ کی نعمت کو بیان کرنا شکر ہے اور اس کا ترک کفر ہے۔

مجالس شریفہ کا مرتبہ:

امام مسلم نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

لا يقعد قوم يذكرون الله الا حفتهم الملئكة و غشيتهم الرحمة و نزلت عليهم السكينة و ذكر هم الله فيمن عنده (۱۴۳)

کوئی قوم اللہ کا ذکر کرنے بیٹھتی ہے تو فرشتے اسے گھیر لیتے ہیں اور رحمت انھیں ڈھانک لیتی ہے اور ان پر سکینہ نازل ہوتا ہے اور اللہ رب العزت ایسے بندوں کا ذکر فرشتوں سے فرماتا ہے۔

صحیحین میں حدیث مرفوع وارد ہے:

يقول الله تعالیٰ انا عند ظن عبدی بی و انا معه اذا

۱۴۱۔ الف: مسلم، كتاب الصيام، باب استحباب يوم الاثنين

ب: مشکوۃ ج ۱، ص ۱۷۹ باب صيام التطوع، اصح المطابع، دہلی ۱۳۷۵ھ

۱۴۲۔ الف: مسند احمد بن حنبل ج ۴، ص ۲۷۸، موسسہ قرطبہ القاہرہ۔

ب: نزول الرحمة بالتحدث بالنعمة، امام سیوطی، ص ۴۳، مطبوعہ محمدی، لاہور

۱۴۳۔ الف: مسلم، كتاب الذكر و الدعاء، باب فضل الاجتماع على تلاوة القرآن على الذكر.

ب: مشکوۃ ج ۱، ص ۱۹۶، باب ذكر الله عزوجل و التقرب اليه

ذکرنی فان ذکرنی فی نفسه ذکرته فی نفسی و ان ذکر نی فی ملاء ذکرته فی ملاء خیر منهم. (۱۴۴)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان پر ہوں (یعنی جیسا وہ میرے متعلق گمان رکھتا ہے ویسا ہی میں اس کے ساتھ کرتا ہوں) اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ رہتا ہوں اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں اسے تنہا یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں اس سے بہتر جماعت میں اس کا ذکر کرتا ہوں۔

بخاری شریف میں بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

ان للّٰہ ملائکۃً یطوفون فی الطرق یلتمسون اهل الذکر فاذا وجدوا قوما یذکرون اللّٰہ تنادوا هلموا الی حاجتکم. (۱۴۵)

بے شک اللہ کے کچھ فرشتے ہیں جو راہوں میں گشت لگاتے ہیں اور اہل ذکر کو تلاش کرتے ہیں جب کسی قوم کو خدا کا ذکر کرتے ہوئے پاتے ہیں تو آپس میں ایک دوسرے سے پکار کر کہتے ہیں اپنی حاجت کی طرف آؤ۔

مجالس میں نعت خوانی یا شعروشاعری:

ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ ان مجالس میں شعر گوئی ہوتی ہے اس لئے یہ محفل صحیح نہیں ہم اوپر کی احادیث میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی محامد خوانی کا ذکر کرآئے ہیں اس لئے مکرر اس پر کچھ لکھنا مناسب نہیں، نعت نبوی پڑھنا دراصل ایمان اور محبت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دلیل ہے۔ اور اس خصوص میں قرآن کریم نے آپ کی جس طرح نعت پڑھی عدیم النظیر ہے۔ خدا نے آپ کے محامد میں ایسے الفاظ

۱۴۴۔ الف: بخاری، باب قول اللّٰہ تعالیٰ، و یحذرکم اللّٰہ نفسه، کتاب التوحید.
ب: مسلم، کتاب الذکر و الدعاء التوبه الاستغفار، باب الحث علی ذکر اللّٰہ.

۱۴۵۔ الف: بخاری، کتاب الدعوات، باب فضل ذکر اللّٰہ عزوجل
ب: مشکوۃ ج۱ص۱۹۷، باب ذکر اللّٰہ عزوجل و التقرب الیه، اصح المطابع، دہلی ۱۳۷۵ھ

فرمائے کہ بعض جگہ آپ کے افعال اپنی طرف منسوب فرمائے۔

اصحاب کبار کا نعتیہ کلام اور شعر گوئی:

غزوۂ حنین میں حضور نے بنی ہوازن کو قیدی بنایا تو سرداران قبیلہ اہل و عیال طلب کرنے کے لئے حاضر ہوئے حضرت زہیر نے عرض کیا:

امنن علینا رسول اللّٰہ فی کرم　　فانك المرء نرجوه و نذخر (۱۴۶)

یا رسول اللہ ہم پر احسان فرمایئے کیونکہ حضور ہی وہ مرد جامع شمائل ہیں جن سے ہم امید کریں اور ذخیرہ بنائیں۔

امنن علی بیضة قد عاقها قدر　　مشتت شملها فی دهرها غیر (۱۴۷)

یارسول اللہ احسان فرمایئے اس خاندان پر جس کو تقدیر نے عاق کر دیا، اس کی جماعت منتشر ہوگئی اس کے زمانہ کی حالتیں بدل گئیں۔

ابقت لنا الدهر هتافا علی حزن　　علی قلوبهم الغما و الغمر (۱۴۸)

یہ بدحالیاں ہم میں غم کے مرثیہ خواں باقی رکھیں گی جن کے دلوں پر رنج وغیظ چھا گیا۔

ان لم تدارکهم نعماء تنشرها　　یا ارجح الناس حلما حین یختبر (۱۴۹)

اگر حضور کی نعمتیں جن کو آپ نے عام کر دیا ہے ان کی مدد کو نہ پہنچیں تو ان کا کہیں ٹھکانا نہیں آزمائش کے وقت، تم تمام جہاں والوں سے زیادہ ارجح ہو۔

قحط کے وقت حضور سے امید:

اسود دین ثقفی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

انت الرسول الذی ترجی فواضله

۱۴۶۔　المواہب اللدنیہ، علامہ احمد بن محمد قسطلانی، ج ۲ ص ۷۱۴، الفصل العاشر، پوربندر، گجرات

۱۴۷۔　مرجع سابق

۱۴۸۔　مرجع سابق

۱۴۹۔　مرجع سابق

عند القحوط اذا ما اخطأ المطر (۱۵۰)

قحط کے وقت اے اللہ کے رسول آپ کے فضل وعطا کی امید کی جاتی ہے جب کہ بارش خطا کرے۔

ابوطالب نے یوں کہا:

و ابیض یستسقی الغمام بوجهه ثمال الیتامٰی عصمة للارامل (۱۵۱)

اے گورے رنگ والے آپ کے چہرے کے توسل سے ابر طلب کیا جاتا ہے اے یتیموں کے پناہ گاہ، بیواؤں کے نگہبان۔

تلوذ به الهلاك من آل هاشم فهم عنده فی نعمة و فواضل (۱۵۲)

بنی ہاشم تباہی کے وقت ان کی پناہ میں آئے ہیں ان کے پاس نعمت وفضل میں بسر کرتے ہیں۔

غزوۂ خیبر میں حضرت عامر رضی اللہ عنہ نے ذیل کا رجز پڑھا۔

اللهم لولا انت ما اهتدینا و لا تصدقنا و لا صلینا (۱۵۳)

بخدا اگر حضور نہ ہوتے تو ہم ہدایت نہ پاتے نہ زکوٰۃ دیتے نہ نماز پڑھتے۔

فاغفر فداء لك ما ابقینا و ابقین سکینة علینا (۱۵۴)

تو حضور بخش دیجئے جو ہمارے گناہ رہ گئے، ہم حضور پر قربان اور ہم پر سکینہ اتاریئے

و ثبت الاقدام ان لاقینا و نحن عن فضلك ما ستغنینا (۱۵۵)

جب ہم دشمن سے مقابلہ کریں تو ہمیں ثابت قدم رکھیے ہم حضور کے فضل سے بے نیاز نہیں۔

جہیش بن اویس نخعی رضی اللہ عنہ نے حاضر ہو کر عرض کیا۔

۱۵۰۔ الاصابۃ فی تمیز الصحابہ، ابن حجر عسقلانی، ج۱ص ۷۷، دارالجیل، بیروت ۱۴۱۲ھ

۱۵۱۔ سیرت ابن ہشام ج۱/ص ۲۹۳

۱۵۲۔ سیرت ابن ہشام ج۱/ ۲۳۹

۱۵۳ بخاری شریف، کتاب المغازی، باب غزوۂ خیبر

۱۵۴۔ مرجع سابق

۱۵۵۔ مرجع سابق

الا یــــارســول اللّٰہ انــت مـصـدق　　بــورکـت مهديا و بورکت هاديا (۱۵۶)

یارسول اللہ آپ تصدیق کئے گئے ہیں آپ اللہ سے ہدایت پانے میں بھی مبارک اور خلق کو دینے میں بھی مبارک

شـرعـت لـنـا ديـن الـحنيفة بعدمـا　　عـبـدنـا كـلمثال الحمير طواغيا (۱۵۷)

حضور ہمارے لئے دین اسلام کے شارع ہوئے بعد اس کے کہ ہم گدھوں کی طرح بتوں کو پوج رہے تھے۔

مالک بن عوف نے عرض کیا

مـا ان رأيـت و مـا سـمـعت بـواحـد　　فـی الـنـاس كلهم بمثل محمد (۱۵۸)

میں نے تمام جہاں والوں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مثل نہ دیکھا اور نہ کسی کو سنا

اوفـی و اعـطـی لـلـجـزيـل لـمـجـتـد　　و متى تشـاء يخبرك عما فی غد (۱۵۹)

سب سے زیادہ وفاء کرنے والے اور سب سے زیادہ سائل کو فزوں تر عطا کرنے والے اور جب تو چاہے تجھے آئندہ کی خبر دینے والے ہیں۔

خندق کھودتے وقت صحابہ نے ذیل کا ترانہ پڑھا:

نــحــن الــذيـن بـايـعـوا مـحـمـدا　　عـلـی الجهاد و مابقينا ابدا (۱۶۰)

ہم وہ ہیں جنہوں نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیعت کی ہے اس پر کہ ہم جب تک زندہ رہیں گے جہاد کرتے رہیں گے۔

حضور پاک نے جواب میں ارشاد فرمایا:

۱۵۶۔ الاصابة فی تميز الصحابة، ابن حجر عسقلانی، ج ۵ ص ۵۲۳، دار الجیل، بیروت ۱۴۱۲ھ

۱۵۷۔ مرجع سابق

۱۵۸۔ الاصابة فی تميز الصحابة، ابن حجر عسقلانی، ج ۵ ص ۷۴۳، دار الجیل، بیروت ۱۴۱۲ھ

۱۵۹۔ مرجع سابق

۱۶۰۔ الف: بخاری شریف، کتاب المغازی، باب غزوۃ الخندق،

ب: مشکوۃ، ج ۲ ص ۴۰۹، باب البیان والشعر، اصح المطابع، دہلی ۱۳۷۵ھ

اللهم لاعيش الا عيش الاخرة اغفر للانصار و المهاجرة (١٦١)
خداوندا صرف زندگی ہے تو آخرت کی زندگی ہے تو انصار اور مہاجر کی بخشش فرما۔
حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو جس وقت سولی پر چڑھایا تو انھوں نے اس وقت فرمایا۔

لقد جمع الاحزاب حولی و البواء قبائلهم و استجمعوا كل مجمع (١٦٢)
گروہ در گروہ میرے ارد گرد کھڑے ہیں انھیں نے بڑی بڑی جماعتوں کو بلایا ہے۔

و كلهم مبدى العداوة جاهد على لانی فی وثاق بمضع (٦١٣)
یہ سب کے سب عداوت نکال رہے ہیں اور میرے خلاف جوش دکھا رہے ہیں اور میں ہلاکت گاہ میں بندھا ہوا ہوں۔

و قد جمعوا ابنائهم و نسائهم و قربت من جزع طويل ممنع (١٦٤)
قبیلوں نے اپنی عورتوں اور بچوں کو جمع کرلیا ہے اور مجھے ایک مضبوط لکڑی کے پاس لے آئے ہیں۔

و قد خيرونی لكفر ولموت دونهم و قد عملت عيناى من غير مجزع (١٦٥)
انھوں نے کہا کہ کفر اختیار کرنے سے مجھے آزادی مل سکتی ہے مگر اس سے موت مجھے بہتر اور سہل ہے میری آنکھوں سے لگاتار آنسو جاری ہیں مگر شکیبائی نہیں۔

فلست بمبد للعدو و تخشعا و لاجزعا انی الی الله مرجعی (١٦٦)
میں دشمنوں کے ساتھ نہ عاجزی کروں گا نہ روؤں گا نہ چلاؤں گا۔

و مابی حذر الموت انی لميت و لكن حذاری حجم نار ملفع (١٦٧)

١٦١۔ مرجع سابق
١٦٢۔ سیرۃ ابن ہشام ج ٢ ص ١٩٧، اعتقاد پبلیشنگ ہاؤس، دہلی
١٦٣ مرجع سابق
١٦٤۔ مرجع سابق
١٦٥۔ مرجع سابق، ج٢، ص ١٩٨
١٦٦۔ مرجع سابق
١٦٧۔ مرجع سابق

موت سے مجھے اس لئے ڈر نہیں کہ میں مر ہی تو جاؤں گا لیکن میں لپٹ والی آگ کے خون چوسنے سے ڈرتا ہوں۔

فذو لعرش صبرنی علی ما یرادنی فقد بضعو لحمی و قد یلس مطمع (۱۶۸)

عرش والے نے مجھ سے خدمت لینی چاہی اور صبر کرنے کے لئے فرمایا، ان ظالموں نے میرے گوشت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اور میری امید جاتی رہی۔

الی اللہ اشکو غربتی ثم کربتی وما ارصد الاحزاب لی عند مصرع (۱۶۹)

میں اپنی درماندگی، بیوطنی، بیکسی کی فریاد اور ان کی جو میری جان توڑنے کے بعد یہ لوگ رکھتے ہیں خدا سے کرتا ہوں۔

و ما ان ابلی حین اقتل مسلما علی ای جنب کان للہ مصرع (۱۷۰)

بخدا جب میں اسلام پر جان دے رہا ہوں تو میں پروا نہیں کرتا کہ راہ خدا میں کس پہلو پر گرتا اور کیوں کر جان دیتا ہوں۔

و نلک فی ذات الالہ و ان یشاء یبارك علی اوصال شلو ممزع (۱۷۱)

یہ سب خدا کی راہ میں پیش آیا ہے اگر وہ چاہے تو امید ہے کہ پارہائے گوشت کے ہر ٹکڑے کو برکت دے۔

مذکورہ بالا اشعار ایک مجاہد سرفروش کے راہ حق میں جان دیتے ہوئے صبر و ثبات کی ایک ایسی زندہ تصویر ہیں جن میں ہر قسم کے سبق موجود ہیں ایک مسلمان شہادت حاصل کرتے وقت کیسا ثابت قدم رہتا ہے اور جان دیتے ہوئے اس کے عشق میں کتنی ترقی ہوتی ہے یہی وہ عزم و استقلال تھا جس نے اسلام کو سربلند کیا اور دین و مذہب نے ترقی پائی اور یہی وہ نعت پاک ہے جو دار پر چڑھنے کے بعد بھی پڑھی جاتی ہے مجالس نبویہ کی نعت کا منشا

۱۶۸۔ مرجع سابق، ج۲

۱۶۹۔ مرجع سابق

۱۷۰۔ مرجع سابق،

۱۷۱۔ مرجع سابق

یہی تھا کہ سامعین میں عشق بارگاہ رسالت کے ایسے جذبات پیدا کئے جائیں کہ عاشق رسول اپنی جان و مال اور ہر چیز کو آقائے کونین پر قربان کرنے کے لئے تیار ہو جائے۔

درد و مصیبت میں حضور سے فریاد:

صلح حدیبیہ کے بعد مسلمانوں پر قریش مکہ نے شدید مظالم کئے وہ خانہ کعبہ میں پناہ لیتے تو انھیں وہاں بھی بے دریغ شہید کیا جاتا بچے کچے چالیس مسلمانوں نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر ذیل کے اشعار پڑھے۔

ان قریشا اخلفوک المواعدا و نقضوا میثاقك الموكدا (۱۷۲)

قریش نے آپ سے وعدہ خلافی کی انھوں نے اس معاہدہ کو جو آپ سے کیا تھا توڑ ڈالا

و جعلوا الی فی کداء رصدا و زعموا ان لست ادعو احدا (۱۷۳)

ہمیں خشک گھاس کی طرح پامال کر دیا اور وہ گمان کرتے ہیں کہ ہماری امداد کو کوئی نہیں آئیگا۔

وهم اذل و اقل عددا هم بستوا بالو تير هجدا (۱۷۴)

وہ تو ذلیل و قلیل ہیں انھوں نے وتیر میں ہم کو سوتے ہوئے جالیا۔

فقتلوانا ركعا و سجدا

ہم کو حالت رکوع و سجود میں پارہ پارہ کر دیا۔

فتح مکہ کے موقعہ پر جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے معافی دینے کا اعلان فرمایا تو ابوسفیان نے اسلام قبول کرتے وقت حسب ذیل اشعار پڑھے۔

لعمرك انی حين احمل رأية لتغلب خيل اللات خيل محمد (۱۷۵)

قسم ہے تیری جان کی جن دنوں میں نشان جنگ اس لئے اٹھایا کرتا تھا کہ لات کا لشکر محمد کے لشکر پہ غالب آئے۔

۱۷۲۔ سیرۃ ابن ہشام، ج ۲ ص ۶۵ ۴، باب ۱۴۶

۱۷۳۔ مرجع سابق

۱۷۴۔ مرجع سابق

۱۷۵۔ سیرۃ ابن ہشام، ج ۲ ص ۴۷ ۴، باب ۱۴۷، اعتقاد پبلیشنگ ہاؤس، دہلی

لـكـا الـمـدلـج الـحيـران اظـلـم ليـلـة فهـذا اوانی حين اهدی فاهتد (۱۷۶)
ان دنوں میں خار پشت جیسا تھا جو اندھیری رات میں ٹکریں کھاتا ہے اب وہ وقت آ گیا ہے کہ میں ہدایت پاؤں اور سیدھی راہ پا جاؤں۔

هـدانـی هـاد غيـر نفسی و دلنی الی الله من طردته کل مطرد (۱۷۷)
مجھے ہادی نے (نہ کہ میرے نفس نے) ہدایت دی اور خدا کا راستہ مجھے اس شخص نے دیکھایا جسے میں نے دھتکار دیا اور چھوڑ دیا۔

فردہ بن عمرو گورنر کا پھانسی پر چڑھنا اور اشعار پڑھنا:

عرب کا شمالی حصہ سلطنت قسطنطنیہ کے قبضہ میں تھا اس علاقہ کا گورنر فردہ بن عمرو تھا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے پاس نامۂ مبارکہ دعوت اسلام کے سلسلہ میں روانہ فرمایا جسے اس نے قبول کیا جب بادشاہ قسطنطنیہ کو علم ہوا تو گورنر کو قید کر دیا اور بعد میں پھانسی دیدی۔ دار پر چڑھتے وقت انھوں نے جو شعر پڑھے اس کا ایک شعر صاحب زاد المعاد نے اس طرح نقل کیا ہے۔

بـلـغ سـراة الـمـسـلـمين بـاننـی اسـلـم ربی اعظمی ومقامی (۱۷۸)
مسلمانوں کے سرداروں کو یہ بات پہنچادے کہ میں اپنی ہڈیاں اور مقام، اپنے رب کے حوالہ کرر ہا ہوں۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے غزوۂ بدر کے موقعہ پر ابوطالب کے اس شعر کو پڑھا۔

و نسـلـمـه حتی نـصـرع حـولـه و نـذهـل عـن ابنائنا و الحلائل (۱۷۹)
ہم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اس وقت دشمنوں کے حوالہ کریں گے جب ان کے گرد لڑ کر مر جائیں گے اور ہم ان کے لئے اپنے بیٹوں اور بیویوں کو بھول جائیں گے۔

۱۷۶۔ مرجع سابق

۱۷۷۔ مرجع سابق

۱۷۸۔ سیرۃ ابن ہشام، ج۲، ص ۷۲۹، اعتقاد پبلیشنگ ہاؤس، دھلی

۱۷۹۔ سیرۃ ابن ہشام، ج۱، ص۲۹۲، باب ۴۵

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے غزوۂ احزاب میں ہاتھ میں حربہ لئے ہوئے یہ شعر پڑھا:

لبث قليلا تدرك الهيجا حمل   لا بأس بالموت اذا موت نزل (۱۸۰)

لڑائی میں ذرا ٹھہر جانا کہ ایک اور شخص پہنچ جائے وقت جب آ گیا تو موت سے کیا ڈرنا۔

حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو مکہ میں دولت اسلام قبول کر لینے کے وقت جب زیادہ ستایا گیا تو حسب ذیل اشعار پڑھے۔

الا ليت شعری هل ابيتن ليلة   لواد و حولی اذخر و جليل (۱۸۱)

آہ کیا پھر کبھی وہ دن آ سکتا ہے کہ ایک رات میں مکہ کی وادی میں گزاروں اور میرے ارگرد اذخر جلیل ہوں۔

و هل اردن يوما مياه مجنة   و هل يبدون لی شلمة و نخيل (۱۸۲)

اور کیا وہ دن بھی ہوگا کہ میں مجنہ کے چشمہ پر اتروں اور شامہ و نخیل مجھ کو دکھائی دیں۔

مکہ میں داخلے کے وقت حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ حضور کے اونٹ کی مہار تھامے ہوئے تھے اور یہ رجز پڑھ رہے تھے۔

خلوا نبی الکفار عن سبيله   اليوم نضربكم علی تنزيله

کافرو! حضور کے سامنے سے ہٹ جاؤ آج حضور کے اترنے پر تو ہم تلوار کا وار کریں گے۔

ضرباً يزيل الهام عن مقيله   و يذهل الخليل عن خليله

وہ وار جو کھوپڑی کو اس کی جگہ سے الگ کر دے اور دوست کے دل سے دوست کی یاد بھلا دے۔

اس قسم کے اشعار کتب احادیث و سیر میں بکثرت موجود ہیں کتاب کی ضخامت کے باعث ہم نے مختصراً ہی تحریر کئے ہیں جن سے یہ حقیقت بخوبی واضح ہے کہ صحابہ کرام رضوان

۱۸۰۔ سیرۃ ابن ہشام ج ۲، ص ۲۶۳، باب ۱۳۰

۱۸۱۔ بخاری، كتاب فضائل المدينة، باب كراهية النبی صلی الله عليه وسلم ان تعری المدينة.

۱۸۲۔ مرجع سابق

اللہ علیہم اجمعین حضور کی حیات میں کس قسم کے شعر فرماتے تھے اس کے بعد بھی نعت ومناقب کو بدعت سیئہ کہنا کتب احادیث وسیر سے بے خبری کا نتیجہ ہے بلاشبہ نعت ومناقب کا سلسلہ باعث برکت ہے ہم لوگ اپنے یہاں کی مجالس میں ایسے اشعار جو خلاف شرع ہوں نہیں پڑھنے دیتے، اب اگر کسی جگہ ہمارے علم کے بغیر کوئی جاہل کچھ لکھے تو اس کی ذمہ داری ہم پر نہیں۔ لیکن الحمد للہ مدینۃ الاولیاء بدایوں شریف جو ہمیشہ سے خصوصیات علمی میں نمایاں اور مشہور رہا ہے آج بھی یہاں نعت ومناقب کے بلند پایہ اصحاب موجود ہیں جو ادب واحترام کے ساتھ تمام پہلوؤں پر نظر رکھتے ہوئے نعت ومناقب لکھتے ہیں اور سامعین کو عشق نبوی سے گرما دیتے ہیں۔

علمائے متقدمین کے فتاویٰ متعلق میلاد نبوی:

علامہ قسطلانی فرماتے ہیں:

ثم لازال اهل السلام فی سائر الاقطار و المدن الكبار يتحفلون فی شهر مولده و يغنون بقرأة مولد الكريم و يظهر عليهم من بركاته فضل عميم (۱۸۳)

پھر ہمیشہ اہل اسلام تمام اطراف میں اور بڑے بڑے شہروں میں مجالس مولود کرتے رہے ہیں اور وہ ربیع الاول کے مہینہ میں جشن مناتے ہیں مولود کریم کو ترنم سے پڑھتے ہیں ان لوگوں پر برکات ظاہر ہوتے ہیں اور ہر طرح کا فضل عام ہے۔

علامہ سیوطی فرماتے ہیں:

فيستحب لنا اظهار الشكر لمولده

حضور کی ولادت پر اظہار شکر کرنا ہمارے لئے مستحب ہے۔

امام ابوالخیر سخاوی حافظ الحدیث فرماتے ہیں:

۱۸۳۔ المواہب اللدنیہ، ج۱، ص۱۴۸، احمد بن محمد القسطلانی الاحتفال بالمولد، پوربندر، گجرات

و يظهر عليهم من بركاته فضل عظيم
یعنی اہل مولد پر اس عمل کی برکت سے فضل عظیم ظاہر ہوتا ہے۔

استاذ القراء محمد بن جزری فرماتے ہیں:

من خواصه انه امان فی ذلك العام و بشری عاجلة بنيل البغة و المرام
یعنی اس مجلس شریف کے خواص سے ہے کہ وہ تمام سال کے لئے امن و امان اور حصول مغفرت کے لئے بشارت عاجلہ ہے۔

علامہ امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ملک فرماتے ہیں:

مولد رسول الله صلى الله عليه وسلم مبجل مكرم الى ان قال فمن المناسب اظهار السرور و انفاق الميسور اجابة من دعاه رب الوليمة للحضور
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا میلاد مبارک معظم ومکرم ہے تو خوشی ظاہر کرنا اور جو میسر آئے صرف میں لانا اور صاحب مجلس جسے بلائے اسے جانا مناسب ہے۔

علامہ صدرالدین بن عمر شافعی فرماتے ہیں:

و يثاب الانسان بحسب قصده فی اظهار السرور و الفرح بمولد النبی صلى الله عليه وسلم
انسان کی اپنی نیت کے موافق اظہار سرور وفرحت مولود میں ثواب دیا جاتا ہے۔

علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

يستحب لنا ايضا اظهار الشكر بمولده صلى الله عليه وسلم بالاجتماع و اطعام الطعام و نحو ذلك من وجوه

القربات و اظهار المسرات

یہ بھی ہمارے حق میں مستحب ہے کہ ولادت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جمع ہو کر شکر کریں، کھانا کھلائیں اور اس کی مثل دوسرے اعمال قربت و اظہار فرحت وسرور بجالائیں۔

امام قسطلانی مواہب میں فرماتے ہیں:

رحم الله امرا اتخد ليالي شهر مولده المبارك اعيادا ليكون اشد على من فى قبله مرض وعناد (۱۸۴)

اس شخص پر خدا رحم فرمائے جو مبارک مہینہ کی راتوں کو عید ٹھہرائے تاکہ جس کے دل میں بیماری وعناد ہے اس پر گراں اور سخت گزرے۔

امام نووی فتح المبین میں فرماتے ہیں:

قال شيخنا الامام ابو شامة و من احسن ما ابتدع فى زماننا ما يفعل كل عام فى اليوم الموافق ليوم مولده صلى الله عليه وسلم من الصدقات و المعروف و اظهار النعمة و السرور فان ذلك مع مافيه من الاحسان الى الفقراء مشعر بمحبة النبى صلى الله عليه وسلم

ہمارے شیخ ابوشامہ نے کہا کہ بہترین بدعات حسنہ میں یہ ہے کہ جو ہر سال ولادت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دن کی جاتی ہے جیسے صدقات، نعمت وخوشی کا اظہار جس سے فقیروں محتاجوں کو نفع پہنچتا ہے دوسرے اس فعل کے کرنے والوں کے دل میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت وجلالت پیدا ہوتی ہے۔

ملاعلی قاری کتاب مورد الروی میں تحریر فرماتے ہیں:

۱۸۴۔ مرجع سابق

بل یحسن فی ایام کلھا و لیالیه (۱۸۵)
دنوں اور راتوں میں اس میلا دکو کرنا بہتر ہے۔
اس کے بعد آپ ابن جماعۃ کا قول نقل کرتے ہیں۔
کان یقول لو تمکنت عملت بطول الشھر کل یوم مولدا
اگر مجھے قدرت ہوتی تو پورے مہینہ ہر دن مولود کرتا۔
صاحب قصیدۂ بردہ فرماتے ہیں:
ابان مولده عن طیب عنصره یا طیب مبتدء منه و مختتم (۱۸۶)
آپ کی ولادت نے آپ کے عنصر کی پاکیزگی کو ظاہر کر دیا۔ مرحبا کیا اول آخر پاکیزگی ہے۔
شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ''فیوض الحرمین'' میں فرماتے ہیں:
کنت قبل ذلك بمكة المعظمة فی مولد النبی صلی اللّٰه علیه وسلم و یذکرون ارحاصاته التی ظهرت فی ولادته و مشاهدته قبل بعثته صلی اللّٰه علیه وسلم فرأیت انوارا سطعت دفعة واحدة لا اقول انی ادرکتها ببصر الجسد و لا أقول ادرکتها ببصر الروح فقط و اللّٰه اعلم کیف کان الامر بین هذا او ذاك فتاملت تلك الانوار فوجدتها من قبیل الملائکة الموکلین بامثال هذا المشاهد و بامثال هذه المجالس و رأیت تحالط انوار الملائکة بانوار الرحمة۔
میں اس مجلس میں حاضر تھا جو مکہ معظّمہ میں حضور کی ولادت کے دن مولد نبوی کے سلسلہ میں ہوئی لوگ درود پڑھتے اور ان واقعات کا ذکر کرتے جو

۱۸۵۔ المورد الروی فی المولد النبوی، ملا علی قاری
۱۸۶۔ قصیدۂ بردہ شعر ۶۰

حضور کی ولادت میں آپ کی بعثت سے پہلے ظاہر ہوئے۔

میں نے دفعۃً کچھ انوار دیکھے جو بلند ہوئے، میں نہیں کہتا کہ میں نے ان کو بدن کی آنکھوں سے دیکھا نہ یہ کہوں گا کہ فقط روح کی بصر سے دیکھا خدا کو خوب معلوم ہے کہ وہ کیفیت کیا تھی۔ میں نے ان انوار میں تأمل کیا تو وہ انوار ان فرشتوں کے پائے جو ایسی مجالس و مشاہدہ پر مؤکل ہیں اور انوار ملائکہ انوار رحمت سے ملے ہوئے ہیں۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنے والد شاہ عبدالرحیم صاحب کا حسب ذیل واقعہ کتاب انتباہ میں نقل کرتے ہیں:

کنت اصنع فی ایام المولد طعاما صلة بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فلم یفتح لی فی سنة من السنین شئ اصنع بہ طعاما فلم اجد الا حمصا مقلیا فقسمہ بین الناس فرأیتہ صلی اللہ علیہ وسلم و بین یدیہ ھذہ الحمص مبتھجا بشاشا (۱۸۷)

میں ایام مولد میں حضور کی نیاز کراتا تھا ایک سال بھنے ہوئے چنے کے سوا کچھ میسر نہ ہوا میں نے وہی لوگوں میں تقسیم کر دیئے حضور کی زیارت سے مشرف ہوا تو دیکھا کہ وہ بھنے ہوئے چنے حضور کے سامنے رکھے ہوئے ہیں، اور حضور پاک شاد و مسرور ہیں۔

شاہ عبدالغنی صاحب کا عقیدہ:

شاہ عبدالغنی صاحب دہلوی جو محدثین میں اپنی جگہ بلند پایہ رکھتے ہیں اور جن سے مولوی رشید احمد گنگوہی نے بھی کتابیں پڑھیں اپنے رسالہ شفاء السائل میں تحریر کرتے ہیں:

۱۸۷۔ الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

حق آنست کہ نفس ذکرِ ولادت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم و فاتحہ نمودن یعنی ایصال ثواب بروح پرفتوح سید الثقلین از کمال سعادت انسان است، چنانچہ شیخ ابن حجر مکی و شیخ عبدالحق دہلوی وغیرہما تصریح نمودہ اند

حق یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا نفس ذکر اور فاتحہ یعنی آپ کی روح مبارک کے لئے ایصال ثواب کرنا انسان کے لئے کمال سعادت ہے جیسا کہ شیخ ابن حجر مکی اور شیخ عبدالحق دہلوی نے صراحت فرمائی ہے۔

پس ان تمام حوالہ جات و دلائل کے بعد ہر شخص بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ ذکر ولادت نبوی یا جشن میلاد پاک بتعین یوم کرنا ہر طرح مستحب اور امر مستحسن ہے جسے علمائے متقدمین نے اصول شرعیہ کے تحت قائم و باقی رکھا ہے ذکر میلاد پاک ہرگز شعار کفار یا تشبہ مشرکین نہیں جیسا کہ بعض منکرین ذکر ولادت شریفہ نے لکھا اور کہا تشبہ اس امر میں مکروہ ہوتا ہے جو مذموم شرعی اور شعار کفار ہو۔

مجالس شریف میں حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ آیات قرآنیہ ادب و احترام کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں، مجلس کی آرائش کی جاتی ہے عطر و پھول تقسیم ہوتا ہے محفل کو خوشبو سے معطر کیا جاتا ہے اور آخر میں ایصال ثواب کر کے تبرک تقسیم کیا جاتا ہے یہ امور ہر طرح باعث برکت ہیں ان کو کنھیا وغیرہ کے جنم سے معاذ اللہ تشبیہ دینا ضلالت و بے دینی اور عداوت رسول کی دلیل ہے۔ ہر مسلمان کو لازم ہے کہ وہ سرکار روحی لہ الفدا کے یوم ولادت پر اظہار سرور و شکر کرے اور پورے ادب و احترام کے ساتھ مجالس پڑھی جائیں پڑھنے والے باوضو ہوں اور حتی الامکان سامعین بھی نیز نعت نبی پڑھنے والے متشرع ہوں۔

ضروری ہے کہ تمام محافل و مجالس میں ذکر ولادت نبوی پڑھ کر صلوٰۃ و سلام پڑھا جائے دیکھا جا رہا ہے کہ سیرت کے نام سے جو جلسے منعقد ہوتے ہیں ان کی حقیقت یہ ہے

کہ جس طرح ممکن ہو سکے ذکر ولادت نہ ہو۔ چنانچہ جس قدر جلسے اس طرح کے ہوتے ہیں ان میں ایک مقرر بھی حضور کے ذکر ولادت کو نہ پڑھتا ہے اور نہ اسے اچھا سمجھتا ہے ان حالات کے بعد مناسب یہ ہے کہ شرکت سے یا تو احتراز کیا جائے یا آخر میں ذکر ولادت نبوی ہو تو شرکت کی جائے۔

مسئلہ قیام:

مجالس نبویہ میں قیام کر کے صلوٰۃ و سلام پڑھنا مستحب اور باعث برکت ہے قیام تعظیمی کی شرع میں نہی موجود نہیں ہے۔ علامہ شامی اور جمہور حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک اصل اشیاء میں اباحت ہے پس قیام مولد النبوی امر مباح ہے بدعت سیئہ نہیں حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کے لحاظ سے بھی قیام امر مستحب ہے اس کو شرک و کفر ظاہر کرنا گمراہی اور نادانی ہے کیونکہ شرک کے جو معنی کتب عقائد میں درج ہیں وہ یہ ہیں کہ کسی کو خدائی میں شریک کرے جیسے اللہ تعالیٰ واجب الوجود ہے ایسا ہی کسی دوسرے کو مستقل بالذات واجب الوجود وغیرہ سمجھنا بلاشبہ شرک ہے حضور کی ولادت شریفہ خدا کی عظیم الشان نعمت ہے اور خدا کی اس نعمت پر کھڑے ہو کر اس کا شکر ادا کرنا اور نعمت کی تعظیم گویا منعم کی تعظیم ہے۔

مسئلہ قیام اور قرآن حکیم:

قرآن حکیم میں عظمت و توقیر حضور سرکار رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آیات موجود ہیں جو ہم سابق اوراق میں درج کر چکے ہیں۔

و تعزروہ و توقروہ (۱۸۸) کی آیت ہمارے عقیدہ کی جان ہے اور یہ سب کچھ عظمت و توقیر رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیت سے ہے اس کی مخالفت کے یہ معنی ہیں کہ منکرین حضور کی عظمت و توقیر کے قائل نہیں۔

۱۸۸۔ سورۂ فتح، آیت ۹

مسئلہ قیام اور احادیث مقدسہ:

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال كان رسول الله صلی الله عليه وسلم يجلس معنا فی المسجد يحدثنا فاذا قام قمنا قياما حتی نراه قد دخل بيوت بعض ازواجه (١٨٩)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے ساتھ مسجد میں بیٹھتے تھے اور ہم سے باتیں کرتے تھے جب آپ کھڑے ہوتے تھے تو ہم بھی کھڑے ہوجاتے تھے یہاں تک کہ آپ کو اپنی ازواج مطہرات کے کسی مکان میں داخل ہوتے ہوئے دیکھ لیتے۔

عن عائشة رضی الله عنها قالت ما رأيت احدا اشبه سمتا و هديا برسول الله صلی الله عليه وسلم فی قيامها و قعودها من فاطمة بنت رسول الله اذا قامت قام اليها و اجلسها فی مجلسه و كان النبی صلی الله عليه وسلم اذا دخل اليها فی مجلسها قامت له و قبلته و اجلسته (١٩٠)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے حضور کی روش اور نیکی میں کسی کو زیادہ مشابہ حضور سے فاطمہ کے سوانہیں دیکھا۔ جب وہ کھڑی ہوتیں تو حضور کھڑے ہوجاتے اور اپنی جگہ پر ان کو بٹھا لیتے اور جب حضور تشریف لاتے تو فاطمہ کھڑی ہوجاتی اور حضور کی دست بوسی کرتیں اور اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ کی تعظیم کے واسطے فرمایا:

١٨٩۔ مشکوۃ، ج۲ص۴۰۳، باب القیام، اصح المطابع، دہلی ۱۳۷۵ھ

١٩٠۔ ترمذی شریف، ج۲ص۲۲۷، باب فی فضل فاطمة رضی الله عنها، کتب خانہ رشیدیہ، دہلی

قوموا الی خیرکم او سیدکم (۱۹۱)

جو تم میں بہتر یا یہ فرمایا کہ جو تمہارا سردار ہے اس کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو۔

ہم جیسا کہ اوپر تحریر کر چکے ہیں کہ ولادت نبویہ کے وقت کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھنا حضور کی تعظیم ہے اب سوال صرف یہ رہ جاتا ہے کہ بعد وصال بھی امت محمدیہ پر آپ کا ادب و احترام کرنا فرض ہے یا نہیں؟ حضرات مفسرین ومحدثین کرام نے پورے دلائل سے اس کو ثابت کر دیا ہے کہ امت محمدیہ پر بعد وصال بھی حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ادب و احترام فرض ہے۔ جیسا کہ ہم ''حیات النبی'' کے عنوان میں تفصیل سے تمام مواد درج کر چکے ہیں۔ یہاں ایک اور واقعہ امام مالک رضی اللہ عنہ کا نقل کرتے ہیں۔ جب آپ کے یہاں طلبہ کا ہجوم ہو گیا تو تجویز کیا کہ کوئی ایک فاضل مسجد نبوی میں بلند آواز سے تقریر سنا دیا کرے حضرت مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ سن کر فرمایا:

"لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی" (۱۹۲)

ترجمہ: تم اپنی آوازوں کو نبی کی آواز پر بلند مت کرو۔

جو صورت تعظیم حالت حیات میں فرض تھی وہی آج بھی فرض ہے غرض اس مسئلہ پر اجماع امت ہے موجودہ دور کے اگر چند لوگ یا کوئی مدرسہ اس کی مخالفت کا مدعی ہو کر تبلیغ کرے تو وہ نا قابل قبول ہے۔

امام محمد علیہ الرحمہ مؤطا امام محمد میں حدیث نقل کرتے ہیں:

ما رأه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن و ماراه المسلمون قبيحا فهو عند الله قبيح" (۱۹۳)

جس بات کو مسلمان (یعنی علماء امت) اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک اچھی

۱۹۱۔ الف: بخاری، کتاب المناقب، باب مناقب سعد بن معاذ

ب: مشکوٰۃ ج ۲ ص ۴۰۳، باب القیام، اصح المطابع، دہلی

۱۹۲۔ سورۂ حجرات، آیت ۲

۱۹۳۔ مؤطا امام محمد، باب قیام شهر رمضان و مافیه من الفضل

ہے اور جسے وہ برا جانیں وہ اللہ کے نزدیک بری ہے۔

من سن فی الاسلام سنة حسنة فعمل بها بعده کتب له مثل اجر من عمل بها و لا ينقص من اجورهم شئ (۱۹۴)

جس نے اسلام میں کوئی نیک طریقہ جاری کیا پھر اس کے بعد اس طریقۂ حسنہ پر عمل کیا گیا تو لکھا جائے گا اس شخص کے واسطے اجر اس قدر کہ جس قدر اس پر عمل کرنے والوں کو اس کے بعد ہوگا اور ان لوگوں کے اجر میں کوئی کمی نہ ہوگی بلکہ اللہ تعالیٰ دونوں کو ثواب دے گا۔

مسئلہ قیام پر علامہ حلبی کی ضروری توجیہ:

و القيام لم يشرع عبادة وحده و ذلك لان السجود غاية الخضوع حتى لو سجد لغير الله يكفر بخلاف القيام

قیام فی نفسہ عبادت نہیں (نہ عبادت نماز کے ساتھ اس کو خصوصیت) اور یہ اس لئے ہے کہ سجدہ غایت خضوع ہے اگر غیر اللہ کو کیا جائے کفر ہوگا۔ (عبادت کی نیت سے) بخلاف قیام کے۔

افسوس کہ مانعین ذکر میلا دپاک قیام کی مخالفت کرتے ہیں جس میں ادب وتوقیر نبوی مقصود ہوتی ہے مگر حکام مجاز کی تعظیم اور وندے ماترم کے ترانہ کے وقت مشرکین کے ساتھ تعظیماً کھڑے ہونے کو قومی معمول سمجھتے ہیں۔ العیاذ باللہ۔

مسئلہ قیام پر ائمہ علمائے متقدمین کے فتاویٰ:

قال الامام البرزنجي في مولد النبي قد استحسن القيام عند ذکر مولده الشريف ايمة ذو رواية و روية و طوبى لمن کان تعظيمه صلى الله عليه وسلم غايت مرامه و مرماه (۱۹۵)

۱۹۴۔ مسلم شریف، باب من سن سنة حسنة

۱۹۵۔ مولود برزنجی، ص ۵۳، مطبع محمد رضا، استنبول ۱۲۹۴ھ

امام برزنجی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ائمہ ذو روایت ورویہ نے بوقت ذکر ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام کو مستحسن قرار دیا ہے لہذا اس شخص کو بشارت ہو جس نے حضور کی تعظیم کو اپنی غایت مراد و مقصد سمجھا۔

علامہ قاضی عیاض فرماتے ہیں:

واجب علی کل مؤمن متی ذکرہ او ذکر عندہ ان یخضع و یخشع و لیکن من حرکتہ یتوقر و یاخذ فی ھیبہ و اجلالہ (۱۹۶)

ہر مومن پر واجب ہے جب وہ حضور کا ذکر کرے یا اس کے پاس آپ کا ذکر ہو تو انتہائی خضوع وخشوع اختیار کرے اور آپ کی تعظیم وتوقیر اور آپ کی بزرگی ومرتبت اس کی ہر حرکت سے ظاہر ہو۔

علامہ ابن حجر فرماتے ہیں:

تعظیم النبی صلی اللہ علیہ وسلم بجمیع انواع التعظیم التی لیس فیھا مشارکۃ اللہ فی الالوھیت امر مستحسن عند من نور اللہ ابصارھم.

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر قسم کی تعظیم جس میں الوہیت کی مشارکت نہ ہو ان لوگوں کے نزدیک جن کی آنکھوں کو خدا نے اپنے نور سے منور فرمایا ہے ایک امر مستحسن ہے۔

شاہ ولی اللہ صاحب ''حجۃ اللہ البالغۃ'' میں تحریر فرماتے ہیں:

و ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالتعظیم و طلب الخیر من اللہ تعالیٰ فی حقہ آلۃ صالحۃ للتوجہ

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر تعظیم و ادب کے ساتھ کرنا اور آپ

۱۹۶۔ شفاء شریف، قاضی عیاض علیہ الرحمہ، ج ۲، ص ۴۰، پور بندر، گجرات
فصل فی عادۃ الصحابۃ فی تعظیمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کے حق میں اللہ تعالیٰ سے خیر کا طلب کرنا عمدہ آلہ ہے آپ کی توجہ کے لئے۔

مجالس ذکر میں حضور کی تشریف آوری:

یہ سمجھنا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجالس شریفہ میں تشریف فرما ہوتے ہیں بعید از قیاس نہیں ہے۔ روایات و مرویات اس پہ شاہد ہیں ارواح انبیاء وصلحاء کا چلنا پھرنا ایک جگہ سے دوسری جگہ تشریف لے جانا ثابت ہے جیسا کہ ہم بالتفصیل حیات النبی کے عنوان میں درج کر چکے ہیں۔ حدیث معراج میں ہے جسے مشکوٰۃ میں مفصلاً ذکر کیا ہے کہ حضرات انبیاء کرام کا بیت المقدس میں مجتمع ہو کر حضور کی اقتداء کرنا وغیرہ کا حال ثابت ہے اسی لئے ائمہ دین نے مجالس ذکر کے ادب کو ضروری ٹھہرایا۔

علامہ زرقانی تنویر میں فرماتے ہیں:

لایمنع رؤیة ذاته علیه السلام بجسده و بروحه و ذلك لانه سائر الانبیاء ردت الیهم ارواحهم بعد ما قبضوا و اذن لهم فی الخروج من قبورهم للتصرف فی الملکوت العلوی و السفلی (۱۹۷)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات پاک کا آپ کے جسم اطہر اور روح مبارک کے ساتھ نظر آنا ممتنع نہیں ہے۔ اس لئے کہ تمام انبیاء کرام کی ارواح ان کے وصال کے بعد ان کے اجسام مطہرہ میں لوٹا دی گئیں ان کو اپنی قبور سے نکل کر عالم بالا اور عالم تحت میں تصرف کرنے کی اجازت ہے۔

علامہ سیوطی انتباہ الاذکیاء میں فرماتے ہیں:

۱۹۷۔ تنویر الحلك فی جواز رؤیة النبی و الملك. امام سیوطی ص ۳۸، دار جوامع الکلم، القاہرہ

اینظر فی اعمال امته و الاستغفار لهم من السیئات والدعاء بکشف البلاء عنهم و التردد فی اقطار الارض بحلول البرکة فیها و حضور جنازة من مات من صالح امته فان هذه الامور من اشغاله کما وردت بذلك الاحادیث و الاثار (۱۹۸)

یہ بات آثار واحادیث سے ثابت ہے کہ آپ امت کے اعمال میں نظر فرماتے ہیں ان کے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں اور دفع بلاء کے لئے دعا فرماتے ہیں حدود زمین میں برکت دیتے ہوئے گزرتے ہیں جب امت کا کوئی صالح آدمی مرے اس کے جنازہ میں تشریف لاتے ہیں یہ امور آپ کے اشغال ہیں۔

صاحب روح البیان فرماتے ہیں:

و الرسول علیه السلام له الخیار فی طواف العالم مع ارواح الصحابة رضی اللّٰه عنهم و لقد راٰه کثیر من اولیاء

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارواح صحابہ کے ساتھ تمام عالموں میں پھرتے ہیں بہت سے اولیاء کرام نے آپ کو دیکھا۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی درثمین میں فرماتے ہیں:

اخبرنی سیدی الوالد قال اخبرنی شیخ السید عبد اللّٰه القاری قال حفظت القرآن علی قاری زاهد کان یسکن فی البریة فبینا نحن نتدارس القرآن اذ جاء قوم من العرب یقدمهم سید هم فاستمع قرأ ة القاری و قال بارك اللّٰه ادیت حق القرآن ثم رجع و جاء رجل اٰخر بذلك الذی

۱۹۸۔ رسائل اثنا عشریه للسیوطی، انتباه الاذکیاء فی حیوة الانبیاء ص۱۶، مطبع محمدی، لاہور

فاخبر ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم اخبرهم البارحة انه سیذهب الی البریة الفلانیة لاستماع قرأة القاری هناك فعلمنا ان السید الذی کان یقدمهم هو النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال و قد رأیته بعینی هاتین

مجھے میرے والد نے خبر دی انھوں نے کہا مجھے شیخ سید عبداللہ القاری نے خبر دی کہ سید عبداللہ نے کہا میں نے قرآن حفظ کیا اور ایک قاری سے جو جنگل میں رہتا تھا ایک بار ہم قرآن پڑھ رہے تھے اتنے میں عرب کے کچھ آدمی آئے ان کا سردار آگے تھا اس نے قاری کا پڑھنا سن کر فرمایا اللہ تعالیٰ برکت دے تو نے قرآن کا حق ادا کر دیا پھر چلے گئے اور ایک دوسرا آدمی ان ہی عرب والے کی وضع کا آیا اور کہنے لگا کہ کل رات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی کہ ہم فلاں جنگل میں فلاں قاری کا قرآن سننے جائیں جب اس کی بات ہم نے سنی تو ہم نے جان لیا کہ وہ سردار حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے اور میں نے اپنی آنکھوں سے آپ کو دیکھا۔

صلوٰۃ وسلام اور قرآن کریم:

بوقت ذکر ولادت کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھنا مستحسن ہے اگر یہ سمجھ کر صلوٰۃ و سلام پڑھا جائے کہ حضور پاک سماعت فرما رہے ہیں تب بھی صحیح ہے۔ ولادت پر سلام بھیجنے کے متعلق قرآن کریم میں چند آیات جنہیں ہم یہاں درج کرتے ہیں:

سلام علیه یوم ولد ویوم یموت ویوم یبعث حیا (۱۹۹)

ان پر سلام ہو (یعنی نبی پر) جس دن پیدا ہوئے اور جس دن وفات پائیں گے اور جس دن زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے۔

۱۹۹۔ سورۂ مریم، آیت ۱۵

و السلام علی یوم ولدت و یوم اموت و یوم ابعث حیا (۲۰۰)

مجھ پر سلام ہو جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن انتقال کروں گا اور جس دن اٹھایا جاؤں گا زندہ کرکے۔

سلام علی ال یاسین (۲۰۱)

آل یاسین پر سلام ہو۔

سلام علی نوح فی العلمین (۲۰۲)

نوح علیہ السلام پر سارے جہاں میں سلام ہو۔

سلام علی ابراھیم (۲۰۳)

ابراہیم (علیہ السلام) پر سلام ہو

و سلام علی المرسلین (۲۰۴)

پیغمبروں پر سلام ہو۔

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ابوداؤد و بیہقی سے ذیل کی حدیث نقل فرماتے ہیں

عن ابی هریرة رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ما من احد یسلم علی الا ورد اللّٰه روحی حتی ارد علیه السلام (۲۰۵)

۲۰۰۔ سورۂ مریم، آیت ۳۳

۲۰۱۔ سورۂ نحل، آیت ۵۹

۲۰۲۔ سورۂ صافات، آیت ۷۹

۲۰۳۔ سورۂ صافات، آیت ۱۰۹

۲۰۴۔ سورۂ صافات، آیت ۱۸۱

۲۰۵۔ الف: سنن ابی داؤد، باب زیارۃ القبور، ج ۲، ص ۲۱۸، دار الفکر، بیروت
ب: السنن الکبری للبیہقی، ج ۵، ص ۲۴۵، باب زیارۃ قبر النبی، دار الباز مکہ مکرمہ، ۱۹۹۴ء
ج: مسند احمد بن حنبل، ج ۲، ص ۵۲۷، موسسہ قرطبہ، قاہرہ
د: المعجم الاوسط، ج ۳، ص ۲۶۲، دار الحرمین، قاہرہ، ۱۴۱۵ھ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کوئی شخص مجھ پر سلام نہیں بھیجتا مگر اللہ تعالیٰ میری روح لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔

امت کے اعمال پیش کئے جانے کے متعلق مسئلہ حیات النبی کے عنوان میں ہم نے بہت سی احادیث نبویہ واقوال شریفہ پیش کر دیئے ہیں اس لئے اس عنوان کی بحث کو مختصراً درج کر کے ختم کرتے ہیں۔ صلوٰۃ وسلام پڑھنا ہر طرح باعث برکت اور آیات و احادیث کے مطابق ہے۔ درود شریف پڑھنے کا حکم قرآنی موجود ہے جو مجالس کے علاوہ نماز تک میں پڑھا جاتا ہے اور اسی طرح التحیات میں السلام علیك ایھا النبی مخاطب کر کے پڑھتے ہیں پھر جو آیات سلام ہم نے درج کیں وہ ہر طرح کافی ہیں۔ مدینہ منورہ میں باوجود آثار شریفہ کی بے حرمتی کے آج بھی نمازوں کے بعد صلوٰۃ و السلام پڑھنے کا معمول باقی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ الی یوم القیام باقی رہے گا۔

نشان قدم اور وہ تبرکات جو حضور سے منسوب ہیں:

یہ امر محقق ہے کہ حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سرکار ابد قرار سے اس درجہ محبت تھی کہ ہر وہ شی جو حضور سے منسوب ہوتی اس کی حرمت کرتے ان کے ہر طرز عمل کو حضرات اولیاء نے نقش راہ بنایا اور تبرکات نبویہ کا احترام ضروری جانا خود رب العزت نے مدینہ کی خاک کی قسم ذکر کی، چنانچہ صاف طور پر فرما دیا۔

لا اقسم بھذا البلد و انت حل بھذا البلد (۲۰۶)

مجھے اس شہر کی قسم کہ اے حبیب آپ اس شہر میں تشریف فرما ہیں

یہی سبب ہے کہ اکثر و بیشتر قدیم خانوادہ ہائے طریقت میں حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تبرکات نسلاً بعد نسل محفوظ چلے آ رہے ہیں اور اعراس شریفہ کے موقعوں پر ان کی زیارت کرائی جاتی ہے فقیر کے یہاں بھی مستند و قدیم تبرکات شریفہ محفوظ ہیں جن کی

۲۰۶۔ سورۂ بلد، آیت ۲

زیارت اجداد کبار کے اعراس پر ہوتی ہے جہاں تک اس عنوان کی علمی تحقیق کا تعلق ہے تو صحیح احادیث سے یہ امر پائے ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ جس طرح آپ کے اور معجزات ہیں ان میں یہ بھی ہے کہ آپ کے پائے مبارک کا نشان پتھر کے اندر جذب ہو کر نمایاں ہوا۔ علامہ حافظ عبداللہ دمشقی اپنی کتاب موارد الانوار میں تحریر فرماتے ہیں:

و اما معجزة اثر قدم النبی علی الصخرة فقد بلغت عندی مبلغ الشهرة لعل المنکر لم ینظر الی کتب السیر

یعنی حضور کا معجزۂ نقش قدم میرے نزدیک شہرت کو پہنچ چکا ہے۔ شاید منکر نے کتب سیر کو نہیں دیکھا۔

عن قاسم القرطبی ان معجزة اثر قدمیه علی الصخرة باهرة قد اثبتها المحققون فی تصانیفهم من الثقات و ما تکلم بعض الجهلة الاعور المتفاضل علی عدم السند هذه المعجزة فهو من فرط جهلة و عدم ممارسته بروایات المحدثین الماهرین للایات والروایات.

پتھر پر حضور کے قدم مبارک کے نشان ہونے کا معجزہ ظاہر ہے محققین نے اپنی کتابوں میں ثقہ راویوں سے ثابت کیا ہے اور جن لوگوں نے کج بحثی سے اس مسئلہ میں کچھ لکھا ہے اس کی وجہ ان کی جہالت کی زیادتی ہے اور آیات واحادیث سے ناواقفیت ہے۔

قال ابو نعیم الحافظ لما دخل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم فی الغار مال راسه الی الجبل لیخفی شخصه عنهم فالان اللّٰہ تعالیٰ حتی ادخل رأسه و استراح من جبل فلان له حتی اُثر فیه بذراعیه و ساعده و ذلك مشهور یقصده الحاج و یرونه و صارت صخرة بیت المقدس

كهيئة العجين فربطها دابته و الناس يلتمسون بذلك الموضع التبرك الى يوم القيامة. ( )

حافظ ابونعیم نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز میں داخل ہوئے تو حضور نے اپنا سر مبارک پہاڑ کی طرف مائل کیا تا کہ اپنی صورت و تشخص کو ان سے چھپائیں اللہ نے پہاڑ کو نرم کر دیا یہاں تک کہ حضور نے اپنا سر مبارک داخل فرمایا اور آرام فرمایا ، لہٰذا حضور کے لئے پتھر نرم ہو گیا یہاں تک کہ پتھر میں آپ کی کہنی اور کلائی کا نشان ہو گیا اور یہ بھی مشہور ہے کہ حاجی لوگ اس کی زیارت کا قصد کرتے ہیں اور اسے دیکھتے ہیں اور شب معراج بیت المقدس کا پتھر آٹے کی طرح ہو گیا پس حضور نے اس سے اپنا براق باندھا اور آج تک لوگ اس مقام مبارک کو بغرض زیارت تلاش کرتے ہیں۔

كتب ابو الشجاع البلخى المالكى تحت تفسير الأية و اتخذوا من مقام ابراهيم مصلى فى تفسير در المكنون ظهر اثر قدميه فيه كما ظهر فى العجين فهذه معجزة ظاهرة اتى بها الخليل بعناية الله تعالىٰ و حسن توفيقه و لاطاقة لاحد من البشر ان ياتى عليها الا من اختصه الله تعالىٰ بالنبوة و اما ما اتى به حبيبه محمد فهو ابلغ قدمى الخليل ابراهيم على الحجر مرة واحدة حافيا غير نامل و قد ظهر اثر قدمى حبيبه ايضاً فكما اثر قدمى خليله تعالىٰ على الحجر لم يمح و لم يضمحل من ايدى الكفار فكذا اثر قدميه حين ركب البراق ليلة المعراج.

ابوشجاع بلخی مالکی نے آیت "و اتخذوا" میں مقام ابراہیم کے تحت تفسیر در

مکنون میں تحریر فرمایا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کا اثر اس میں ظاہر ہوا، جیسا کہ ظاہر ہوتا ہے خمیر میں۔ لہٰذا یہ معجزہ ظاہرہ ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا، جس کو آپ اللہ کی توفیق و عنایت سے لے کر آئے اور کسی انسان میں طاقت نہیں کہ ایسے معجزہ لائے مگر جسے اللہ تعالیٰ نبوت سے خاص فرمائے۔ حضور علیہ السلام اس کو لے کر تشریف لائے لہٰذا یہ ابلغ و اعلیٰ ہے کیونکہ حضرت ابراہیم کے دونوں قدموں کا نشان پتھر پر صرف ایک بار ظاہر ہوا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدموں کا نشان پتھر پر بار بار یکے بعد دیگرے ظاہر ہوتا رہا جوتے پہنکر بھی اور برہنہ پا بھی۔ بلکہ آپ کے خچر کے سم کا نشان پتھر پر ظاہر ہوا جس طرح حضرت ابراہیم کے قدم مبارک کا اثر کفار کے ہاتھ سے نہ مٹا اور نہ مضمحل ہوا اس طرح حضور کا نقش قدم بھی نہ مٹا جب کہ آپ براق پر معراج کی شب سوار ہوئے۔

اسی طرح امام ابی سلیمان احمد بن محمد بن ابراہیم خطائی، محمد بن مالکی، اسحاق بن ابراہیم، معاویہ بن صالح ثغلبی طرطوسی، بیہقی، ابونعیم، بخاری، امام اعظم ابوحنیفہ کوفی، امام ابراہیم نخعی، شرف الدین ابوعبداللہ فاضل صاحب قصیدہ ہمزیہ وغیرہم نے دلائل قویہ سے نشان قدم کے ثبوت میں کافی مواد یکجا کر دیا ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن صنوری کے قصیدہ کا یہ شعر بھی کیا خوب ہے:

هذا الذی ان مشی فی الرمل لا اثر
یری له و یری فی الصخر و الجبل

یہ وہ نبی ہیں کہ اگر ریت پر چلتے تو، ریت پہ اثر نہ دیکھا جاتا اور پتھر پہاڑوں پر اثر دیکھا جاتا۔

حافظ شیرازی بھی اس موقعہ کے لئے خوب فرما گئے:

بر زمینے کہ نشان کفِ پائے تو بود — سالہا سجدۂ صاحب نظر آں خواہد بود

اس سلسلہ میں جی چاہتا تھا کہ حضرات اکابر اولیاء اللہ وعلمائے دین کے مشاہدات و واقعات درج کردوں کیونکہ ترتیب کے وقت کتابوں کے انبار سامنے ہیں مگر کتاب کی ضخامت مانع ہے۔

آب وضو کی تعظیم:

ہم جیسا کہ اوپر کہہ آئے ہیں کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہر اس شی کو جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نسبت ہوتی عزیز ومحترم سمجھتے تھے ذیل میں اس عنوان کے تحت ضروری معمولات اور طریقے درج ہیں۔

عن ابی جحیفة قال رأیت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فی قبة حمراء من ادم و رأیت بلالا اخذ وضوء رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم و رأیت الناس یبتدرون ذلك الوضوء فمن اصاب منه شیئا تمسحه به و من لم یصیب منه اخذ من بلل ید صاحبه (۲۰۷)

ابو جحیفہ سے مروی ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ سرخ کھال کے خیمہ میں رونق افروز تھے حضرت بلال آپ کے وضوء کو تبرکاً لے رہے تھے اور لوگ بھی اس پانی کو تبرکاً لینے کے لئے دوڑ رہے تھے جس کو پانی مل گیا وہ اپنے جسم اور منہ پر ملتا اور جس کو نہ ملتا تو وہ اس شخص کے ہاتھ کی تری کو لے کر ملتا۔

اسی طرح کے واقعہ کو دیکھ کر عروہ بن مسعود نے جو قریش کی طرف سے حدیبیہ میں مصالحت پر گفتگو کرنے آئے تھے اپنی قوم میں جا کر کہا کہ میں نے اصحاب محمد کو ان کا جو ادب کرتے ہوئے دیکھا وہ شاہ حبش قیصر وکسری شاہ ایران کے دربار میں بھی نہ دیکھا۔

۲۰۷۔ صحیح بخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب الصلوٰۃ فی الثوب الأحمر

امام محمد رہاوی ''جامع المعجزات'' میں نقل فرماتے ہیں:

"روی ان ابابکر رضی اللہ عنہ اخذ شعرین من لحیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم و وضع فی بیتہ تبرکا فسمع ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ من بیتہ صوت القرآن با حسن الاصوات و طلب القاری و لم یجد واحدا حتی اتی الی موضع الشعرین فسمع القرآن عندھما فجاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فأخبرہ بذلک فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا ابابکر اما عملت ان الملئکۃ یجتمعون علی شعری و یقرؤن القرآن عندہ

مروی ہے کہ سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور کی داڑھی کے دو بال لے کر اپنے گھر میں تبرکاً رکھے اور اپنے گھر میں قرآن کو اچھی آواز سے پڑھتے ہوئے سنا پڑھنے والوں کو تلاش کیا مگر وہاں کسی پڑھنے والے کو نہ پایا یہاں تک کہ جس جگہ موئے مبارک رکھے تھے وہاں آئے تو اس کے قریب قرآن کریم سنا پس آپ حضور کی خدمت مبارک میں حاضر ہوئے اور یہ واقعہ عرض کیا حضور نے فرمایا اے ابوبکر کیا تم نہیں جانتے کہ فرشتے ہمارے بالوں پر مجتمع کئے گئے ہیں اور ان کے پاس قرآن پڑھتے ہیں۔

تبرکات سے شفاء:

بخاری شریف میں ہے:

عن ابن المنکدر سمع جابر بن عبد اللہ یقول مرضت مرضا فاتانی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعودنی و ابوبکر و ھما ماشیان فوجدانی اغمی علی فتوضأ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم صبت علی فافقت فاذا النبی

صلی اللّٰہ علیہ وسلم. (۲۰۸)
ابن منکدر سے مروی ہے کہ انھوں نے جابر بن عبداللہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں بیمار تھا حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق کے ساتھ پیادہ پا عیادت کے لئے تشریف لائے تو مجھے بے ہوش پایا حضور نے وضوفرما کر وضو کا پانی مجھ پر ڈال دیا میں ہوش میں آ گیا تو حضور کو رونق افروز پایا۔

حضور کے پیالے کی تعظیم:

عن عاصم الاحول قال رأیت قدح النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم عند انس بن مالك قال انس سقیت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من هذا القدح اکثر من کذا و کذا قال ابن سیرین انه کان فیه حلقة من حدید فاراد انس ان یجعل مکانها حلقة من ذهب او فضة فقال له ابوطلحة لا تغیرن شیئا صنعه رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم فترکه (۲۰۹)
عاصم احول سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا میں نے انس بن مالک کے پاس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیالہ دیکھا انھوں نے کہا کہ اس پیالے میں لوہے کا ایک حلقہ تھا حضرت انس نے چاہا کہ بجائے لوہے کے سونے یا چاندی کا حلقہ ڈال لیں پس ابوطلحہ نے ان سے کہا کہ جس چیز کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بنایا ہے اس میں کچھ تغیر وتبدل نہ کرو۔
علامہ ابن حجر شمائل میں فرماتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ نے حضرت انس کی وفات

۲۰۸۔ بخاری، کتاب المرضی، باب عیادۃ المغمی علیه

۲۰۹۔ بخاری، کتاب الاشربه باب الشرب من قدح النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم

کے بعد ان کے صاحب زادہ سے وہ پیالہ ۸ لاکھ درہم میں خریدا۔ امام بخاری فرماتے ہیں کہ میں نے وہ پیالہ بصرہ میں دیکھا اور اس میں تبرکاً پانی پیا۔ حضرت اسماء کے پاس ایک جبہ تھا اس کے متعلق آپ فرماتی ہیں:

فقالت لهذه كانت عند عائشة حتى قبضت فلما قبضت قبضتها و كان النبى صلى الله عليه وسلم لبسها فنحن نغسلها للمرضى ليستشفى بها (۲۱۰)

ترجمہ: یہ جبہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے پاس تھا یہاں تک کہ ان کا وصال ہوگیا تو یہ میرے پاس آ گیا اس کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زیب تن فرماتے تھے ہم اس کو مریضوں کے لئے دھوتے ہیں تا کہ وہ اس سے شفا پائیں۔

عن ثابت بن مالك قال دخل علينا النبى صلى الله عليه وسلم فقام عندنا فعرق و جائت امى بقارورة فجلعت تسلت العرق فيها فاستيقظ النبى صلى الله عليه وسلم فقال يا ام سليم ما هذا الذى تصنعين قالت هذا عرقك نجعله فى طيبنا و هو من اطيب الطيب (۲۱۱)

ثابت بن مالک سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہمارے یہاں قیام کیا تو آپ کو پسینہ آیا تو میری والدہ ایک شیشی لائیں اور اس میں آپ کا پسینۂ مبارک جمع کرنے لگیں تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیدار ہوئے اور فرمایا اے ام سلیم تم کیا کر رہی ہو آپ نے عرض کیا ہم آپ کے پسینہ کو اپنی خوشبو میں ملا رہے ہیں

۲۱۰۔ صحیح مسلم، كتاب اللباس و الزينة، باب تحريم استعمال الذهب و الفضة.

۲۱۱۔ الف: مسلم، كتاب الفضائل، باب طيب عرق النبى صلى الله عليه وسلم و التبرك به
ب: مشکوٰۃ شریف، ج۲ص۵۱۷، باب اسماء النبى صلى الله عليه وسلم و صفاته

اور یہ بہترین خوشبو ہے۔

مشکوٰۃ شریف باب الطب میں عثمان بن عبداللہ سے مروی ہے:

قال ارسلنی اھلی الی ام سلمة بقدح من ماء و کان اذا اصاب الانسان عین او شی بعث فأخرجت من شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و کانت تمسکه فی جلجل من فضة (۲۱۲)

میری اہلیہ نے مجھے حضرت ام سلمہ کی خدمت میں پیالہ دیکر بھیجا جب کسی کو نظر لگ جاتی یا کوئی اور مرض ہوتا تو ایک بڑے برتن میں پانی لے کر حضرت ام سلمہ کے پاس بھیج دیتے انھوں نے چاندی کی ایک نلی میں حضور کے موئے مبارک کو رکھ لیا تھا وہ اس کو نکال کر پانی میں غسل دیتیں اور وہ پانی مریضوں کو پلایا جاتا۔

علامہ قاضی عیاض حضرت صفیہ رضی اللہ عنہ سے ذیل کی روایت نقل کرتے ہیں:

قالت کان لابی محذورة قصة فی مقدم راسه اذا قعدو ارسلها اصابت الارض فقیل له الا تحلقها فقال لم اکن بالذی یحلقها و قد مس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (۲۱۳)

حضرت ابومحذورہ کی پیشانی کی جانب بالوں کا ایک مٹھا بندھا ہوا تھا جب اسے بیٹھ کر کھولتے تھے تو وہ زمین تک لٹک جاتے لوگوں نے کہا تم اسے کیوں نہیں منڈواتے؟ فرماتے ہیں کیونکر منڈواؤں حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے ہاتھ سے چھوا ہے۔

امام عمر یوسف بن عبداللہ کتاب الاستیعاب فی معرفة الاصحاب میں

۲۱۲۔ الف: بخاری باب ما یذکر فی الشیب.

ب: مشکوٰۃ، ج۲ص۳۹۰-۳۹۱ باب الطب و الرقی، اصح المطابع، دہلی

۲۱۳ الاستیعاب فی معرفة الاصحاب، زیر ذکر حضرت امیر معاویہ، ج۱ص۴۴۵

تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ نے بوقت وصال وصیت فرمائی۔

انی صحبت رسول اللّٰہ صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فخرج لحاجة فتبعته باداوة فکسانی احد ثوبیه الذی کان علی جسده فخبأته لهذا الیوم و اخذ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم من اظفاره و شعره ذات یوم فاخذته و خبأته لهذا الیوم فاذا انامت فاجعل ذلك القمیص دون کفنی مما یلی جسدی و خذ ذلك الشعر و الاظفار فاجعله فی فمی و علی عینی و مواضع السجود منی۔

میں حضور کی صحبت و معیت سے مشرف ہوا ایک دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاجت کے لئے تشریف لے گئے میں برتن لے کر ساتھ گیا آپ نے وہ کرتا جو بدن اقدس سے متصل تھا مجھے عطا فرمایا میں نے آج کے لئے اسے چھپا رکھا تھا اور ایک روز آپ نے ناخن و موئے پاک تراشے۔ میں نے لے کر اس دن کے لئے اٹھا رکھے جب میں مر جاؤں تو حضور کی قمیص شریف کو میرے کفن کے نیچے بدن کے متصل رکھنا اور موئے مبارک اور ناخنوں کو میرے منھ آنکھوں اور پیشانی وغیرہ اور سجدہ کرنے کی جگھوں پر رکھنا۔

حضرت سیدنا مولیٰ علی کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حنوط کیا ہوا مشک تھا وصیت فرمائی کہ میرے حنوط میں یہ مشک استعمال کیا جائے۔

اسی طرح حضرت انس بن مالک کی وصیت کے مطابق حضور کے موئے مبارک اور حضور کی ایک چھوٹی چھڑی کو آپ کے ساتھ دفن کیا گیا۔

غرض جمیع اصحاب کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات کی عظمت فرماتے اور وہ تمام اشیاء مبارکہ جو حضور سے منسوب تھیں ان کا احترام

کرتے تھے حتی کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے ان درختوں کو عرصہ تک نہ کاٹا جن کے نیچے بیعت رضوان واقع ہوئی تھی۔ حضرات متقدمین علماو مشائخ نے اصحاب کبار کے مبارک طریقوں کے مطابق ہی آثار شریفہ کو محترم سمجھا اور اپنے یہاں کے معمولات میں ان تبرکات کی زیارت وغیرہ کو داخل کیا۔ الحمدللہ کہ یہ آثار مبارکہ آج بھی اپنے فیوض جاری کئے ہوئے ہیں۔

ان تبرکات کا احترام ہر وقت علمائے محققین کے نزدیک امت پر ضروری ہے۔ افسوس کہ جن لوگوں نے تبرکات و آثار شریفہ کے ساتھ شرک و بدعت کا نام لے کر گستاخیاں کیں وہ درحقیقت محبت بارگاہ رسالت سے کوسوں دور ہیں محبت والوں کا وہ طریقہ نہیں جو انھوں نے اختیار کیا۔

شدرحال یعنی دور دراز سے نیت کر کے زیارت کے لئے آنا:

و لو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤك فاستغفرو الله و استغفرلهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما (۲۱۴)

وہ لوگ جنھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اے رسول آپ کے پاس آئیں اور اللہ سے مغفرت طلب کریں اور آپ ان کے لئے بخشش طلب فرمائیں تو وہ ضرور اللہ کو رحیم اور توبہ قبول کرنے والا پائیں گے۔

قال ابن حجر المكى فى جوهر المنظم دلت على حث الامة على المجى اليه و الاستغفار عنده و استغفار لهم و هذا لاينقطع بموته و دلت ايضا على تعليق وجد انهم الله توابا رحيما بمجيهم و استغفار الرسول لهم (۲۱۵)

جوہر المنظم میں ابن حجر المکی فرماتے ہیں کہ یہ آیت امت کو حضور کے پاس

۲۱۴۔ سورۂ نساء، آیت ۶۴

۲۱۵۔ الجوہر المنظم، حافظ ابن حجر مکی ص ۱۲، دار جوامع الکلم، قاہرہ ۱۹۹۲ء

آنے اور ان کے پاس اللہ سے استغفار کرنے اور حضور کے ان کے لئے بخشش مانگنے پر دلالت کرتی ہے اور یہ چیز حضور کی وفات سے منقطع نہیں ہوتی بلکہ حضور کی وفات کے بعد بھی جاری ہے نیز یہ آیت اس پر بھی دلالت کرتی ہے کہ وہ حضور کے پاس آنے اور رسول کے ان کے واسطے مغفرت طلب کرنے کے باعث اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا، اور رحیم پائیں گے۔

علامہ قاضی عیاض فرماتے ہیں:

و شد الرحال الی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم واجب المراد بالوجوب ھھنا وجوب ندب و ترغیب و تاکید (۲۱۶)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت کے لئے کجاوہ کا باندھنا واجب ہے اور یہاں وجوب سے مراد وجوب استحباب و ترغیب و تاکید ہے۔

فتح القدیر میں ہے:

فی زیارۃ قبر النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال مشائخنا رحمھم اللّٰہ تعالیٰ من افضل المندوبات (۲۱۷)

ہمارے مشائخ کرام نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مزار شریف کی زیارت مستحبات میں سے بزرگ تر مستحب ہے۔

زیارۃ قبرہ الشریف مندوبۃ بل قیل واجبۃ من لہ سعۃ و یبدء بالحج ان کان فرضا و یخیر ان کان نفلہ.

زیارت قبر شریف مستحب ہے بلکہ بعضوں نے کہا واجب ہے اس کے لئے

۲۱۶۔ شفاء، ج۲، ص۸۴ باب فی حکم زیارۃ قبرہ، پوربندر، گجرات

۲۱۷۔ فتح القدیر، امام کمال الدین المعروف بہ ابن ہمام
کتاب الحج: المقصد الثالث فی زیارۃ قبر البنی صلی اللّٰہ علیہ وسلم

جو وسعت رکھتا ہو اور حج کے ساتھ شروع کرے اگر فرض ہو اور اگر نفل ہو تو اسے اختیار ہے۔

قال النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم من جاء نی زائرا لا یعلمه حاجة الا زیارتی کان حقا علیّ ان اکون له شفیعا یوم القیامة (۲۱۸)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو میری زیارت کے لئے بغیر کسی دوسری حاجت کے آیا تو مجھ پر حق ہے کہ میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں۔

جانب مخالف کا استدلال:

لاتشدوا الرحال الا الی ثلثة مساجد مسجد الحرام و مسجد الرسول و مسجد الاقصیٰ (۲۱۹)

تم کجاوے اونٹوں پر مت باندھو مگر تین مسجدوں کے لئے مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کے لئے۔

اسی حدیث سے استدلال کرتے ہوئے مخالفین و منکرین کہتے ہیں کہ جب حدیث میں صرف تین مسجدوں کی طرف بہ نیت سفر کجاوے کس کر جانے کی اجازت ہے تو پھر زیارت روضۂ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و دیگر مزارات اولیاء پر بسلسلۂ عرس وغیرہ جانا ممنوع ہے۔

۲۱۸۔ الف: الجوہر المنظم، ص ۴۳، الفصل الثانی، فضائل الزیارۃ و فوائدہا، دار جوامع الکلم، قاہرہ ۱۹۹۲
ب: المعجم الکبیر، للطبرانی، ج ۱۲، ص ۲۹۱، مطبع علوم الحکم موصل ۱۹۸۳ء

۲۱۹۔ الف: بخاری، ابواب التطوع، باب مسجد بیت المقدس
ب: مسلم، کتاب الحج، باب لاتشد الرحال الا ثلثة
ج: مشکوٰۃ، ج ۱، ص ۶۷، باب المساجد و مواضع الصلوٰۃ، اصح المطابع، دہلی

دفع اشتباہ:

ان المراد منه حکم المساجد فقط و انه لا تشدوا الرحال الی مسجد من المساجد غیر هذه الثلثة و اما قصد غیر المساجد من الرحلة فی طلب العلم و فی التجارة و فی التنزه و زیارة الصالحین و المشاهدة زیارة الاخوان و نحو ذلك فلیس داخلا فی النهی و قد ورد ذلك مصرحا به فی بعض الاحادیث.

اس سے مراد مسجدوں کا حکم بیان کرنا ہے فقط اور سوائے تین مسجدوں کے کسی کی طرف کجاوے نہ باندھے کیونکہ ان کے سوا سب مسجدوں کا حکم ثواب میں برابر ہے لیکن غیر مساجد کا سفر جیسے علم طلب کرنے کے لئے سفر، تجارت، تفریح، زیارت صالحین، بھائیوں سے ملنے کے لئے اور مثل اس کے حکم نہی میں داخل نہیں ہے بعض احادیث میں اس کی صراحت موجود ہے۔

اسی قسم کی تصریحات علامہ نووی، ملا علی قاری، قاضی عیاض وغیرہم نے فرمادی ہیں کہ یہ حدیث ان مساجد میں نماز کی فضیلت سے متعلق ہے یہ مطلب ہرگز نہیں کہ صلحا اولیاء اللہ کی زیارت وطلب علم وغیرہ کی نیت سے سفر کرنا ممنوع ہے۔

تقبیل ابہامین یعنی بوقت اذان انگوٹھے چومنا:

علمائے متقدمین کے وقت سے اب تک یہ معمول ہے کہ جس وقت مؤذن اشھد ان محمدا رسول اللّٰہ کہتا ہے تو سامعین انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگاتے ہیں یہ طریقہ بھی صحیح اور مستند ہے اس فعل میں بھی حضور کے نام نامی کی عظمت وتوقیر مقصود ہے جس کا حکم نص قطعی سے ثابت ہے۔

ذکره الدیلمی فی الفردوس من حدیث ابی بکر الصدیق

انہ لما سمع قول المؤذن اشهد ان محمدا رسول اللّٰہ قال هذا و قبل بباطن انملتی السبابتین و مسح عینه فقال صلی اللّٰہ علیه وسلم من فعل مثل ما فعل خلیلی فقد حلت له شفاعتی (۲۲۰)

دیلمی نے فردوس میں حدیث بیان کی ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہ جب انھوں نے موذن کا قول اشهد ان محمدا رسول اللّٰہ سنا اپنے دونوں انگوٹھوں کے پوروں اور انگشت شہادت کو چوما اور دونوں کو آنکھوں پر لگایا پس حضور نے فرمایا جو میرے دوست کی طرح یہ فعل کرے گا اس کے لئے میری شفاعت حلال ہوگئی۔

ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم دخل المسجد فی عشر المحرم عند الاسطوانة حذاء ابی بکر فقام بلال فأذن فلما بلغ اشهد ان محمدا رسول اللّٰہ فقبل ابو بکر ظفری ابهامیه و وضعهما علی عینیه و قال قرة عینی بك یارسول فلما فرغ بلال من الاذان توجه النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم الی ابی بکر فقال من فعل مثل ما فعلت یا ابا بکر غفر اللّٰہ ذنوبه."

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عشرۂ محرم میں مسجد کے اندر تشریف لائے، ستون مسجد کے پاس حضرت ابوبکر صدیق کھڑے ہوئے تھے حضرت بلال نے اذان دی جب اشهد ان محمدا رسول اللّٰہ پر پہنچے تو حضرت ابوبکر نے بوسہ دیا اپنے دونوں انگوٹھوں کے ناخن کا اور اپنی دونوں آنکھوں سے لگایا اور کہا قرۃ عینی بک یا رسول اللہ پس حضرت بلال

۲۲۰۔ المقاصد الحسنہ حدیث نمبر ۱۰۲۱ ص ۳۸۴، دار الکتب العلمیہ، بیروت

اذان سے فارغ ہوئے تو حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت صدیق اکبر کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا جس نے تیری مانند کیا خدا اس کے گناہ بخش دے گا۔

ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من قبل ظفری ابهامیه عند سماع اشهد ان محمدا رسول اللّٰہ فی الاذان اکون انا قائده و مدخله فی الجنة

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اشهد ان محمدا رسول اللّٰہ سن کر اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوما میں اس کا جنت میں قائد اور داخل کرنے والا ہوں گا۔

شرح وقایہ میں ہے:

ان هذا الفعل من السنة و سنة الخلفاء و ان یقول عند التقبیل اللهم احفظ عینی و نورهما

یہ فعل سنت ہے اور سنت خلفائے کرام ہے انگوٹھے چومتے وقت کہے کہ اے خدا تو میری آنکھوں کی حفاظت فرما اور انھیں منور فرما۔

ابن سیرین نے کہا:

"و هو مجرب کنت آمر به من کان بعینه نوع غشاوة"

وہ فعل مجرب ہے جس کسی کی آنکھ میں جھلّی ہوتی تو میں اسے اس فعل کے کرنے کا حکم دیتا۔

ابن خلکان نے کہا:

من فعل ذلك و داوم علیه امن الضر من عینه مادام حیا

جس کسی نے یہ فعل پابندی سے کیا وہ آنکھ کے ضرر سے امن میں رہے گا جب تک زندہ رہے گا۔

غرض انگوٹھوں کا بوقت اذان چوم کر آنکھوں پر لگانا صحیح اور باعث برکت اور ثابت الاصل ہے۔

حضرات اولیاء اللہ کا مرتبہ وعظمت:

حضرات اولیائے کاملین کی مقدس زندگیوں کا خلاصہ یہ تھا کہ وہ جیتے تو خدا کے لئے اور وصال فرماتے تو خدا کے لئے۔ ان کی ہر ادا شریعت مطہرہ کا آئینہ تھی فنا فی اللہ اور فنا فی الرسول ہو کر انھوں نے یہ عزت وعظمت پائی کہ حیات وممات دونوں حالتوں میں خدا کی مخلوق ان سے شرفیاب ہو کر صراط مستقیم پر پہنچی۔

موجودہ دور الحاد و دہریت میں ان نفوس قدسیہ کو خواہ جن الفاظ سے یاد کر لیا جائے مگر یہ نا قابل تردید حقیقت ہے کہ اولیائے کاملین اور ان مبلغین اسلام کی وجہ سے ہر گوشہ میں اسلام پہنچا انھوں نے جو غیر معمولی تبلیغی و تعمیری خدمتیں فرمائیں ان کو فراموش کرنا حقیقت سے انکار کرنا ہے۔ ان کی خانقاہیں اور تبلیغی نظام تاریک سے تاریک مقام پر بھی قائم تھا ان کے تابعین وخلفاء کی جد وجہد کا یہ نتیجہ ہے کہ ہندوستان کے ہر گوشہ میں مسلمان نظر آرہے ہیں یقین رکھو کہ جو کام سلاطین اسلام کی شمشیریں نہ کر سکیں وہ ان کملی پوش بزرگوں نے کر دکھایا ان کے پاس ظاہری طور پر نہ تو سرمایہ تھا نہ دولت وثروت کے انبار، ٹوٹی چٹائیاں ان کا فرش تھیں وقت آنے پر تلواروں کے بجائے شاخ درخت سے کام لیتے وہ ایک طرف خطبہ کے خطیب، مسند درس و افتاء کے مفتی، مدرس نظر آتے تو دوسری جانب میدان کارزار میں صف اول کے مجاہد وعلمبردار اسلام ہوتے۔ مختصر یہ ہے کہ ان کی زندگی سیرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حیات صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ایک نمونہ تھی اور وہ صحیح معنوں میں اسلامی حکومت اور غلبۂ اسلامی کے داعی تھے ان کی سیرت مبارکہ اپنے اندر آج

بھی ہزاروں سبق آموز مثالیں رکھتی ہے۔ بحر و بر پر ان کا تسلط تھا انتظام عالم ان کے سپرد تھا اور اب بھی ہے تم دیکھو آج بھی جب کہ ان میں کے افراد کو صدیاں گزر چکی ہیں مگر وہ زائرین کے قلوب کا تزکیہ فرماتے ہیں کسی بڑے سے بڑے مادی بادشاہ کے دربار میں وہ شوکت نہیں جو ان کے مزارات پر ہے ہر لحظہ ملک کے باشندے ان کی تجلیات روحانی اور دید و لقا کی خواہش میں کھینچے چلے آتے ہیں جس طرح خدا نے ان کو زندگی میں مرجع خلائق بنایا تھا آج بھی بعد وصال انھیں یہ قوت حاصل ہے کہ جسے جو چاہیں عطا فرمائیں اور بوقت مصیبت حاجتمندوں کی درخواست کو قبول فرمائیں یا خدا کے دربار میں سفارش کریں۔

قرآن کریم میں اولیاء اللہ اور متقین کا اعزاز و مرتبہ:

"الا ان اولیاء اللّٰہ لا خوف علیھم و لا ھم یحزنون الذین اٰمنوا و کانوا یتقون لھم البشری فی الحیوٰۃ الدنیا و فی الآخرۃ (۲۲۱)

خبردار! بیشک جو اللہ کے اولیاء ہیں ان پر نہ کچھ ڈر ہے نہ وہ غمگین ہوں گے جو کہ ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کرتے ہیں ان کے لئے خوش خبری ہے دنیا اور آخرت میں۔

و من یطع اللّٰہ و الرسول فاولئك مع الذین انعم اللّٰہ علیھم من النبیین و الصدیقین و الشھداء و الصالحین و حسن اولٰئك رفیقاً (۲۲۲)

جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں تو وہ ان کے ساتھ ہیں جن

۲۲۱۔ سورۂ یونس ۶۴

۲۲۲۔ سورۂ نساء، آیت ۶۹

پر اللہ نے انعام کیا یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء، صلحا کے ساتھ اور یہ لوگ اچھے رفیق ہیں۔

ان اولیاء ہ الا المتقون (۲۲۳)

متقی ہی اس کے ولی ہیں۔

و من یطع اللّٰہ و رسولہ یدخلہ جنت تجری من تحتھا الانھار خالدین فیھا و ذلك الفوز العظیم (۲۲۴)

جو خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں تو اللہ جنت کے باغوں میں داخل کرے گا جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور یہی بڑی کامیابی ہے۔

والذین اٰمنوا و عملوا الصالحات سندخلھم جنت تجری من تحتھا الانھار خالدین فیھا ابدا. (۲۲۵)

اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے، عنقریب وہ ان کو جنت کے باغوں میں داخل کریں گے جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں اسی میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

وعد اللّٰہ الذین اٰمنوا و عملوا الصالحات لھم مغفرۃ و اجر عظیم.(۲۲۶)

جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان سے خدا نے ان کی مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ فرمایا۔

الذین اٰمنوا و عملوا الصالحات طوبی لھم و حسن ماب. (۲۲۷)

۲۲۳۔ سورۂ انفال، آیت ۳۴

۲۲۴۔ سورۂ نساء، آیت ۱۳

۲۲۵۔ سورۂ نساء، آیت ۵۷

۲۲۶۔ سورۂ مائدہ، آیت ۹

۲۲۷۔ سورۂ رعد، آیت ۲۹

جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کے لئے خوش حالی ہے اور اچھا ٹھکانا ہے۔

احادیث اور اولیائے کاملین کا مرتبہ:

مذکورہ بالا آیات قرآنیہ سے حضرات اولیائے کاملین کا اعزاز معلوم ہوا ذیل میں احادیث شریفہ درج کی جاتی ہیں:

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم ان اللّٰہ ینصر القوم باضعفهم (۲۲۸)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قوم کی مدد ان کے ضعیف تر لوگوں کی مدد سے کرتا ہے۔

عن عبادة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه روی الطبرانی فی الکبیر الابدال فی امتی ثلثون بهم تقوم الارض و بهم تمطرون و بهم تنصرون

طبرانی نے کبیر میں حضرت عبادۃ بن صامت سے روایت فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں تیس ابدال ہیں انہیں کی بدولت زمین قائم ہے اور انھیں کے باعث تم پر مینہ اتارا جاتا ہے۔ اور انہیں کی وجہ سے تمہاری مدد کی جاتی ہے۔

طبرانی نے اوسط میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا حضور کا ارشاد ہے:

لن تخلوا الارض من اربعین رجلا مثل ابراهیم خلیل الرحمن فبهم تسقون و بهم تنصرون. (۲۲۹)

چالیس ابدال سے زمین ہرگز خالی نہیں ہوگی جو حضرت ابراہیم خلیل کے پرتو ہوں گے ان ہی کے سبب تم کو مینہ ملے گا اور ان ہی کی بدولت تمہاری

۲۲۸۔ مسند الحارث، حارث بن ابی سلمہ، ج ۲، ص ۶۸۳ مرکز خدمۃ السنہ مدینہ منورہ ۱۴۱۳ھ، طبع اول

(۲۲۹) المعجم الاوسط: ج ۴، ص ۲۴۷، دار الحرمین، قاہرہ ۱۴۱۵ھ

مدد کی جائے گی۔

سلسلۂ ولایت کا اجراء وبقا:

عن ابن عمر لایزال اربعون رجلا یحفظ اللّٰہ بھم الارض کلما مات رجل ابدل اللّٰہ مکانہ اٰخر وھم فی الارض کلھا۔ (۲۳۰)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا چالیس مرد قیامت تک ہوا کریں گے جن سے اللہ زمین کی حفاظت کرے گا جب ان میں سے ایک انتقال کر جائے گا خدا اس کی جگہ دوسرا قائم فرمائے گا اور وہ ساری زمین میں ہیں۔

اولیاء اللہ سے دشمنی خدا سے دشمنی ہے:

عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان اللّٰہ تعالیٰ قال من عادی لی ولیا فقد اٰذنتہ للحرب و ما یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی اجببتہ فکنت سمعہ الذی یسمع بہ و بصرہ الذی یبصر بہ و یدہ التی یبطش بھا و رجلہ التی یمشی بھا و ان سألنی لا عطینہ (۲۳۱)

حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس نے میرے ولی سے دشمنی رکھی تو میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں پس میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ

---

(۲۳۰) کرامات اولیاء: الخلال بحوالہ الخبر الدال علی وجود القطب و الابدال، امام جلال الدین سیوطی، ص۱۴، مکتبہ القاہرہ ۱۹۹۷ء

(۲۳۱) مشکوۃ: ج۱، ص۱۹۷، باب ذکر اللہ عز و جل و التقرب الیہ، اصح المطابع، دہلی

سنتا ہے اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اگر وہ مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں اسے ضرور دے دیتا ہوں۔

مذکورہ بالا احادیث میں جن عظیم الشان الفاظ میں حضرات اولیاء اللہ کے مراتب بیان کئے گئے ہیں وہ اپنی جگہ اس قدر واضح ہیں کہ کسی تشریح کی مطلقاً ضرورت نہیں۔

استعانت واستمداد اولیاء:

مصیبت وتکلیف کے وقت اولیاء اللہ سے ان کی زندگی میں اور بعد وصال ان سے مدد مانگنا استغاثہ کرنا عقیدۂ حقہ ہے جس کا ثبوت ائمہ وفقہا نے کافی طریقہ سے پیش فرمایا ہے۔ بلاشبہ خدا نے انہیں یہ مراتب دیئے ہیں کہ وہ اس کے حکم سے جسے جو چاہیں دیدیں وہ پکارنے والے کی صدا سن کر جواب دیتے ہیں اس سلسلہ میں سب سے پہلے میت کا حال بعد انتقال معلوم کرنا چاہئے تا کہ یہ اندازہ ہو جائے کہ وہ کس حالت میں ہیں۔

میت کا قبر میں کیا حال ہوتا ہے:

عن ابن عباس عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم ما المیت فی قبره شبیه الغریق المتغوث ینتظر دعوة من اب و ام او صدیق ثقة فاذا لحقته کان احب الیه من الدنیاو مافیها لان اللّٰہ عزوجل لیدخل علی اهل القبور من دعاء اهل الدنیا امثال الجبال و ان هدیة الاحیاء للاموات الاستغفار لهم و الصدقة عنهم (۲۳۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے حضور سے روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردہ اپنی قبر

---

(۲۳۲) الف: شعب الایمان: للبیہقی :فصل فی زیارۃ القبور، ج ۷، ص ۱۶، دار الکتب العلمیہ، بیروت
ب: مسند الفردوس للدیلمی، ج ۴، ص ۱۰۳، دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۰۶ھ

میں ڈوبنے والے کے مثل ہے طالب فریادرس ہے، باپ ماں معتمد دوست کی دعا کا انتظار کررہا ہے تو جب دعا اسے پہنچتی ہے تو دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہوتی ہے اس لئے کہ اللہ دنیا والوں کی دعا سے اہل قبور پر پہاڑ جیسے خیر و برکات اور انوار داخل کرتا ہے اور بے شک مردوں کے لئے زندوں کا تحفہ ان کی مغفرت چاہنا اور ان کی طرف سے صدقہ دینا ہے۔

مردے سنتے ہیں:

عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ما من احد یمر بقبر اخیہ المؤمن کان یعرفہ فسلم علیہ الاعرفہ و رد علیہ السلام (۲۳۳)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نے فرمایا کوئی شخص اپنے بھائی کی قبر سے گزرتا ہے تو وہ اس کو پہچانتا ہے اور جب سلام کرتا ہے تو اسے پہچان کر سلام کا جواب دیتا ہے۔

عن عائشۃ رضی اللّٰہ عنہا قالت قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ما من رجل یزور قبر اخیہ و یجلس عندہ الا استأنس بہ حتی یقوم. (۲۳۴)

حضور نے فرمایا کوئی مرد جب اپنے بھائی کی زیارت کرتا ہے اور اس کے پاس بیٹھتا ہے تو وہ مردہ اس سے انس حاصل کرتا ہے یہاں تک کہ وہ کھڑا نہ ہو۔

عن ابی ہریرۃ قال اذا مر الرجل بقبر کان یعرفہ فسلم علیہ الا رد علیہ السلام (۲۳۵)

---

(۲۳۳) وفاء الوفا: ج۴، ص۱۳۶۳، دار احیاء التراث العربی، بیروت

(۲۳۴) شرح الصدور باحوال الموتیٰ و القبور: جلال الدین سیوطی، ص۸۰، باب: زیارۃ القبور

(۲۳۵) شعب الایمان: للبیہقی، ج۷، ص۱۷، حدیث۹۲۹۶، دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۰ھ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا کہ جس وقت کوئی شخص قبر کی طرف سے گزرتا ہے تو مردہ اس کو پہچانتا اور سلام کا جواب دیتا ہے۔

ان المیت یسمع قرع نعالهم اذا انصرفوا (۲۳۶)

جب لوگ دفن کر کے واپس جاتے ہیں تو مردہ جوتیوں کی آواز سنتا ہے۔

اخرج الطبرانی فی الاوسط عن بن عمرو الحاکم صححه و البیهقی عن ابی هریرة رضی اللّٰه عنه عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم انه مر رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم علی مصعب بن عمر حین رجع من احد فوقف علیه و علی اصحابه فقال اشهد انکم احیاء عند اللّٰه ترزقون و سلموا علیهم فو الذی نفس محمد بیده لایسلم علیهم الا ردوا علیه الی یوم القیامة (۲۳۷)

طبرانی نے اوسط میں ابن عمر سے روایت کیا ہے اور حاکم نے اس کی تصحیح کی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مصعب بن عمر اور ان کے اصحاب کی قبر کے پاس احد کی واپسی پر کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ گواہی دیتا ہوں میں کہ تم زندہ ہو اللہ کے پاس سے رزق پاتے ہو جب سلام کیا جائے تو جواب سلام دیتے ہو پس قسم ہے خدا کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے نہیں سلام کرے گا کوئی ان پر مگر وہ اس کا جواب دیں گے اور یہ قیامت تک ہوگا۔

اکابر و صلحاء کے مشاہدات:

مذکورہ بالا احادیث سے مردوں کی وہ کیفیت جو ان کی سماعت وغیرہ سے متعلق تھی

(۲۳۶) صحیح مسلم:کتاب الجنة و صفة نعیمها: باب عرض مقعد المیت من الجنة و النار علیه
(۲۳۷) المعجم الاوسط:للطبرانی، ج۴،ص۹۷، دارالحرمین، قاہرہ ۱۴۱۵ھ

ظاہر ہوگئی اب ہم یہاں اکابر وصلحاء کے مشاہدات نقل کرتے ہیں تا کہ پوری طرح سماع موتی کی حقیقت سمجھ میں آ جائے۔

قال اليافعي فی كفاية المعتقد اخبرنا بعض الاحبّاء عن بعض الصالحين انه كان ياتی قبر والده فی بعض الاوقات و يتحدث معه

حضرت یافعی نے کفایۃ المعتقد میں بعض صلحاء سے نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ اپنے والد کی قبر پر بعض اوقات آتے جاتے اور ان سے باتیں کرتے۔

اخبرنا ابو عبد الله الحافظ قال سمعت ابا يعلی حمزة بن محمد علوی قال سمعت هاشم بن محمد العمری يقول اخذنی ابی بالمدينة الی زيارة قبور الشهدا فی يوم جمعة بين طلوع الفجر و الشمس فكنت امشی خلفه فلما انتهی الی المقابر رفع صوته فقال سلام عليكم بما صبرتم فنعم عقبی الدار قال فاجيب و عليكم السلام يا ابا عبد الله فالتفت ابی الیّ فقال انت المجيب يا بنی فقلت لا فاخذ يدی فجعلنی عن يمينه ثم اعاد السلام عليهم ثم جعل كلهم سلم عليهم يرد عليه السلام حتی فعل ذلك ثلث مرات فخر ابی ساجداشكر الله عزوجل.

ہم کو ابوعبداللہ الحافظ نے خبر دی انھوں نے کہا کہ سنا میں نے ابا یعلی حمزہ بن محمد علوی سے انھوں نے کہا ہم نے ہاشم بن محمد عمری سے سنا کہتے تھے کہ میرے والد مجھے ہاتھ پکڑ کر مدینہ شریف میں جمعہ کے دن شہداء کی زیارت کے لئے طلوع فجر کے درمیان لے گئے میں ان کے پیچھے چل رہا تھا جب

قبرستان میں پہنچے تو انھوں ے بلند آواز سے کہا تم پر سلام ہو جو تم نے صبر کیا پس اچھی ہو عاقبت، مردوں نے جواب دیا اے ابوعبداللہ وعلیکم السلام پس والد میری طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ کیا تو نے جواب دیا میں نے عرض کیا نہیں۔ پس میرا ہاتھ پکڑ کر سیدھی جانب لے گئے اور سابق کی طرح پھر سلام کیا مردوں نے ان کے سلام کا جواب دیا یہاں تک کہ اسی طرح تین بار واقع ہوا۔ پس میرے والد سجدے میں گر گئے اور اللہ کا شکر ادا کیا۔

شاید اس وقت کے ظاہر پرست جو حقیقت سے بے خبر ہیں سجدہ کرتے ہوئے انھیں مشرک بنا دیتے، حالانکہ ان کا سجدہ ادائے شکر الٰہی کا تھا۔
بیہقی نے ابو درداء ہاشم بن محمد سے روایت کیا:

قال سمعت رجلا من اهل العلم يقول انه كان يزور قبر ابيه فطال عليه ذلك قال فقلت ازور التراب فاريت فى منامى فقال يا بنى مالك لا تفعل بى كنت تفعله فقلت ازور التراب فقال لا تعجل يا بنى فو اللّٰه لقد كنت تشرف على فيبشرنى بك جيرانى و لقد كنت تنصرف فما ازال اراك حتى تدخل الكوفة (۲۳۸)

میں نے ایک اہل علم کو کہتے ہوئے سنا کہ وہ اپنے والد کی قبر کی زیارت کو برابر جایا کرتے تھے جب زمانہ دراز ہو گیا تو انھوں نے کہا مٹی کی زیارت کو کیوں جاؤں وہ کہتے ہیں میں نے والد کو خواب میں دیکھا کہ انھوں نے کہا اے بیٹے تو میرے ساتھ جو کرتا تھا اب کیوں نہیں کرتا؟ میں نے کہا میں مٹی کی زیارت کیوں کروں؟ تو والد نے کہا اے بیٹے جلدی مت کرو، خدا کی قسم جس وقت تم آتے ہوئے دکھائی دیتے ہو اسی وقت سے میرے

---

(۲۳۸) شعب الایمان: بیہقی، ج۶ ص ۲۰۹، دار الکتب العلمیہ، بیروت

پڑوسی تمہارے آنے کی مجھے خبر اور خوشخبری دیتے ہیں۔ اور جب تم واپس ہوتے ہو تو میں تم کو برابر دیکھتا ہوں یہاں تک کہ تم شہر کوفہ میں داخل ہو جاتے ہو۔

حضرت جدی سندی مولانا فضل الرسول بدایونی قدس سرہ النورانی نے تصحیح مسائل میں حضرت عمرو بن دینار کی روایت کو الفاظ ذیل میں نقل فرمایا:

قال من یموت الا و یعلم ما یکون فی اهله بعده انهم یغسلونه و یکفنونه و انه لینظر الیهم.

مردے اپنے اہل و عیال کو جانتے ہیں مرنے کے بعد اور جنہوں نے غسل دیا اور کفن دیا ان کو دیکھتے ہیں اور پہچانتے ہیں۔

قال الشیخ علی بن هیتی زرت مع سیدی الشیخ عبد القادر و الشیخ بقا قبر الامام احمد بن حنبل رحمة الله علیه فشهدته خرج من قبره و ضم الشیخ عبد القادر الیك الی صدره و البسه خلعة و قال یا شیخ عبد القادر انا محتاج الیك فی علم الشریعة و علم الحقیقة و علم الحال (۲۳۹)

حضرت شیخ بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں نے معیت حضرت شیخ عبد القادر و حضرت شیخ بقا کی معیت میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کی زیارت کی میں نے مشاہدہ کیا کہ حضرت احمد بن حنبل اپنی قبر سے نکلے اور حضرت شیخ عبد القادر کو اپنے سینے سے لگایا اور ارشاد فرمایا میں تمہارا محتاج ہوں علم شریعت و حقیقت اور علم حال میں۔

و قال زرت مع الشیخ عبد القادر قبر معروف الکرخی

---

(۲۳۹) شرح الصدور: امام سیوطی، ص ۳۷، باب معرفة المیت من یغسله

فقال السلام عليك يا شيخ معروف عبرناك درجتين فقال له من القبر عليك السلام يا سيد اهل الزمان (۲۴۰)

انھیں حضرت شیخ علی ہیتی نے فرمایا میں نے حضرت شیخ عبد القادر کے ساتھ حضرت معروف کرخی کے مزار کی زیارت کی آپ نے فرمایا سلام ہو تم پر اے معروف کرخی! ہم آپ سے دو درجے آگے نکل گئے جواب میں انھوں نے فرمایا تم پر سلام اے تمام زمانہ کے لوگوں کے سردار۔

صاحب حصن حصین نے اسناد قوی کے ساتھ نقل کیا کہ حدیث میں وارد ہے کہ جب کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے تو وہ تین بار کہے۔

يا عباد الله اعينوني يا عباد الله اعينوني يا عباد الله اعينوني (۲۴۱)

اے اللہ کے بندوں میری مدد کرو۔ (تین بار)

تصرفات اولیاء اللہ پر شاہ عبد العزیز صاحب کے اقوال:

اب ہم ذیل میں شاہ عبد العزیز صاحب کے چند اقوال نقل کرتے ہیں۔ شاہ صاحب تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں:

بعضے از اولیاء اللہ را کہ آلۂ جارحہ تکمیل و ارشاد بنی نوع خود گردانیدہ اند دریں حالت ہم تصرف در دنیا دادہ و استغراق آنہا بجہت کمال وسعت مدارک آنہا مانع توجہ بایں سمت نمی گردد و اولیا کمالات باطنی از آنہا می نمایند و ارباب حاجات و مطالب حل مشکلات خود از آنہا می طلبند و ے یابند و زبان حال آنہا دراں ہم ترنم بایں مقال است گر من آیم بجاں گر تو آئی بہ تن۔

---

(۲۴۰) قلائد الجواہر: محمد بن الحسن التادفی، ص ۴۹، مطبع عثمانیہ، مصر ۱۳۱۳ھ

(۲۴۱) الحصن الحصین: امام محمد جزری، ص ۱۲۷، مطبع انوار محمدی، لکھنؤ ۱۳۰۶ھ

ان عبارات میں حضرات اولیاء اللہ کے مراتب کو جس طرح بیان کیا گیا ہے اور انہیں حل مشکلات حتی کہ امور تکوینیہ کے اختیارات تک کو ظاہر کیا گیا ہے وہ قابل نصیحت ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ خدائے برتر نے اولیاء اللہ کو اپنے فضل سے یہ قدرت دی ہے کہ وہ بعد انتقال جہاں چاہیں تصرف کریں اور جسے چاہیں دیدیں اور جس کے لئے چاہیں خدا سے اس کی سفارش فرمادیں۔

مزارات سے مجتہدین کا توسل کرنا:

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھے جب کوئی حاجت پیش آتی ہے تو دو رکعت نماز پڑھ کر امام اعظم حضرت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے پاس جا کر دعا مانگتا ہوں خدا پوری فرماتا ہے (اسے امام حجر مکی نے خیرات الحسان فی مناقب ابی حنیفۃ النعمان میں نقل کیا۔) (۲۴۲)

اس قسم کی مثالیں کتب سیر و تاریخ میں بکثرت موجود ہیں ہم ان چند روایات پر اکتفا کرتے ہیں۔

مردوں کی حرمت و عزت کرنا:

فتح القدیر میں علامہ ابن ہمام علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

الاتفاق علی حرمة مسلم میة کحرمته حیا

یہ امر متفق علیہ ہے کہ مردہ مسلمان کی عزت زندہ جیسی ہے۔

المیت یؤذیه فی قبره ما یوذیه فی بیته (۲۴۳)

مردہ کو وہی چیزیں تکلیف پہنچاتی ہیں جو اس کو گھر میں تکلیف دیتی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ابن ابی شیبہ سے روایت فرماتے ہیں:

---

(۲۴۲) الخیرات الحسان فی مناقب النعمان: حافظ ابن حجر مکی، ص ۶۹، مطبعہ الخیریہ مصر ۱۳۰۴ھ

(۲۴۳) شرح الصدور: امام جلال الدین سیوطی، ص ۱۱۷، روایت حضرت عائشہ

اذی المومن فی موته کا ذاه فی حیاته (۲۴۴)
مومن کو مرنے کے بعد اذیت دینا ایسا ہی ہے جیسا اسے زندگی میں اذیت دینا۔

قبر پر بیٹھنے کی ممانعت:

حضرت عمارہ بن حزم سے مروی ہے:

قال رأنی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم جالسا علی قبر فقال یا صاحب القبر انزل لا تؤذ صاحب القبر و لا یؤذیك (۲۴۵)

حضور نے مجھے قبر پر بیٹھے دیکھ کر فرمایا اے قبر پر بیٹھنے والے قبر سے اتر اور صاحب قبر کو ایذا مت پہنچا اور نہ وہ تجھے ایذا پہنچائے۔

مسلم شریف میں بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مروی ہے حضور نے فرمایا:

لان یجلس احدکم علی جمرة فتحرق ثیابه فتخلص الی جلده خیر له من ان یجلس علی قبر (۲۴۶)

تم میں سے کوئی آگ کے شعلہ پر بیٹھے جو اس کے کپڑے جلا کر اس کی کھال تک جلا دے اس سے بہتر ہے کہ وہ قبر پر بیٹھے۔

مردوں کو برا مت کہو:

عن عائشة رضی اللّٰه عنها قالت قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لا تسبوا الاموات فانهم قد افضوا الی ما قدموا (۲۴۷)

---

(۲۴۴) شرح الصدور: امام سیوطی، ص ۱۱۹، باب تاذیه بسائر وجوه الاذی
(۲۴۵) مشکوۃ: ج ۱، ص ۱۴۹، باب دفن المیت، اصح المطابع، دہلی ۱۳۷۵ھ
(۲۴۶) مشکوۃ: ج ۱، ص ۱۴۸، باب دفن المیت، اصح المطابع، دہلی ۱۳۷۵ھ
(۲۴۷) شرح الصدور، ص ۱۱۸

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا مردوں کو برامت کہو وہ اپنے اعمال کی طرف پہنچ گئے۔

مردوں کی ہڈیاں توڑنا منع ہے:

ابوداؤد وابن ماجہ نے بروایت حضرت عائشہ صدیقہ نقل کیا ہے:

کسر عظم المیت و اذاہ ککسرہ حیا (۲۴۸)

مردوں کی ہڈیاں توڑنا اور اسے تکلیف دینا زندوں کی ہڈیاں توڑنے کی طرح ہے۔

یہ احادیث اس طبقہ کے لئے جس نے مدعی متبع سنت ہونے کے باوجود حجاز مقدس میں قبور شہداء اور صحابہ کے ساتھ گستاخیاں کیں سبق آموز ہیں مگر انھیں کیا خبر کہ احادیث و سیر میں ان کے افعال کے متعلق کیا احکام ہیں۔

زیارت قبور:

مزارات اولیاء اللہ وغیرہ پر حاضر ہوکر ایصال ثواب کرنا اور ان کی زیارت کرنا سلف صالحین سے چلا آرہا ہے اس کے بارے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابتداء ممانعت فرمائی تھی بعد میں اس کی اجازت دے دی جس کے ثبوت میں ہم ان سطور کے بعد حدیث درج کریں گے۔

مزارات شہدائے اُحد وغیرہم پر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کبار کا جانا صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال کنت نہیتکم عن زیارۃ

---

(۲۴۸) الف: سنن ابی داؤد، ج ۳ ص ۲۱۲، باب فی الحفار یجد العظم ھل یتنکب ذلک المکان

ب: سنن ابن ماجہ بطریق ھشام بن عمار عن عائشہ، باب فی النھی عن کسر عظام المیت، دارالفکر، بیروت، ج ۱ ص ۵۱۶

ج: مسند احمد بن حنبل: ج ۶ ص ۱۰۰، موسسہ قرطبہ، قاہرہ

القبور فزورها فانها تزهد فی الدنیا و تذکر الآخرة. (۲۴۹)
حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تم کو زیارت قبور سے منع کیا تھا مگر اب زیارت کرو وہ دنیا میں زہد کا باعث ہوگی اور آخرت کی یاد دلانے والی ہوگی۔

مردوں پر سلام بھیجنا:

عن بریدة رضی اللّٰہ عنه قال کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم اذا خرجتم الی المقابر قولوا السلام علیکم اهل الدیار من المومنین و المسلمین و انا انشاء اللّٰہ بکم لاحقون نسال اللّٰہ لنا و لکم العافیة. (۲۵۰)
حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ کرام کو مخاطب کر کے) فرمایا کہ جب تم مقابر کی جانب نکلو تو کہو اے مسلمانوں کے گھر تم پر سلامتی ہو بے شک ہم تم سے ملنے والے ہیں ہم اپنے اور تمہارے واسطے اللہ سے عافیت مانگتے ہیں۔
امام ابوعبداللہ بن نعمان کتاب "سفینة النجات" میں فرماتے ہیں:

تحقق لذوی البصائر و الاعتبار ان زیارة قبور الصالحین محبوبة لاجل التبرك مع الاعتبار فان برکة الصالحین جاریة بعدمماتهم کما کانت فی حیاتهم و الدعاء عند قبور الصالحین و التشفع بهم معمول به عند علماء المحققین من ائمة الدین.

---

(۲۴۹) الف: ابن ماجہ: ج ا ص ۵۰۱، باب ما جاء فی زیارة القبور، دار الفکر، بیروت
ب: مشکوۃ: ج ا ص ۱۵۴، باب زیارة القبور، اصح المطابع، دہلی ۱۳۷۵

(۲۵۰)

صاحبان بصیرت و اعتبار کے نزدیک یہ امر ثابت ہے کہ برکت حاصل کرنے کے لئے صلحا کی قبروں کی زیارت پسندیدہ اور امر مستحب ہے کیونکہ صالحین کی برکت ان کی موت کے بعد بھی ویسی ہی جاری ہے جیسے ان کی زندگی میں تھی اور ان کی قبروں کے پاس دعا کرنا اور ان کو شفیع بنانا علمائے محققین ائمہ دین کے نزدیک معمول بہ ہے۔

"توضیح الھدی باعمال التقی" میں ہے:

و قد وجدنا اجتماع خواص عباد اللّٰہ عند مقابر العلماء و المشائخ انما ھو لاجل الفاتحة و قرأۃ القرآن و الدعاء و الاستغاثة بارواحھم فی قضا حوائجھم الدینیة و قد جربوا ذلك مرارا کثیرا

ہم نے اللہ کے خاص بندوں کا علماء و مشائخ کے مقابر کے نزدیک فاتحہ خوانی قرأت قرآن اور دعاء و استغاثہ کے لئے اجتماع دیکھا ان کی ارواح سے قضائے حوائج دینیہ کے لئے استغاثہ کرتے ہوئے پایا اور اس کا بارہا تجربہ کیا۔

علامہ شامی ردالمحتار میں فرماتے ہیں:

و اما الاولیاء فانھم متفاوتون فی القرب من اللّٰہ تعالیٰ و نفع الزائرین بحسب بمعارفھم و اسرارھم (۲۵۲)

اولیاء اللہ قرب الٰہی کے مدارج میں متفاوت ہیں اور زائرین کا نفع اولیاء کے معارف و اسرار مطابق ہے۔

لمعات شرح مشکوۃ میں ہے:

---

(۲۵۱) الف: مسلم: کتاب الجنائز، باب ما یقال عند دخول القبور و الدعاء لاھلھا
ب: مشکوۃ: ج ۱، ص ۱۵۴، باب زیارۃ القبور، اصح المطابع، دہلی

(۲۵۲) ردالمحتار: ابن عابدین شامی، کتاب الصلوۃ: باب صلوۃ الجنائز: مطلب فی زیارۃ القبور

و انما اطلنا الكلام فی هذه المقام رغما لانف المنكرين فانه قد حدث فی زماننا شرذمة ينكرون الاستمداد من اولياء الذين نقلوا من هذه الدار الفانية الی الدار الباقية هم احياء عند ربهم و لكنهم لايشعرون.

ہم نے اس مقام پر کلام کومنکرین کا رد کرنے کے لئے طول دیا ہمارے زمانے میں ایک قلیل جماعت پیدا ہوگئی ہے جو ان اولیاء کرام سے استمداد (مدد مانگنے) کی منکر ہے جو دنیا سے دار البقا کی طرف منتقل ہو گئے اور وہ اپنے رب کے نزدیک زندہ ہیں مگر منکروں کواس کا شعور نہیں۔

قبور اور قبوں کی مختصر بحث:

قبور کی تعمیر اوران پر قبہ بنانے کا سبب یہ ہے کہ وہ باقی رہیں اور زائرین اہل قبور کی زیارت کرسکیں اور قبوں کے سایہ میں بیٹھ کر قرآن پاک اور اذکار شریفہ جاری رکھ سکیں اگر قبور کا نشان نہ ہوگا تو مزارات کی زیارت کس طرح ہوگی انھیں اغراض کے تحت علمائے متقدمین و محققین نے قبور پختہ کرنے اوران پر قبوں کا بنانا جائز ٹھہرایا اوران کا یہ فعل اختراع و بدعت نہ تھا بلکہ اس کی اصل پائی جاتی تھی۔

الاصابہ فی احوال الصحابہ میں ہے:

مات الحكم بن ابی العاص فی خلافة عثمان فضرب علی قبره فسطاس فی يوم صائف فتكلم الناس فی ذلك فقال عثمان رضی الله عنه قد ضرب فی عهد عمر علی زينب بنت جحش فسطاس فهل رأيتم عائبا عاب ذلك (۲۵۳)

حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں حکم بن العاص کا انتقال ہوا ان کی قبر پر گرمی میں خیمہ قائم کیا گیا تو لوگوں نے اس کے متعلق

---

(۲۵۳) الاصابة فی تميز الصحابه: ابن حجر عسقلانی، ج۲ص۱۰۵، دارالجیل، لبنان۱۴۱۲ھ

کچھ کلام کیا حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عمر کے عہد میں حضرت زینب بنت جحش کی قبر پر خیمہ قائم کیا گیا تھا تو تم نے کسی کو دیکھا تھا کہ اس پر اعتراض کیا یا کسی عیب لگانے والے نے اس پر عیب لگایا۔

قبر کا نشان امتیازی:

ہمارے یہاں معمول ہے کہ قبر کے سرہانے کوئی پتھر لگا دیتے ہیں تا کہ اس سے میت کا نشان امتیازی معلوم رہے اور پتہ چل جائے کہ یہ کس کی قبر ہے اس کی اصل ابو داؤد میں ہے:

لما مات عثمان بن مظعون اخرج بجنازة فدفن امر النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم رجلا ان یاتیه بحجر فلم یستطع حملها فقام الیها رسو ل اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم و حسر عن ذراعیه قال المطلب قال الذی یخبرنی عن رسو ل اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کانی انظر الی بیاض ذراعی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم حین حسر عنها ثم حملها فوضعها عند رأسه فقال اعلم بها قبر اخی و ادفن الیه من مات عن اهلی . (۲۵۴)

جب حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے وفات پائی اور وہ دفن کر دیئے گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو ایک پتھر لانے کا حکم دیا لیکن وہ پتھر کے بھاری ہونے کی وجہ سے نہ اٹھا سکا تو آپ خود اس پتھر کے پاس تشریف لے گئے اور آستین چڑھائی، راوی نے کہا کہ جب

---

(۲۵۴) الف: ابوداؤد: کتاب الجنائز: باب فی جمع الموتیٰ فی قبر
ب: مشکوۃ: ج ۱، ص ۱۴۹، باب دفن المیت، اصح المطابع، دہلی

آپ نے اپنی کلائیوں سے کپڑا اٹھایا تو گویا میں آپ کی کلائیوں کی سفیدی دیکھ رہا تھا پھر آپ نے اس پتھر کو اٹھایا اور حضرت عثمان کے سر کے قریب رکھ دیا اور فرمایا کہ میں اس پتھر سے اپنے بھائی کی قبر کا نشان رکھتا ہوں اور میرے اہل میں سے جو وفات پائے گا اس کے پاس دفن کروں گا۔

علامہ عینی عمدۃ القاری میں فرماتے ہیں:

"ضرب عمر رضی اللہ عنه علی قبر زینب بنت جحش"

حضرت عمر نے زینب بنت جحش کی قبر پر خیمہ قائم کیا۔

علامہ عینی تحریر فرماتے ہیں:

ضرب الفسطاس ان کان بغرض صحیح کا التستر من الشمس مثلاً للاحیاء لا لظلال المیت فقط جاز

یعنی اگر خیمہ کسی صحیح غرض سے لگایا جائے مثلاً لوگوں کے دھوپ سے بچنے کے لئے تو جائز ہے صرف میت کے سایہ کے لئے لگانا صحیح نہیں۔

علامہ سید محمد امین ردالمحتار میں فرماتے ہیں:

و فی الاحکام عن جامع الفتاوٰی و قیل لایکرہ البناء اذا کان المیت من المشائخ و العلماء و السادات. (۲۵۵)

احکام میں جامع الفتاویٰ سے منقول ہے کہ کہا گیا ہے کہ قبر کے گرد عمارت بنانا مکروہ نہیں جب کہ میت مشائخ اور علماء اور سادات کی ہو۔

تفسیر روح البیان میں ہیں:

فبنـاء القبـاب علی قبور الاولیـاء و الصلحـاء و وضع الستـور و العمائم و الثیاب علی قبورهم امر جائز اذا کان

---

(۲۵۵) ردالمحتار: ابن عابدین شامی، کتاب الصلوۃ: باب صلوۃ الجنائز، مطلب فی دفن المیت

القصد بذلك التعظيم فى اعين العامة حتى لا يحتقروا صاحب القبر.

اولیاء وصلحا کی قبروں پر قبے بنانا چادر عمامہ کپڑوں کا ڈالنا جب کہ اس سے مقصود عوام کی نگاہ میں اہل قبور کی تعظیم ہو اور صاحب قبر کی تحقیر نہ ہو تو ایک امر جائز ہے۔

قبر پر کتبہ لگانا:

زائرین کی سہولت وغیرہ کے لحاظ سے قبر کے سرہانے یا قبر پر کتبہ لگا دیا جاتا ہے تا کہ ہر زائر کو میت کا نام تاریخ وصال معلوم ہو جائے یہ عمل بھی فقہائے کرام کے نزدیک صحیح ہے، چنانچہ درمختار میں سراجیہ سے منقول ہے۔

لاباس بالكتابة ان احتيج اليها حتى لايذهب الاثر و لا يمتهن. (٢٥٦)

قبر پر لکھنے میں حرج نہیں اگر اس کی حاجت ہو تا کہ اثر و نشان نہ جاتا رہے اور اس کی توہین نہ کی جائی۔

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ان ائمة المسلمين من المشرق الى المغرب مكتوب على قبورهم و هم عمل اخذ به الخلف عن السلف. (٢٥٧)

مشرق سے مغرب تک ائمہ مسلمین کی قبروں پر لکھائی موجود ہے اور یہ عمل خلف نے سلف سے حاصل کیا ہے۔

پختہ قبروں کا بنانا:

اکثر بلاد اسلامیہ ہمارے ہندوستان میں قدیم سے یہ رواج فقہائے دین کے

---

(٢٥٦) درمختار: علاؤالدین الحصکفی کتاب الصلوۃ: باب صلوۃ الجنازۃ

(٢٥٧) المستدرک: امام حاکم، ج ۱ ص ۵۲۵، دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۱ھ

فتاویٰ کے ماتحت رہا ہے کہ پختہ قبر بناتے ہیں جس کی غرض یہ ہے کہ قبر اپنی اصلی حالت پر رہے نیز یہ کہ جن مقامات کی مٹی کمزور ہوگی قبر منہدم ہوجائے گی اور جب نشان قبر ہی مٹ جائے گا تو ایصال ثواب اور زیارت کرنے والوں کو دشواری ہوگی۔

چنانچہ اس عنوان کے ماتحت فقہائے قدیم کے فتاویٰ میں سے چند مختصراً درج کرتے ہیں۔

قال الاترازی و عند الشافعی لایکره الاجر (۲۵۸)

علامہ اترازی نے فرمایا حضرت امام شافعی کے نزدیک پکی اینٹ مکروہ نہیں۔

حضرت امام احمد بن حنبل کے نزدیک قبر کی لپائی مباح و جائز ہے جیسا کہ عینی شرح ہدایہ میں ہے:

اباح احمد التطئین (۲۵۹)

قبر کی لپائی کو حضرت امام احمد نے مباح و جائز قرار دیا ہے۔

قال الامام التمرتاشی هذا اذا كان حول الميت فلو فوقه لایکره لانه یکون عصمة من السبع (۲۶۰)

امام تمرتاشی نے فرمایا کہ کراہت اس صورت میں ہے جب میت کے آس پاس پختہ اینٹ وغیرہ کا استعمال کیا جائے پس اگر اس کے اوپر ہو تو کراہت نہیں اس لئے کہ اس میں درندوں سے حفاظت مقصود نہیں۔

قال مشائخ بخاری لا یکره الآجر فی بلدتنا للحاجة الیه لضعف الاراضی (۲۶۱)

---

(۲۵۸) عینی شرح ہدایہ:کتاب الصلوة: باب الجنائز: فصل فی الدفن، ج۱، جز۲، ص۱۱۲۷، مطبع نول کشور، لکھنؤ

(۲۵۹) عینی شرح ہدایہ:کتاب الصلوة: باب الجنائز، ج۱، ص۱۱۲۹، ۱۱۳۰، مطبع نول کشور

(۲۶۰) ردالمختار:ابن عابدین شامی کتاب الصلوة: باب الجنائز مطلب فی الدفن،

(۲۶۱) مرجع سابق، نفس الصفحہ

مشائخ بخاری فرماتے ہیں ہمارے شہر میں پکی اینٹ مکروہ نہیں ہے کیونکہ زمین کمزور ہونے کے باعث اس کی ضرورت وحاجت ہے۔

قيل لاباس به وهو المختار (٢٦٢)

کہا گیا ہے کہ قبر پر کہگل کرنے اور اس کے گرد عمارت بنانے میں حرج نہیں یہی قول مختار ہے۔

اما فوقه فلايكره ابن ملك (٢٦٣)

میت کی قبر پر پکی اینٹ یا لکڑی لگائی جائے تو مکروہ نہیں۔

قيل لابأس بهما عند رخوة الاراضى (٢٦٤)

کیا گیا ہے کہ زمین نرم ہو تو پکی اینٹ اور لکڑی میں حرج نہیں۔

عند بعض مشائخنا اذا جعل الأجر خلف اللبن على اللحد لابأس به. (٢٦٥)

ہمارے بعض مشائخ کے نزدیک جب لحد پر کچی اینٹ کے پیچھے پکی اینٹ رکھی جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

لابأس بحجر و آجر يضعه عليه (٢٦٦)

اس میں مضائقہ نہیں کہ قبر پر پتھر یا پکی اینٹ رکھے۔

المختار ان التطين غير مكروه

قول مختار یہ ہے کہ قبر پر لیپنا مکروہ نہیں ہے۔

علامہ طحطاوی درمختار کے قول کے تحت فرماتے ہیں:

---

(٢٦٢) درمختار: كتاب الصلوة: باب صلوة الجنازة، ص ١٢٨

(٢٦٣) مرجع سابق، نفس الصفحہ

(٢٦٤) عینی شرح کنز الدقائق: علامہ محمد عینی ص ٨١، كتاب الصلوة: باب الجنائز

(٢٦٥) عینی شرح ہدایہ: كتاب الصلوة: باب الجنائز: فصل فى الدفن، ج ١، جز ٢، ص ١١٢٧، مطبع نول کشور لکھنؤ

(٢٦٦) عینی شرح ہدایہ: كتاب الصلوة: باب الجنائز: ج ١، ص ١١٣٠، مطبع نول کشور لکھنؤ

لانه یکون عصمة من السبع (۲٦٧)

(یعنی میت کے اوپر پکی اینٹ اور لکڑی لگانا مکروہ نہیں) کیونکہ اس کے سبب درندہ سے حفاظت ہوگی کہ قبر نہ کھود سکے۔

اس عنوان کے تحت بہت سا مواد سامنے ہے مگر کتاب کی ضخامت کا خوف ہر صفحہ پر متوحش کئے ہوئے ہے۔ اس لئے مذکورہ بالا عبارات فقہیہ پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔

بوسۂ قبر:

اگر چہ علماء و اکابر اہل سنت نے بوسۂ قبر کو ہر شخص کے لئے عام کرنے سے احتراز برتا ہے لیکن جہاں تک نفس مسئلہ بوسۂ قبر کا تعلق ہے، الحمد للہ اپنی اصل اور سند کے لحاظ سے ہر طرح صحیح اور ثابت شدہ ہے اس خصوص میں چند احادیث شریفہ اور اصحاب کبار کا معمول اور فتاویٰ درج کئے جاتے ہیں:

عن عائشة رضی الله عنه قالت ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قبل عثمان بن مظعون وهو یبکی حتی سال دموع النبی صلی الله علیه وسلم علی وجه عثمان. (۲٦٨)

حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا بوسہ لیا جب کہ وہ مردہ تھے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رو رہے تھے اور آپ کے آنسو حضرت عثمان بن مظعون کے چہرہ پر بہہ رہے تھے۔

و عنها قالت اقبل ابو بکر رضی الله عنه علی فرسه من مسکنه بالسنح حتی دخل علی عائشة فتیمم النبی صلی الله علیه وسلم و هو مسبحی ببرد جرة فکشف عن وجهه

---

(۲٦٧) حاشیه الطحطاوی علی الدر المختار: ج۱ص۳۱۸، دار المعرفۃ، بیروت ۱۹۷۵ء

(۲٦٨) ابن ماجہ: ج۱ص۱۰٦، باب ما جاء فی تقبیل المیت، مطبوعه فاروقی دهلی

ثم اکب علیه فقبله فبکی (۲۶۹)

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے گھوڑے پر مکان سے جوسنخ میں حضرت عائشہ کے یہاں تشریف لائے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قصد فرمایا آپ بردیمانی اوڑھا دیئے گئے تھے۔ صدیق اکبر نے حضور کا چہرۂ انور کھولا اور آپ کی طرف جھکے پس آپ کا بوسہ لیا اور روئے۔

حضرت بلال کا مزار اطہر سے چہرہ ملنا:

ابن عساکر نے حضرت ابو درداء سے بسند جید روایت کیا ہے۔

لما رحل عمر بن الخطاب رضی اللّٰه عنه من فتح البیت المقدس فصار الی جابیه سأله بلال ان یقره بالشام ففعل و ذکر قصة نزوله بداریا قال ثم ان بلالا رأی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم و هو یقول ماهذه الجفوة یا بلال اما آن ان تزورنی یا بلال فانتبه حزینا وجلا خائفا فرکب راحلته و قصد المدینة و الی القبر النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فجعل یبکی عنده و یمرغ وجهه علیه فاقبل الحسن و الحسین رضی اللّٰه عنهما فجعل یضمهما و یقبلهما. (۲۷۰)

جب حضرت عمر بیت المقدس فتح کرکے واپس ہوئے اور جابیہ پہنچے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انہیں شام میں رہنے دیں حضرت امیر المومنین نے ایسا ہی کیا اس کے بعد راوی نے ان کے وہاں پہنچنے اور دریا

---

(۲۶۹) بخاری: باب الامر باتباع الجنائز،

(۲۷۰) وفاء الوفاء: ج ۴ ص ۱۳۵۶، دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۰۷ھ

میں اترنے کا واقعہ بیان کیا اور کہا پھر حضرت بلال نے خواب میں حضور کو دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں کہ اے بلال یہ کیا جفا ہے کیا تیرے لئے وہ وقت نہیں آیا کہ تو میری زیارت کو آئے اس خواب کو دیکھ کر حضرت بلال بہت خوفزدہ ہوئے اور راحلہ پر سوار ہوکر مدینہ طیبہ کا قصد کیا جب مدینہ پہنچے تو روضۂ اطہر پر حاضر ہوئے قبر شریف کے پاس پہنچ کر روئے اور اپنا چہرہ قبر شریف پر ملنے لگے اتنے میں حضرت امام حسن حسین رضی اللہ عنہما تشریف لائے پس حضرت بلال نے ان دونوں کو لپٹایا اور چومنے لگے۔

حضرت امام حنبل سے بوسۂ قبر کا استفتاء:

قال العز فی کتاب العلل و السؤلات بعبد اللّٰہ بن حمد بن حنبل عن ابیہ قال سألت ابی عن الرجل یمس منبر رسو اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم و تبرک بمسہ و قبلہ و یفعل بالقبر مثل ذلک رجأ ثواب اللّٰہ تعالیٰ قال لاباس بہ.(۲۷۱)

کتاب العلل و السوالات میں عز نے عبداللہ بن احمد بن حنبل سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد حضرت امام احمد بن حنبل سے پوچھا اس شخص کے بارے میں جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منبر کو مس کرتا ہے اور بوسہ دیتا ہے اور قبر مبارک کے ساتھ بھی یہی کرتا ہے یعنی بوسہ دیتا ہے اور اس میں خدا سے ثواب کی امید کرتا ہے آپ نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔

بزرگوں کے ہاتھ چومنا:

و اما تقبیل الاماکن الشریفۃ علی قصد التبرک و کذلک تقبیل ایدی الصالحین و ارجلھم فھو حسن محمود

---

(۲۷۱) وفاء الوفاء: ج ۴ ص ۱۴۰۴، دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۰۷ھ

باعتبار القصد و النية۔
علامہ زین الدین عینی نے فرمایا کہ متبرک مقامات کا بقصد تبرک بوسہ دینا اوراسی طرح بزرگوں کے ہاتھ پاؤں کا چومنا بہتر اور پسندیدہ ہے باعتبار قصد اور نیت کے۔

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ اس جگہ کو کھولئے جس کا حضور بوسہ لیتے تھے اور وہ جگہ ناف تھی آپ نے اسے چوما جوشئ محبوب سے نسبت رکھتی ہو وہ عاشق کے لئے بھی محبوب ہے یہی سبب ہے کہ مریدین اپنے شیوخ کے ہاتھ پیر چومتے ہیں۔ ثابت بنانی حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ نہ چھوڑتے جب تک کہ اسے بوسہ نہ دے لیتے اور فرماتے یہ وہ ہاتھ ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مس کیا ہے۔

بزرگوں کے لباس میں کفن دینا:

اکثر و بیشتر ارباب و منسلکین طریقت کا یہ معمول ہے کہ وہ اپنے بزرگوں کے استعمال کردہ کپڑوں میں کفن دیتے ہیں یہ طریقہ بھی اپنی اصل وسند کے لحاظ سے صحیح ہے۔

عن ام عطية الانصارية رضى الله عنها قالت دخل علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم حين توفيت ابنته فقال اغسلنها ثلاثا او خمسا او اكثر من ذلك ان رائيتن ذلك بماء و سدر و اجعلن فى الآخرة كافورا و شيئاً من كافور فاذا فرغتن فاذنني فلما فرغنا اذنا فاعطانا حقوته فقال اشعرها ايّاه تعنى ازاره. (۲۷۲)

حضرت ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جس وقت حضور

---

(۲۷۲) بخاری: باب هل تكفن المرأة فى ازار الرجل، مشکوۃ: ج۱ص۱۴۳، باب غسل الميت و تكفينه، اصح المطابع، دہلی ۱۳۷۵ھ

پاک کی صاحبزادی کا انتقال ہوا تو آپ تشریف لائے اور فرمایا کہ بیری کے پتے جوش دیئے ہوئے پانی سے تین یا پانچ بار غسل دو اگر ضرورت ہو تو اس سے زیادہ اور آخر میں کافور لگاؤ اور جب غسل سے فارغ ہو تو مجھے مطلع کردو وہ فرماتی ہیں کہ جب ہم فارغ ہوئے تو حضور کو خبر دی آپ نے اپنا تہبند عطا فرما کر ارشاد فرمایا کہ صاحبزادی کے بدن سے اسے ملا ہوا رکھنا۔

روی عبد البر عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہما قال لما ماتت فاطمة ام علی بن طالب البسھا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قمیصہ و اضطجع معھا فی قبرھا فقالوا مارائینا صنعت ما صنعت بھذہ فقال انہ لم یکن احد بعد ابی طالب ابر منھا انما البستھا قمیصی لتکسی من حلل الجنة و اضطجعت معھا لیھون علیھا. (۲۷۳)

عبدالبر نے روایت کیا حضرت عبداللہ ابن عباس سے کہ جب حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت فاطمہ بنت اسد کا انتقال ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی قمیص ان کو پہنائی اور ان کے ساتھ قبر میں لیٹے تو صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے عرض کیا کہ حضور نے آج وہ فعل کیا جو کبھی نہیں کیا، تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ ابو طالب کے بعد مجھ پر ان سے زیادہ احسان کرنے والا نہ تھا میں نے اپنا کرتہ اس لئے پہنایا کہ یہ جنت کا لباس پہنیں اور لیٹا اس لئے کہ ان پر قبر کی تکلیف آسان ہو جائے۔

کفن پر کلمہ طیبہ تحریر کرنا یا عہد نامہ رکھنا:

حضرات اہل سنت کے یہاں یہ طریق چلا آرہا ہے کہ میت کے کفن یا علیحدہ

---

(۲۷۳) وفاءالوفاء: ج۳، ص۸۹۸، الفصل السادس، دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۰۷ھ

کپڑے پر کلمہ طیبہ تحریر کر دیتے ہیں تا کہ اس کی برکت سے عذاب قبر میں کمی ہو۔ یہ طریقہ صحیح ہے۔

حکیم ترمذی نے نوادر الوصول میں روایت کیا ہے:

من کتب هذه الدعاء و جعله بین صدر المیت و کفنه فی رقعة لم ینله عذاب القبر و لایری منکرا و نکیرا و هو هذا.

جو شخص یہ دعا کسی پرچہ پر لکھ کر میت کے سینہ پر کفن کے نیچے رکھے اسے عذاب قبر نہ ہو اور نہ منکر نکیر نظر آئیں وہ دعا مندرجہ ذیل ہے۔

لا اله الا اللّٰه و اللّٰه اکبر، لا اله الا اللّٰه وحده و لاشریك له لااله الا اللّٰه له الملك و له الحمد، لا اله الا اللّٰه و لاحول و لاقوة، الا باللّٰه العلی العظیم

دوسری جگہ امام ترمذی نے بروایت حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نقل کیا کہ حضور نے ارشاد فرمایا جو شخص ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھے تو فرشتے اسے مہر لگا کر قیامت کے دن کے لئے اٹھا رکھیں گے جب اللہ تعالیٰ اس بندہ کو قبر سے اٹھائے گا تو فرشتے وہ نوشتہ ساتھ لائیں گے اور ندا ہو گی وہ بندے کہاں ہیں انھیں وہ عہد نامہ دیا جائے۔

عہد نامہ مندرجہ ذیل ہے:

اللهم فاطر السمٰوات و الارض عالم الغیب و الشهادة الرحمن الرحیم انی اعهد الیك فی هذه حیات الدنیا بانك انت اللّٰه لا اله الا انت وحدك لا شریك لك و ان محمدا عبدك و رسولك فلا تکلنی الی نفسی فانك ان تکلنی الی نفسی تقربنی من السوء و تباعدنی من الخیر و انی لا اثق الا برحمتك فاجعل رحمتك لی مهدا عندك تودیه الی

یوم القیامة انك لا تخلف المیعاد.

امام فقیہ بن عجیل اس دعا کے متعلق فرماتے ہیں:

و اذا کتب هذه الدعاء و جعل مع المیت فی قبره و قاه الله فتنة القبر و عذابه.

جب یہ دعا لکھ کر میت کے ساتھ قبر میں رکھدیں تو اللہ تعالیٰ اسے سوال نکیرین وعذاب قبر سے امان دے گا۔

درمختار میں ہے:

کتب علی جبهة المیت او عمامته او کفنه "عهدنامه" یرجیٰ ان یغفر الله للمیت اوصی بعضهم ان یکتب فی جبهته و صدره بسم الله الرحمن الرحیم ففعل ثم رأی فی المنام نسئل فقال لما وضعت فی القبر جاء تنی ملائکة العذاب فلما رأی مکتوبا علی جبهتی قالوا امنت من عذاب الله. (۲۷۴)

کسی مردے کی پیشانی یا عمامہ یا کفن پر عہدنامہ لکھنے سے اس کے لئے بخشش کی امید ہے کسی بزرگ نے وصیت کی تھی کہ ان کی پیشانی اور سینہ پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھدیں وہ لکھی گئی پھر خواب میں وہ نظر آئے استصواب حال پر فرمایا جب میں قبر میں رکھا گیا تو عذاب کے فرشتے آئے جب پیشانی پہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھی دیکھی تو بولے تجھے عذاب سے امان ہے۔

شجرہ رکھنا:

قبر میں شجرہ رکھنے کا طریقہ بھی صحیح ہے، چنانچہ شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی اپنے فتاویٰ میں تحریر فرماتے ہیں:

(۲۷۴) درمختار: علاؤالدین الحصکفی، ج۱، ص۱۴۹، کتاب الصلوة: باب صلوة الجنائز

درقبر نہادن معمول بزرگان است لیکن ایں رادوطریق است اول اینکہ بر
سینہ مردہ درون کفن یابالائے کفن گزارندواین طریق رافقہاء منع می کنند کہ
از بدن مردہ خون وریم سیلان می کندوموجب سوء ادب باسماء بزرگان می
شودوطریق دویم این است کہ جانب سر مدہ اندرون قبر طاقچہ بگوارند
دراں کاغذشجرہ رانہند.

قبر میں شجرہ وغیرہ رکھنا بزرگوں کا معمول ہے اوراس کے دوطریقے ہیں
پہلاطریقہ یہ ہے کہ میت کے کفن کے اندر یاکفن کے اوپر لوگ رکھتے ہیں
اس طریقے کوفقہائے کرام منع فرماتے ہیں کیونکہ میت کے بدن وغیرہ
سے خون نکلے گااور بزرگوں کے اسماء کے ساتھ سوئے ادب کاسبب ہوگا۔
دوسراطریقہ یہ ہے کہ میت کے سرہانے قبر میں ایک طاق بنائیں اوراس
میں شجرے کے کاغذرکھیں۔

اولیاءاللہ کے قریب دفن کرنا:

عرصہ سے یہ معمول ہے کہ صلحا اور اولیاء اللہ کے قریب دفن کرتے ہیں تاکہ ان کی برکت سے خداعذاب قبر کی تکالیف سے محفوظ فرمائے:

عن عمرو بن ميمون الاودى قال رأيت عمر بن الخطاب رضى الله عنه قال يا عبد الله اذهب الى ام المؤمنين عائشة فقل يقرء عمر بن الخطاب عليك السلام ثم سلها ان ادفن مع صاحبى قالت كنت اريده لنفسى فلا او ثرنه اليوم على نفسى فلما اقبل قال له ما لديك قال اذنت لك يا امير المؤمنين قال ماكان شئ اهم الى من ذلك المضجع. (۲۷۵)

(۲۷۵) صحیح بخاری:باب ما جاء فى قبر النبى صلى الله عليه وسلم: كتاب الجنائز

عمرو بن میمون اودی سے روایت ہے کہ میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انھوں نے اپنے صاحبزادہ حضرت عبد اللہ سے فرمایا کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے میرا اسلام کہہ کر سوال کرو کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس دفن کیا جاؤں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے اس جگہ کو اپنے لئے رکھا تھا لیکن اب میں حضرت عمر کو اپنے نفس پر ترجیح دیتی ہوں۔ جب حضرت عبد اللہ واپس آئے تو امیر المومنین نے پوچھا کیا خبر لائے ہو عرض کیا کہ اجازت دیدی آپ نے فرمایا کوئی چیز مجھے اس جگہ دفن ہونے سے زیادہ اہم نہ تھی۔

علامہ عینی اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

فیہ الحرص علی مجاورۃ الصالحین فی القبور طمعا فی اصابۃ الرحمۃ اذا نزلت علیھم و فی دعاء من یزورھم من اھل الخیر (۲۷۶)

اس حدیث میں اچھے لوگوں کے جوار میں دفن ہونے پر حرص ہے کہ ان پر رحمت نازل ہو تو دوسرے صاحب قبر کو بھی پہنچے جو اہل خیر ان لوگوں کی زیارت کریں وہ اس صاحب قبر کے لئے بھی دعا کریں۔

امام جلال الدین سیوطی شرح الصدور فی احوال الموتی والقبور میں فرماتے ہیں:

و اخرج ابو نعیم عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ادفنوا موتاکم وسط قوم صالحین فان المیت یتاذی جار السوء (۲۷۷)

ابونعیم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نے

---

(۲۷۶) عمدۃ القاری شرح بخاری: امام عینی، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم

(۲۷۷) شرح الصدور: حافظ سیوطی، ص۴۰، باب دفن العبد فی الارض اللتی خلق منھا

فرمایا کہ اپنے مردوں کو اچھے لوگوں کے درمیان دفن کرو کیونکہ مردے اپنے برے پڑوسی سے اذیت پاتے ہیں۔

و اخرج ابن عساکر عن ابن عباس عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فاحسنوا کفنہ و عجلوا بانجاز وصیتہ و اعمقوا لہ من قبر وجنبوہ جار السوء قیل یارسول اللّٰہ ھل ینفع الجار الصالح فی الاخرہ قال ھل فی الدنیا قال نعم قال كذلك ينفع في الآخرة. (۲۷۸)

ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں کوئی انتقال کرے تو اس کا کفن اچھا دو اور اس کی وصیت جاری کرنے میں جلدی کرو اور اس کی قبر گہری کھودو اور اسے برے پڑوسی سے بچاؤ عرض کیا گیا یا رسول اللہ کیا اچھا پڑوسی آخرت میں کچھ نفع پہنچاتا ہے آپ نے فرمایا کیا دنیا میں نفع پہنچاتا ہے اس نے کہا ہاں فرمایا تو اسی طرح آخرت میں بھی فائدہ پہنچاتا ہے۔

قبر پر پانی چھڑکنا اور اذان دینا:

ہمارے یہاں کا یہ معمول ہے کہ بعد دفن قبر پر پانی چھڑک دیتے ہیں یہ بھی صحیح ہے۔

عن جابر رضی اللّٰہ عنہ قال ورش قبر النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم و کان الذی رش الماء علی قبرہ ھلال رباح بقربة بدأ من قبل رأسه حتى انتهى الى رجليه (۲۷۹)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر منور پر پانی چھڑکا گیا اور جس نے پانی چھڑکا وہ ہلال بن رباح تھے

---

(۲۷۸) مرجع سابق

(۲۷۹) مشکوۃ: ج۱ص۱۴۹، اصح المطابع، دہلی۱۳۷۵ھ

انھوں نے مشک سے پانی چھڑکا سرہانے کے طرف سے شروع کیا اور پائنتی ختم کیا۔

بیہقی نے حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے۔

قال لما دفن سعد بن معاذ سبح النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم و سبح الناس معہ طویلا ثم کبر و کبر الناس ثم قالوا یا رسول اللّٰہ لم سبحت قال تضایق علی ھذا الرجل الصالح قبرہ حتی فرج اللّٰہ تعالیٰ عنہ. (۲۸۰)

جب سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دفن کر دیئے گئے اور قبر درست ہوگئی تو حضور سبحان اللہ فرماتے رہے پھر حضور نے اللہ اکبر کہا صحابہ کرام حضور کے ساتھ ساتھ فرماتے رہے۔ اس کے بعد حضرات صحابہ کرام نے عرض کیا کہ آپ نے اول تسبیح پھر تکبیر کیوں فرمائی تو حضور نے فرمایا اس نیک مرد پر اس کی قبر تنگ ہوئی یہاں تک کہ خدا نے کشادہ فرمادی۔

چونکہ قبر میں شیطان آ کر ورغلاتا ہے اس لئے اذان دی جاتی ہے تاکہ شیطان دفع ہو۔ چنانچہ صحیح بخاری میں بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مروی ہے

اذا اذن الموذن ادبر الشیطان و لہ جصاص (۲۸۱)

جب مؤذن اذان دیتا ہے تو شیطان ریح خارج کرتا ہوا بھاگتا ہے۔

قبر پر شاخ لگانا اور پھول ڈالنا:

یہ طریقہ بھی صحیح ہے کہ قبر میں بعد دفن شاخ تر لگاتے اور پھول ڈالتے ہیں۔

عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہ قال مر النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم بحائط من حیطان المدینۃ او مکۃ فسمع

---

(۲۸۰) شرح الصدور: حافظ سیوطی، ص۴۰، باب الضمۃ القبر لکل احد

(۲۸۱) مسلم شریف: ج۱، ص۱۶۸، باب الاذان و ھرب الشیطان عند سماعہ

صوت الانسانین یعذبان. فی قبورهما فقال النبی صلی الله علیه وسلم یعذبان و ما یعذبان فی کبیر ثم قال بلی کان احدهما لا یستر من بوله و کان الاخر یمشی بالنمیمة ثم دعا بجریدة فکسرها کسرتین فوضع علی کل منهما کسرة فقیل له یا رسول الله لم فعلت هذا قال لعله ان یخفف عنهما ما لم ییبسا. (۲۸۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ یا مدینہ کے باغوں میں سے کسی باغ سے گزرے تو دو آدمیوں کی آواز سنی کہ ان پر قبروں میں عذاب ہو رہا ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ان دونوں پر عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑی بات میں نہیں ہو رہا جس سے بچنا مشکل ہو ان میں ایک تو پیشاب سے پرہیز نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغل خوری کرتا تھا پھر آپ نے ایک کھجور کی تر شاخ منگوا کر اس کے دو ٹکڑے کئے اور ہر قبر پر ایک ٹکڑا رکھ دیا صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ایسا کیوں کیا؟ فرمایا کہ ان دونوں کے عذاب میں تخفیف ہو جب تک یہ شاخیں خشک نہ ہوں۔

احادیث و آیات سے یہ امر ثابت ہے کہ ہر زندہ چیز خدا کی تسبیح کرتی ہے لکڑی کی حیات یہ ہے کہ جب تک وہ تر ہے زندہ ہے اسی حدیث پر نظر کر کے قبر پر پھول ڈالتے ہیں تا کہ تسبیح کریں اور مردہ کو فائدہ پہنچے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس فعل سے ہر شخص اندازہ کر سکتا ہے کہ ہمارے یہاں کا یہ طریقہ کہ شاخ تر لگا دیتے ہیں۔ صحیح ہے۔

تلاوت وایصال ثواب:

قبرستان میں جا کر آیات کلام پاک پڑھ کر مردوں کی ارواح کو ایصال ثواب کرنا

---

(۲۸۲) مشکوۃ: ج ۱،ص ۴۲، باب آداب الخلاء، اصح المطابع دھلی ۱۳۷۵ء

ثابت شدہ مسئلہ ہے اور علماء نے اسے مستحب قرار دیا ہے۔ چنانچہ ملا علی قاری مرقات شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں۔

و استحب العلماء قرائة القرآن عند القبر لهذا الحديث اذ تلاوة القرآن اولىٰ بالتخفيف من تسبيح الجريد.

یعنی علمائے کرام اس حدیث سے (جسے ہم نے قبر پر شاخ لگانے کے عنوان میں درج کیا ہے) قبر کے پاس قرآن پڑھنا مستحب قرار دیتے ہیں اس لئے کہ قرآن شریف کی تلاوت تخفیف عذاب کے لئے شاخ کی تسبیح سے زیادہ اولیٰ ہے۔

علامہ سیوطی شرح الصدور میں فرماتے ہیں:

و اما قرأة القرآن على القبر فجزم بمشروعيتهااصحابنا وغيرهم قال الزعفرانى سالت الشافعى عن القرأة عند القبر فقال لا بأس به و قال النووى فى شرح المهذب يستحب لزائر القبور ان يقرء ما تيسر من القرآن و يدعولهم عقبها. (۲۸۳)

قرآن شریف کا قبر پر پڑھنا ہمارے اصحاب اور دیگر حضرات نے اس کے مشروع ہونے کا یقین کیا ہے امام زعفرانی نے کہا ہے کہ میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے قبر کے پاس قرآن شریف پڑھنے کا مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا اس میں کچھ حرج نہیں علامہ نووی نے شرح مہذب میں کہا کہ زائر قبور کے لئے مستحب ہے کہ جس قدر بہ آسانی قرآن شریف پڑھ سکے پڑھے اور اس کے بعد مردوں کے لئے دعا کرے۔

عن ابن مسعود رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى

---

(۲۸۳) شرح الصدور: امام جلال الدین سیوطی، ص۱۲۳، باب فى قرأة القرآن للميت او على القبر

اللّٰہ علیه وسلم من قرء حرفا من کتاب اللّٰہ فله به حسنة و الحسنة بعشر امثالها لا اقول لکم الٓم حرف و لکن الف حرف و لام حرف و میم حرف. (۲۸۴)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا جو شخص ایک حرف قرآن شریف کا پڑھے اسے ایک نیکی ملے گی اور ایک نیکی کا ثواب دس گنا ہے میں یہ نہیں کہتا کہ الٓـم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے تو جو شخص الٓـم پڑھے گا اس کو تیس نیکیاں ملیں گی۔

ایصال ثواب پر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہ کا معمول:

اخرج الحلال فی الجامع عن الشعبی قال کانت الانصار اذا مامت لهم المیت اختلفوا الی قبره یقرؤن له القرآن (۲۸۵)

حضرت امام شعبی سے مروی ہے کہ جب انصار کے یہاں کوئی مرتا تو لوگ اس کی قبر پر آتے جاتے اور قرآن شریف پڑھتے۔

عن عبد اللّٰہ بن عمر رضی اللّٰہ عنه قال سمعت النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم یقول اذا مات احدکم فلا تجسسوا و اسرعوا به الی قبره و لیقرء عند رأسه فاتحة البقرة و عند رجلیه خاتمة البقرة (۲۸۶)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ آپ نے فرمایا جب تم میں سے

---

(۲۸۴) مشکوۃ: ج ا ص ۱۸۶، باب الفضائل القرآن

(۲۸۵) شرح الصدور: ص ۱۲۳، باب فی قرأة القرآن للمیت او علی القبر

(۲۸۶) شعب الایمان: للبیہقی، ج ۷، ص ۱۶، دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۰ھ

کوئی مرجائے تو اس کو مت روکو اور اسے جلدی قبر تک لے جاؤ اس کے سرہانے ابتداء سورۂ بقرہ (مفلحون تک) اور پائنتی خاتمہ بقرہ یعنی امن الرسول سے آخر تک پڑھو۔

سعد بن علی زنجانی نے فوائد میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے:

عن ابی هريرة رضی الله عنه من دخل المقابر ثم قرء فاتحة الكتاب و قل هو الله احد و الهكم التكاثر ثم قال انی جعلت ثواب ما قرأت من كلامك لاهل المقابر من المؤمنين كانوا شفعاء الى الله تعالىٰ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص قبرستان جائے اور پھر سورہ فاتحہ اور قل ھو اللہ احد اور الھکم التکاثر پڑھے پھر کہے خداوندا جو کچھ میں نے تیرا کلام پڑھا اس کا ثواب مقبرہ والے مسلمان مرد و عورتوں کو پہنچا تو وہ لوگ خدا کے یہاں اس کے سفارشی ہوں گے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

عن انس رضی الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من دخل المقابر فقرء سورة يٰسين خفف الله عنهم و كان له بعدد من فيها حسنات (۲۸۷)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا بے شک جو قبرستان جا کر سورۂ یٰسین پڑھے خدائے تعالیٰ تخفیف فرماتا ہے اور ان لوگوں کے بقدر نیکیاں عطا فرماتا ہے جو مقبرہ میں مدفون ہیں۔

پنج آیت:

ایصال ثواب کے لئے پنج آیات کا رواج صحیح ہے پڑھنے والا جہاں سے چاہے

---

(۲۸۷) شرح الصدور: امام سیوطی، ص ۱۲۳

آیات طیبہ پڑھ سکتا ہے لیکن جن سورتوں کے فضائل خصوصیت سے احادیث میں وارد ہوئے ہیں اس لئے ان کے پڑھنے کا معمول ہے چنانچہ پنج آیات کے بارے میں مختصراً چند احادیث شریفہ درج کی جاتی ہے

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم و الذی نفسی بیدہ ما انزلت فی التوراۃ و لا فی الانجیل و لا فی الزبور و لا فی القرآن مثلھا و انھا سبع من المثانی. (۲۸۸)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے نہ تورات و انجیل اور نہ زبور و قرآن میں اس سورت کی مثل کوئی سورت نازل ہوئی اور وہ سبع مثانی (یعنی سورۂ فاتحہ) ہے۔

عن ابی امامۃ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اربع اٰیات نظرنا من کنز تحت العرش لم ینظر منھن شئ غیرھن ام الکتاب و آیۃ الکرسی و سورۃ البقرۃ و الکوثر. (۲۸۹)

ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار سورتیں ہم نے عرش کے خزانہ میں دیکھیں اس کے مثل اس کا غیر نظر نہیں آیا وہ ام الکتاب، آیت کرسی، سورۂ بقرہ اور سورۂ کوثر ہے۔

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قل ھو اللّٰہ احد تعدل ثلث القرآن. (۲۹۰)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قل ھو اللہ احد تہائی قرآن کے مثل ہے۔

---

(۲۸۸) ترمذی شریف: ج ۲، ص ۱۱۱، ابواب فضائل القرآن، کتب خانہ رشیدیہ، دہلی

(۲۸۹) المعجم الکبیر للطبرانی، ج ۸، ص ۲۳۵

(۲۹۰) مشکوۃ: ج ۱، ص ۱۸۸، باب فضائل القرآن، اصح المطابع، دہلی

عـن عـقبة بـن عـامـر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسـلـم انـزل عـلـىّ آيـات لـم ير مثلهن قط قل اعوذ برب الفلق و قل اعوذ برب الناس.

عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا کہ میرے اوپر ایسی سورتیں نازل ہوئیں جن کے مثل کبھی نازل نہیں ہوئیں وہ فلق اورناس ہیں۔

ان آیات کا نام پنج آیات ہے جن کو پڑھ کر درود شریف پڑھتے ہیں اور ان کا ثواب مردوں کی ارواح کو پہنچاتے ہیں درود شریف کے لئے حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے:

کل دعاء محجوب حتی یصلی علی محمد و آل محمد (۲۹۱)

ہر دعاء مجوب رہتی ہے یہاں تک کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کی آل پر درود نہ پڑھا جائے۔

قـال عـمـر رضی الله عنه ان الدعاء موقوف بین السماء و الارض لا یصعد منه شئ حتی تصلی علی نبیك. (۲۹۲)

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہر دعا آسمان وزمین کے درمیان رہتی ہے اوپر نہیں چڑھتی ہے جب تک کہ حضور پاک پر درود نہ پڑھا جائے۔

اختتام فاتحہ پر ہاتھوں کا ملنا:

مسلم شریف میں ہے:

کـان رسـول الله صـلـی الله عـلیه وسلم اذا رفع یدیه فی

---

(۲۹۱) المعجم الاوسط: ج۱ص۲۲۰

(۲۹۲) ترمذی:باب ما جاء فی فضل الصلوۃ علی النبی صلی الله علیه وسلم، رشیدیه کتب خانه دهلی

الدعاء لم يحطهما حتى يمسح بهما وجهه (۲۹۳)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا میں ہاتھ اٹھاتے تھے تو ان کو نیچے نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ ان کو چہرہ انور پر پھیر لیتے تھے۔

حصن حصین میں ہے:

أداب الدعاء يبسط اليدين و رفعهما. (۲۹۴)
دونوں ہاتھوں کا پھیلانا اور اٹھانا دعا کے آداب میں سے ہے۔

مشکوٰۃ شریف میں ہے:

اذا سالتم الله فاسئلوه ببطون اكفكم (۲۹۵)
جب تم اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو ہاتھوں کی ہتھیلیاں اٹھا کر سوال کرو۔

مشکوٰۃ شریف میں یہ بھی ہے:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان ربكم حى كريم يستحى من عبده اذا رفع يديده اليه ان يرده صفرا. (۲۹۶)
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا رب حی کرم کرنے والا ہے جب اس کا بندہ اس کی جانب ہاتھ پھیلاتا ہے تو وہ اس سے حیا کرتا ہے کہ اس کے ہاتھوں کو خالی لوٹا دے۔

شاہ ولی اللہ صاحب اور طعام و فاتحہ نیاز:

زبدۃ النصائح میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا استفتاء اس طرح درج ہے۔

اگر ملیدہ وشیرینی بنا بر فاتحہ بزرگے بقصد ایصال ثواب بروح ایشاں پزندو

---

(۲۹۳) مسلم شریف: ج۲،ص۱۷۴، باب ما جاء فی رفع الایدی عند الدعاء

(۲۹۴) حصن حصین، ج۱،ص۲۲،۲۳، مطبع العلوم لکھنؤ۔ صاحب حصن حصین نے آداب میں بسط الیدین ذکر ہے اور اس کو ابن حبان اور مسند احمد سے نقل کیا ہے اور رفعهما کو ترمذی اور مسند احمد کے حوالہ سے ذکر کیا ہے

(۲۹۵) مشکوٰۃ: ج۱،ص۱۹۵، کتاب الدعوات، اصح المطابع، دہلی ۱۳۷۵ھ

(۲۹۶) مشکوٰۃ: ج۱،ص۱۹۵، کتاب الدعوات، اصح المطابع، دہلی ۱۳۷۵ھ

بخورانند مضائقہ نیست و طعام نذر اللہ اغنیاء را خوردن حلال نیست و اگر فاتحہ بنام بزرگے دادہ شد پس اغنیاء ہم خوردن جائز است۔

اگر ملیدہ وشیرینی وغیرہ پر کسی بزرگ کی فاتحہ دے کر اس کی روح پر ایصال ثواب کریں اور کھلائیں تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے لیکن نذر الٰہی کا کھانا مالداروں کو حلال نہیں ہے ہاں اگر کسی بزرگ کی فاتحہ دی ہو تو مالدار کا بھی کھانا جائز ہے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی فاتحہ پر شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا فتویٰ:

''طعامیکہ ثواب آں نیاز حضرت امامین نمایند و بر آں فاتحہ وقل و درود خوانند متبرک می شود و خوردن آں بسیار خوب است.''

وہ نیاز کا کھانا جس کا ثواب حسنین کریمین کو پہنچایا جائے اس پر سورۂ فاتحہ، قل شریف اور درود پاک پڑھیں متبرک ہو جاتا ہے اس کا کھانا بہت اچھا ہے۔

اسی طرح محمد علی خاں صاحب رئیس مراد آباد کے نام شاہ صاحب نے جو مکتوب بھیجا اس کی عبارت یہ ہے۔

بس بر ماحضر از طعام یا شیرینی فاتحہ خواندہ تقسیم بحاضرین مجلس می شود.

جو بھی کھانا یا شیرینی موجود ہو اس پر فاتحہ پڑھ کر وہ حاضرین مجلس میں تقسیم ہو۔

قرآن کریم میں اس بارے میں صاف فرمادیا گیا ہے کہ جس چیز پر خدا کا کلام پڑھا جائے اسے کھاؤ مگر مانعین پھر بھی مخالف ہیں۔ ہم نے ان حضرات کے اقوال وفتاویٰ کو صرف اس لئے نقل کیا ہے کہ مانعین فاتحہ و نیاز ان سے استناد کرتے ہیں اب خدا جانے ان اقوال کو کیوں نہیں مانتے۔

ایصال ثواب کس طرح کیا جائے:

فقیہ شامی نے شرح لباب سے نقل کیا ہے۔

اللھم اوصل مثل ثواب قرأته الی فلان (۲۹۷)

اے اللہ میری قرأت کا ثواب فلاں شخص کو پہنچادے۔

علامہ شامی نے متاخرین شافعیہ سے نقل کیا ہے:

وصول القرأة للمیت اذا کانت بحضرته او دعی له عقبها و لو غائبا لان محل القرأة تنزل الرحمة و البرکة و الدعاء عقبها ارجی للقبول (۲۹۸)

قرأت کا ثواب میت کو پہنچنا ثابت ہے میت کے سامنے قرأت ہو یا اگر سامنے نہ ہو اور میت غائب ہو تو پڑھکر دعا کی جائے اس لئے کہ قرأت کی وجہ سے رحمت و برکت نازل ہوتی ہے اور قرأت کے بعد دعا کرنے میں قبولیت کی امید ہے

خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی میں جو عبادت مالی ہے اس کے اندر اپنی امت کو ثواب میں شریک کرتے ہوئے فرمایا تھا۔

اللھم ان ھذا منك و لك من محمد و امته (۲۹۹)

اے اللہ! یہ تجھ سے اور تیرے لئے ہے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور اس کی امت کی جانب سے۔ مسلم شریف کی دوسری حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

اللھم تقبلها من محمد و اٰل محمد و من امة محمد (۳۰۰)

---

(۲۹۷) ردالمحتار: ابن عابدین، ج ا ص ۶۰۵، کتاب الصلوة: باب صلوة الجنائز

(۲۹۸) مرجع سابق

(۲۹۹) مشکوٰة: ج ا ص ۱۲۸، باب فی الاضحیه، اصح المطابع، دہلی

(۳۰۰) مشکوٰة: ج ا ص ۱۲۷، باب فی الاضحیه، اصح المطابع، دہلی

اے اللہ! اس کو محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور ان کی آل و امت کی جانب سے قبول فرما۔

جس طرح یہ دعا یا دعائے عقیقہ پڑھتے وقت جانور سامنے ہوتا ہے اسی طرح ثواب پہنچاتے وقت کھانے کو سامنے رکھ کر آیات قرآن پڑھ کر مردوں کی روح کو بخش دیتے ہیں اس میں کیا قباحت ہوئی اور شرک کس طرح لازم آ گیا؟

علامہ عینی شرح ہدایہ کے باب الحج میں تحریر کرتے ہیں:

ان المسلمين يجتمعون فى كل عصر و زمان و يقرؤن القرآن و يهدون ثوابه لموتاهم على هذه اهل الصلاح و الديانة من كل مذهب من المالكية و الشافعية وغيرهم و لاينكر ذلك منكر فكان اجماعاً

یقیناً مسلمین ہر زمانے میں جمع ہو کر قرآن کریم پڑھتے ہیں اور اس کا ثواب مردوں کو پہنچاتے ہیں اس بات پر صلاح و دیانت والے مذہب مالکی و شافعی وغیرہم متفق ہیں اس کا کوئی منکر نہیں پس اس پر اجماع ہو گیا۔

الغرض فاتحہ و نذر و نیاز جو مردوں کو ایصال ثواب کے لئے آیات شریفہ پڑھ کر بتعین تواریخ یا بلاتعین کیا جائے صحیح ہے، تعین تواریخ کی قید اس لئے لگائی گئی کہ اس میں بزرگوں اور اموات کی یاد ہو جاتی ہے اور عام طور پر پابندی سے ایصال ثواب ہو جاتا ہے عدم تعین میں نہ تو پابندی رہے گی اور نہ التزام سے ایصال ثواب ہو سکے گا ہم نے جس قدر دلائل درج کر دیئے وہ عنوانات کی صداقت کے لئے کافی ہیں مانعین و منکرین کے یہاں بھی اب تو ختم بخاری شریف اور کانفرنسوں مدارس کے جلسے اور امتحانات وغیرہ تعین تاریخ سے ہونے لگے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار.

دوجہ، تیجہ، چالیسواں وغیرہ:

قدیم الایام سے یہ معمول چلا آ رہا ہے کہ تدفین میت کے دوسرے یا

تیسرے دن یا دسویں، بیسویں، چالیسویں کو فاتحہ کرتے ہیں اور اس کا ثواب مردوں کی ارواح کو پہنچاتے ہیں یہ معمولات صحیح ہیں اس سلسلہ میں مانعین تعین اس کو بدعت سیئہ ٹھہراتے ہیں، حالانکہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میت کے ایصال ثواب کے لئے تعین فرمایا اور جمعہ جمعرات کے دن خصوصیت سے والدین کی زیارت کا حکم دیا۔

جمعہ کا تعین:

من زار قبر ابویه او احدهما فی کل جمعة غفر له و کتب برا (۳۰۱)

جس نے ہر جمعہ کو اپنے والدین یا ایک کی قبر کی زیارت کی اس کی بخشش ہوجاتی ہے اور اسے نیک لکھ دیا جاتا ہے۔

و کان یوم الثالث من وفات ابراهیم ابن محمد صلی اللّٰه علیه وسلم جاء ابو ذر عند النبی صلی اللّٰه علیه وسلم بتمرة یابسة و لبن فیه خبز من شعیر فوضعها عند النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فقرأ رسول اللّٰه صلی الله علیه وسلم الفاتحة و سورة الاخلاص ثلث مراة الی ان قال رفع یدیه للدعاء و مسح بوجهه فامر رسو ل اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ابا ذر ان یقتسمها بین الناس.

حضرت سیدنا ابراہیم فرزند رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کو تیسرا دن تھا کہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ حضور کے پاس خشک کھجور اور دودھ لائے جس میں جو کی روٹی تھی اس کو حضور کے نزدیک رکھا حضور نے اس پر

(۳۰۱) مشکوۃ: ج ا، کتاب الجنائز باب زیارۃ القبور، ص ۱۵۴، اصح المطابع، دہلی

سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص تین بار پڑھی اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر منہ پر پھیرے اور حکم دیا کہ لوگوں میں اسے تقسیم کردو۔

اخرج انس بن مالك رضى الله عنه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الليلة الاولىٰ عسيرة على الميت فتصدقوا له و ينبغى ان يواظب على الصدقة للميت سبعة ايام و قيل اربعين فان الميت يتشوق الى بيته.

انس بن مالک نے بیان کیا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میت پر پہلی رات سخت ہے اس کے لئے صدقہ خیرات کرو اور لائق ہے کہ ہمیشگی کریں صدقہ میت پر سات دن اور بعض نے کہا چالیس روز تک، کیونکہ میت اپنے گھر کی شائق ہوتی ہے۔

انھیں اقوال شریفہ پر نظر رکھتے ہوئے سلف سے اب تک یکم سے لے کر چالیس دن تک خیرات وصدقات اور نذر و نیاز کا تعامل چلا آرہا ہے۔بعض جگہ میت کے ساتھ کچھ غلہ وغیرہ کر دیتے ہیں اور جب میت دفن کردی جاتی ہے تو فقراء کو بانٹ دیتے ہیں اس کی غرض بھی یہ ہے کہ اس صدقہ کی بدولت میت کے عذاب میں فرق ہو غرض علی العموم ہمارے یہاں کے تمام معمولات ثابت الاصل اور صحیح ہیں۔

سویم کے چنوں پر ستر ہزار بار کلمہ پڑھنا:

اکابر متقدمین نے تیسرے دن جسے عرف عام میں تیجہ کہتے ہیں ختم قرآن شریف کے علاوہ چنوں پر کلمۂ طیبہ پڑھنے کی ترویج دی احادیث شریفہ میں ستر ہزار بار کلمۂ شریف پڑھ کر ایصال ثواب کے فضائل درج ہیں عام طور پر اتنی کافی تعداد میں تسبیحوں کا فراہم ہونا ہر جگہ مشکل تھا اس لئے حساب کر کے چنوں پر اس تعداد کے ساتھ پڑھنے کا معمول جاری کردیا گویا چنے کو تسبیح کا قائم مقام کیا گیا اور ستر ہزار بار پڑھنے کے لئے جماعت ضروری ہے اس لئے عام حکم دیگر مسلمانوں کو میت کی تدفین کے تیسرے دن مجتمع ہو کر قرآن پاک

اور کلمہ طیبہ پڑھنے کا حکم دیا گیا اور یہ تمام چنے غرباء اور محتاجوں پر تقسیم کر دیئے جاتے ہیں اس میں وہ کونسا پہلو ہے جس میں شرک کی ادنیٰ بو بھی آتی ہو۔

کلمہ طیبہ پڑھنے کی اصل:

ملا علی قاری مرقات شرح مشکوٰۃ میں نقل کرتے ہیں:

قال الشيخ محى الدين بن العربى انه بلغنى عن النبى صلى الله عليه وسلم من قال لا اله الا الله سبعين الفا غفر الله تعالىٰ و من قيل له غفر الله له ايضا فكنت ذكرت التهليلة بالعدد المروى من غير انوى لاحد بالخصوص فحضرت طعاما مع بعض الاصحاب و فيهم شاب مشهور بالكشف فاذا هو فى اثناء الاكل اظهر البكاء فسالته عن السبب فقال ارى امى فى العذاب فوهبت فى باطنى ثواب التهليلة المذكورة لها فضحك فقال انى اراها الان فى حسن المآب فقال الشيخ فعرفت صحة الحديث بصحة كشفه و صحة كشفه بصحة الحديث.

حضرت محی الدین عربی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حدیث پہنچی تھی کہ جو شخص ستر ہزار مرتبہ "لا الہ الا اللہ" کہے اللہ اس کی مغفرت کر دیتا ہے اور جس کے لئے اتنی بار کہا جائے اس کی بھی مغفرت ہو جاتی ہے میں نے اتنی ہی بار "لا الــه الا اللہ" پڑھا اور اس میں کسی کے لئے خاص نیت نہ تھی میں اپنے رفقاء میں سے ایک رفیق کے یہاں دعوت میں گیا ان میں ایک وہ نوجوان بھی تھا جس کے کشف کا شہرہ تھا وہ کھانا کھاتے کھاتے رونے لگا سبب پوچھا کہا اپنی ماں کو عذاب میں دیکھتا ہوں میں نے اپنے دل میں پڑھے ہوئے کلمہ طیبہ کا ثواب اس کی

ماں کو بخش دیا وہ نوجوان اسی وقت ہنسنے لگا اور کہنے لگا اب میں اپنی ماں کو اچھی جگہ دیکھتا ہوں امام محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں میں نے حدیث کی صحت اس جوان کے کشف سے پہچانی اور اس کے کشف کی صحت حدیث کی صحت سے پہچانی۔

بعض احادیث میں ستر ہزار کے علاوہ ایک لاکھ مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھ کر میت کو بخشنے کا ذکر ہے اور فرمایا گیا ہے کہ اس کے باعث میت کی مغفرت ہو جاتی ہے۔

عرس اولیاء اللہ:

تمام سلاسل طریقت میں معمول ہے کہ جس تاریخ پر کسی بزرگ کا وصال ہوا اس تاریخ پر عام و خاص مسلمان مجتمع ہو کر ختم کلام پاک کرتے ہیں۔ مجالس ذکر نبویہ منعقد ہوتی ہیں مواعظ حسنہ کا سلسلہ رہتا ہے، جس میں احکام خدا اور رسول پاک کے خصائل بیان کئے جاتے ہیں۔ بقیہ اوقات میں اذکار جلی وغیرہ کئے جاتے ہیں یہ معمول صحیح و مستحب ہے جس کی سند موجود ہے۔

عن عباد بن ابی صالح ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان یاتی قبور الشھداء باحد علی رأس کل حول فیقول سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار قال و جاء ھا ابوبکر ثم عمر ثم عثمان. (۳۰۲)

عباد بن ابی صالح سے روایت ہے کہ حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر سال کے شروع میں شہداء احد کی قبور کی زیارت کے لئے تشریف لایا کرتے تھے اور "سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار" فرماتے اور ابوبکر و عمر و عثمان رضوان اللہ علیہم بھی تشریف لایا کرتے تھے۔

فلما قدم معاویة بن سفیان حاجاجاء ھم قال و ماکان

---

(۳۰۲) وفاء الوفاء: ج۳، ص۹۳۲، الفصل السابع فی فضل احد و الشھداء، دار احیاء التراث العربی، بیروت

النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا واجہ الشعب قال سلام علیکم بما صبرتم فنعم اجرا العالمین. (۳۰۳)

جب حضرت معاویہ حج کے لئے آئے اور مدینہ طیبہ پہنچے تو وہ بھی شہداء احد کے پاس آئے جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گھاٹی کے سامنے تشریف لاتے تو "سلام علیکم فنعم عقبی الدار" فرماتے۔

حدیث مذکور میں لفظ رأس کل حول کو سامنے رکھ کر حضرات اولیاء اللہ اور علمائے متقدمین نے اعراس کی ترویج فرمائی اگر بنظر عمیق عرسوں کی حقیقت پر نگاہ ڈالی جائی تو پتہ چلتا ہے کہ یہ اعراس دراصل سال کا ایک عظیم الشان اجتماع تھے جن میں حضرات مشائخ اپنے خلفاء و مریدین کا تزکیۂ روحانی فرما کر تبلیغی میدانوں صحراؤں میں روانہ کرتے تھے اور ان مقدس مجالس عرس میں تبلیغ دین اور تزکیہ روحانی کے احکام صادر کئے جاتے تھے آج بھی اگر ہماری خانقاہوں کا وہی اگلا سا نظام قائم ہو جائے اور حضرات مشائخ کرام اپنے اسلاف کبار کی تبلیغی حیات پر نظر فرما کر سعی کریں موجودہ دور کی لامذہبیت دور ہو جائے اور پھر اہل زمانہ کو انھیں کمبل پوشوں کے قدموں پر سر اطاعت خم کرنا پڑے۔

اعراس شریفہ کی محافل میں جس قدر مواعظ وغیرہ ہوتے ہیں وہ ارادتمندوں اور مریدین کے اندر مذہبی کیفیت و جوش پیدا کرتے ہیں پھر ان مواقع پر ہزاروں وہ غرباء جو قوت لایموت کو ترستے ہیں ان کے پیٹ بھرنے کا سامان ہو جاتا ہے۔ البتہ ان اعراس کو ناچ رنگ کی محفل بنانا اور ایسے امور کا ارتکاب کرنا جو شریعت کے خلاف ہوں ممنوع ہے مثلاً مزارات و اعراس پر عورتوں کا کثرت سے بے نقاب و بے پردہ آنا اور مردوں کے مجمع میں بغیر حجاب کے شریک ہونا غیر صحیح ہے اور اس کا یہ سبب ہے کہ آج ہمارے ہاتھ میں نہ تو کوئی قوت نفاذیہ ہے اور نہ احکام اسلامی کے حدود و اجراء کی کوئی طاقت جب تک یہ نہ ہو حضرات علماء و مشائخ کرام کا فرض ہے کہ وہ ایسے امور سے روکیں اور اپنے مواعظ میں اس کی تبلیغ

---

(۳۰۳) مرجع سابق

کریں عورتیں اگر شرکت بھی کریں تو ان کی نشست مردوں سے قطعاً علیحدہ ہونی چاہئے۔

سراج الہدایہ میں ہے:

> و یحتاط فی ساعة نقل ارواح فانه ارواح الموتی یاتون فی ایام العرس فی کل عام فی ذلك الموضع فی تلك الساعة فان بذلك تفرح ارواحهم و ان فیه تاثیرا بلیغاً.
>
> اور جس وقت روح منتقل ہوتی ہے اس وقت کی احتیاط کی جائے کیونکہ مردوں کی روحیں عرس کے دنوں میں ہر سال اس وقت جب کہ روح نکلی تھی اپنی جگہ پر آتی ہیں اور خوش ہوتی ہیں اور اس میں تاثیر بلیغ ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں:

> ''ازینجاست حفظ اعراس مشائخ و مواظبت زیارت قبور ایشاں و التزام فاتحہ خواندن و صدقہ دادن برائے ایشاں و اعتنائے تمام کردن بہ تعظیم آثار و اولاد و منتسبان ایشاں''
>
> ترجمہ: مشائخ کرام کے عرس کا اہتمام کرنا ان کے قبور کی زیارت پر ہمیشگی کرنا فاتحہ خوانی کا التزام کرنا ان کے واسطے صدقہ دینا ان اولیاء کرام کے آثار اور اولاد اور متعلقین کی تعظیم کرنا اسی وجہ سے بہتر ہے۔

غرض نفس عرس کا مسئلہ اپنی جگہ صحیح ہے اور ارواح اولیاء اللہ کا ان مواقع پر قبر میں آنا ثابت ہے، تاریخ انتقال کی احتیاط کی جانے کے معنی بھی یہی ہیں کہ جس وقت اس ولی کا وصال ہوا ہے اس موقع کو فراموش نہ کیا جائے بلاشبہ وہ وقت باعث برکت ہے۔

آج تو مانعین و منکرین کا یہ حال ہے کہ وہ مشرکین ہند کے سالانہ جلوس جو مہینوں اور تاریخوں کی قید سے ہوتے ہیں ان میں نہ صرف یہ کہ شرکت کرتے ہیں بلکہ قومی فریضہ ٹھہراتے ہیں۔

چادریں چڑھانا:

اولیاء اللہ کے مزارات پر چادر ڈالنا جائز ہے جس کی غرض میت کی عظمت وتوقیر ہے ائمہ مجتہدین نے غلاف کعبہ سے استناد فرمایا، چنانچہ اس باب میں مختصراً احکام درج کئے جاتے ہیں۔ تنقیح الفتاویٰ الحامدیہ میں علامہ محمد بن عابدین نے کشف النور عن اصحاب القبور مصنفہ امام علامہ نابلسی قدس سرہ سے نقل کیا ہے۔

لکن نحن الان نقول انکان القصد بذلك التعظيم فی اعين العامة حتی لا يحتقروا صاحب هذا للقبر الذی و ضعت عليه الثياب و العمائم و جلب الخشوع و الادب لقلوب الغافلين الزائرين لان قلوبهم نافرة عن الحضور فی التادب بين يدی اولياء الله تعالیٰ المدفونين فی تلك القبور كما ذكرنا من حضور روحانيتهم المباركة عند قبورهم فهو امر جائز لا ينبغی النهی عنه لان الاعمال بالبنات و لكل امر مانوی. (۳۰۴)

لیکن ہم یہ کہتے ہیں اگر چادروغیرہ ڈالنے سے عوام کی نظر میں مزارات اولیائے کرام کی عظمت پیدا کرنا ہوتا کہ جس مزار پر کپڑے عمامے رکھے دیکھیں اس کو ولی کا مزار جان کر تحقیر سے باز رہیں اور زیارت کرنے والے غافلوں کے دلوں میں خشوع و ادب پیدا ہو کہ مزارات اولیاء کے حضور میں ان کے دل ادب کے لئے تابعدار نہیں ہوتے اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ مزارات کے پاس اولیائے کرام کی روحیں حاضر ہوتی ہیں تو اس نیت سے چادروغیرہ ڈالنا امر جائز ہے جس سے ممانعت نہیں کرنا چاہیئے اس لئے کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لئے اس

---

(۳۰۴) کشف النور عن اصحاب القبور: علامہ نابلسی، ص۱۰

کی نیت کا بدلہ ہے۔
ردالمحتار میں ہے:

و لکن نقول الان اذا قصد به التعظیم فی عیون العامة کی لایحتقروا صاحب القبر و لجلب الخشوع و الادب للغافلین الزائرین فهو جائز. (۳۰۵)

لیکن اس وقت ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر چادر وغیرہ ڈالنے سے عوام کی نگاہ میں مزارات کی عظمت پیدا کرنا ہو، تا کہ وہ تحقیر نہ کریں صاحب قبر کی اور غافلوں کے دلوں میں خشوع وادب پیدا ہو تو یہ جائز ہے۔

البتہ چادروں کا جلوس طوائفوں وغیرہ کے ساتھ نکالنا قطعاً نا جائز ہے۔

چراغاں کرنا:

خانقاہوں یا قبرستان میں جہاں ایام اعراس میں زائرین کا اجتماع ہوتا ہے لوگ نماز پڑھتے ہیں تلاوت کلام پاک کی جاتی ہے رات کو بیٹھ کر ذکر کیا جاتا ہے نعت و مناقب نبویہ اور مواعظ حسنہ کی مجالس منعقد ہوتی ہیں روشنی یا چراغاں کرنا صحیح و درست ہے تا کہ زائرین کو دشواری نہ ہو علمائے متقدمین نے حضرت تمیم داری صحابی رضی اللہ عنہ کے اس فعل سے جو انھوں نے مسجد نبوی میں چراغاں کر کے کیا سند لی جاتی ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح بخاری میں تحریر فرماتے ہیں:

و کان تمیم الداری من افاضل الصحابة و له مناقب و هو اول من اسرج المسجد.

حضرت تمیم داری افاضل صحابہ میں صاحب مناقب صحابی ہیں اور وہ پہلے صحابی ہیں جنھوں نے مسجد نبوی میں چراغاں کیا۔

انھیں حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کے متعلق اسد الغابه فی معرفة

---

(۳۰۵) ردالمحتار: ابن عابدین، ج ۵، ص ۳۱۹، مطبع عثمانیہ، استنبول ۱۳۲۷ھ

الصحابہ میں جو تحریر ہے اس کا ہم ترجمہ نقل کر رہے ہیں۔
تمیم داری کے غلام سراج نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ہم تمیم داری کے پانچ غلام تھے میرے آقا نے مجھے حکم دیا تو میں نے مسجد نبوی کو زیتون کے تیل کے چراغوں سے روشن کر دیا اس سے پہلے خرما کی لکڑی جلتی تھی پس حضور پاک نے دریافت فرمایا کہ ہماری مسجد کو کس نے جگمگا دیا تمیم داری نے کہا میرے غلام نے اور میری طرف اشارہ کر کے مجھے بتایا حضور نے میرا نام دریافت فرمایا میں نے اپنا نام فتح بتایا تو حضور نے فرمایا نہیں اس کا نام سراج ہے۔
اسی واقعہ سے علمائے کرام نے چراغاں کرنا جائز و مستحب قرار دیا۔
مجمع البحار میں ہے:
انکان فیه مسجدا وغیره ینتفع فیه لتلاوة او لذکر فلا بأس بالسراج فیه
اگر قبرستان میں مسجد وغیرہ ہو کہ اس میں تلاوت و ذکر سے نفع حاصل کیا جائے تو وہاں چراغ میں حرج نہیں۔
حدیقہ ندیہ میں ہے:
و اما اذا کان موضع القبور مسجدا او علی طریق او کان هناك احد جالس اوکان قبر ولی من الاولیاء و عالم من المحققین تعظیما لروحه المشرقة علی تراب جیده کاشراق و الشمس علی الارض اعلاما للناس انه ولی لیتبرکوا و یدعو الله تعالیٰ عنده فیستجاب لهم فهو امر جائز لامنع منه والاعمال بالنیات.
عارف باللہ حضرت عبد الغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں قبرستان میں

چراغ جلانے کی ممانعت صرف اس صورت میں ہے کہ بالکل نفع سے خالی ہو ورنہ اگر وہاں مسجد ہو یا گذرگاہ یا وہاں پر کوئی بیٹھتا ہے یا کسی ولی یا عالم محقق کا مزار ہے اس کی روح مبارک کہ اس خاک بدن پر اس طرح اپنا پرتو ڈال رہی ہے جیسے زمین پر آفتاب، اس کی تعظیم کے لئے چراغاں کیا جائے تا کہ لوگ جانیں کہ یہ ولی اللہ کا مزار ہے اس سے برکت حاصل کریں اور اس کے پاس اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ ان کی دعا قبول ہو تو یہ جائز ہے جس کی ہرگز ممانعت نہیں اور ہر کام کا دارومدار نیت پر ہے۔

اس عنوان کے سلسلہ میں مانعین اس حدیث شریف کو پیش کرتے ہیں جس میں خاص قبر پر چراغ جلانے کی ممانعت کی گئی ہے لیکن قبر یا مقبرہ میں بغرض دینی ہو تو ممانعت نہیں۔

اس زمانہ میں یہ مانعین بجلی کے ہزراوں قمقموں کو روشن کر کے اپنی کانفرنسوں کی رونق دوبالا کر کے اور مجمع کی سہولت کی خاطر ہزاروں روپیہ روشنی کی نذر کر دیتے ہیں، جہاں یہ غرض ہو کہ زائرین آرام سے تلاوت کلام پاک کریں، نماز ادا کریں، آسانی سے راتوں کو چل پھر سکیں، موذی کیڑوں سے روشنی کے باعث محفوظ ہو جائیں، وہ روشنی ممنوع بتائی جائے؟ اگر جلسوں کانفرنسوں کی روشنی اس لئے جائز ہے کہ سامعین کو سہولت ہو تو کوئی وجہ نہیں کہ مقابر میں آنے جانے والوں اور ختم کلام پاک کرنے والوں کے لئے چراغاں نا جائز ہو۔

گیارہویں شریف:

حضرت دستگیر عالم حضور سیدنا غوث اعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی بغدادی رضی اللہ عنہ کی روح پاک کو ایصال ثواب کی غرض سے گیارہویں شریف منعقد کرنا باعث برکت وثواب ہے اور اس کی مداومت تاثیر عجیب رکھتی ہے جس کی ممانعت میں نہ کوئی آیت ہے نہ حدیث۔ سابقہ اوراق میں ہم نے ایصال ثواب کی احادیث ذکر کر دی ہیں مختصراً یہاں بھی

اس کا ذکر کئے جاتے ہیں۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم عاشورہ اور پیر کے دن کے روزہ کا تعین فرمایا، اس طرح حضرت عتبان بن مالک صحابی رضی اللہ عنہ کی اس درخواست کو کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے مکان کے ایک گوشہ میں نماز پڑھیں آپ نے قبول فرمایا اور نماز کی جگہ متعین فرمادی، اسی طرح مسجد قبا جانے کے لئے ہفتہ کا دن متعین کیا۔

غرض گیارہویں شریف بارہویں شریف وغیرہ کا بغرض ایصال ثواب ونفع اموات واحیاء منعقد کرنا غرباء کو ایصال ثواب کے بعد طعام تقسیم کرنا ثواب شرعی کی ایک قسم ہے، جس کا انکار مضامین قرآن واحادیث واجماع امت کے مخالف ہے اسے مطلقاً بدعت و حرام بتانا جہالت ہے کیا ہر بدعت گمراہی ہے؟

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جماعت تراویح مقرر کی حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جمعہ کی اذان ثانی قائم کی اور اسی طرح دوسرے اور امور کیا، معاذ اللہ ان اکابر کو بدعتی کہا جاسکتا ہے؟۔قرآن کریم پر اعراب لگانا، صرف ونحو کی تعلیم حاصل کرنا، جمعہ کی تعطیل، نمازوں کے اوقات کا گھنٹوں گھڑیوں کے حساب سے مقرر کرنا، رسائل واخبارات کے سالنامے نکالنا اور اخبارات کے لئے پابندی نظام اوقات کے لئے ہر معینہ تاریخ پر شائع کرنا، کانفرنسوں اور جلسوں کے لئے قبل سے تواریخ وسال کا تعین کرنا، شعبان کے مہینہ میں خصوصیت سے امتحانات مدارس کا ہونا اور تعطیل کیا جانا، یہ وہ سب امور ہیں جن پر مانعین کا عمل ہو رہا ہے۔اگر یہ امور مروجہ صحیح اور بدعت نہیں ہیں تو پھر گیارہویں اور بارہویں شریف کیونکہ بدعت سیئہ ہوسکتی ہیں۔اکابر علمائے محققین نے اس بارے میں کافی مواد جمع فرمادیا ہے جسے بخوف طوالت کتاب ہم نے ترک کردیا ہے۔

یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاللہ کی بحث:

صاحب قبر کو اپنی مصیبت کے وقت ندا کرنے کا بیان سابقہ اوراق میں درج کیا جا چکا ہے، موجودہ عنوان کے تحت اس کا اعادہ تطویل کا باعث ہوگا اس لئے ہم یہاں ان میں

کی بعض احادیث اور بعض اشعار اور دوسرے اقوال علماء نقل کرتے ہیں تا کہ مسئلہ ندا غیر اللہ اس عنوان میں بخوبی واضح ہو جائے۔

صاحب حصن حصین بسند حدیث نقل فرماتے ہیں جب کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے یا اہم ضرورت پیش آئے تو کہے۔

۱۔"یا عباد الله اعینونی یا عباد اللّٰہ اعینونی عباد اللّٰہ اعینونی (۳۰۶)

صاحب حصن حصین نے بسند صحیح حدیث نقل فرمائی۔

من كانت له ضرورة فليتوضأ فليحسن وضوئه و صلى ركعتين ثم يدعوا (۳۰۷)

جب کسی کو کوئی ضرورت لاحق ہو تو وہ وضو کر کے دو رکعتیں پڑھ کر ذیل کی دعا مانگے۔

۲۔ اللهم انی اسئلك و اتوجه اليك بنبيك محمد نبی الرحمة يا محمد انی اتوجه بك الی ربك فی حاجتی هذه لتقضی لی اللهم فشفعه فیّ. (۳۰۸)

حدیث (۱) میں لفظ یا عباد اللہ تین بار کی تکرار سے اور وہ بھی غائب بندوں کو مخاطب کرتے ہوئے اور حدیث (۲) میں لفظ یا محمد کے ساتھ نفس مسئلہ ندا غیر اللہ کو اچھی طرح ثابت و صحیح قرار دیتا ہے صحابہ کرام نے اس دعا کو بعد وصال بھی لوگوں کو بصارت چشم کے لئے بتایا اگر معاذ اللہ یا محمد کہنا بعد وصال حرام و شرک ہوتا تو اصحاب کبار کیوں اس عمل کو جاری فرماتے۔

اسی طرح حضرت نابغہ صحابی رضی اللہ عنہ کا مشہور شعر ہم نے کتاب استیعاب سے

---

(۳۰۶) الحصن الحصین: المنزل الرابع ما یقال اذا انفلت الحیوان، ص۱۲۷، مطبع انوار محمدی، لکھنؤ ۱۳۰۶ھ

(۳۰۷) الحصن الحصین: المنزل الخامس، ص۱۵۱، مطبع نجم العلوم، لکھنؤ ۱۳۰۶ھ

(۳۰۸) مرجع سابق

حیات النبی کے عنوان میں جو درج کیا اس میں صاف وصریح الفاظ میں مزار مبارک سے ندا ہے پھر یہاں درج کرتے ہیں:

فیا قبر النبی و صاحبیه　　الا یا عوننا لا تسمعونا (۳۰۹)

علامہ قاضی عیاض شفا میں نقل فرماتے ہیں:

ان عبد اللّٰہ بن عمر خدرت رجله فقیل له اذکر احب الناس الیك یزل عنك فصاح یا محمداه (۳۱۰)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا پیر سو گیا تو ان سے کہا گیا کہ جو تمہیں تمام انسانوں میں زیادہ محبوب ہو اسے یاد کرو پس انھوں نے بلند آواز سے کہا یا محمداہ۔

جدی ومولائی حضرت تاج العرفاء مولانا فضل رسول البدایونی رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب بوارق محمدیہ میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے حسب ذیل اشعار تحریر فرمائے۔

الا یارسول اللّٰہ کنت رجائنا　　و کنت بنا برا و لم تك جافیا

یارسول اللہ آپ ہماری امید تھے اور ہم پر رحیم تھے اور ہم پر ظلم کرنے والے نہیں تھے۔

و کنت رحیما هادیا و معلما　　لیبك علیك الیوم من كان باكیا

آپ رحیم، ہادی اور معلم تھے آج کے دن آپ پر رونے والے رو رہے ہیں۔

علیك من السلام تحیتة و ادخلت　　جنات من العدن راضیا

آپ پر سلام ہو اور آپ جنات عدن میں رضا مند ہو کر داخل ہوں۔

حضرت امام یافعی فرماتے ہیں:

یا واحد الدهر یا عین الوجود ویا　　عبث الانام و هادی کل جیران

اے یکتائے زمانہ اے عین وجود اور اے مخلوق کے فریاد رس اور ہر متحیر کے ہادی۔

---

(۳۰۹) الاستیعاب فی معرفة الاصحاب: ابن عبد البر، ج۴، ص۵۱۸، دار الجیل، بیروت

(۳۱۰) تصحیح المسائل: از حضور سیف اللہ المسلول علامہ فضل رسول بدایونی علیہ الرحمہ، ص۷۶، مطبع گلزار حسن، بحوالۂ شفاء

صاحب مواہب سیدی علی بن وفا کے شعر نقل فرماتے ہیں:

الا یا صاحب الوجه الجمیل　　سالتك ما بقیت وانت روحی

اے روشن چہرے والے میں آپ سے مانگتا رہوگا جب تک زندہ ہوں آپ میری روح ہیں۔

متی غاب شخصك عن عیانی　　رجعت فلاتری الا صریحی

جب آپ کا وجود میرے سامنے سے غائب ہو جائے گا میں لوٹ آؤں گا پس میری قبر کے سوائے کچھ نہیں دیکھئے گا۔

علامہ بوصیری فرماتے ہیں:

یا اکرم الخلق مالی من الوذبه　　سواك عند حلول الحادث العمم (۳۱۱)

اے مخلوق میں سب سے مکرم ذات حوادث زمانہ کے اترنے کے وقت کون ہے جس کی میں پناہ حاصل کروں۔

صاحب قصیدۂ ہمزیہ فرماتے ہیں:

یا رحیما بالمؤمنین اذاما　　ذهلت عن ابنائها الرحماء

اے مسلمانو پر رحیم جس وقت رحم کرنے والے اپنے بیٹوں کو بھول جائیں۔

یا شفیع فی المذنبین اذا ما　　اشفق من خوف ذنبه البرا

اے گنہگاروں کی سفارش کرنے والے جس وقت کہ گناہوں کے خوف سے اچھے لوگ ڈریں۔

شاہ ولی اللہ صاحب اپنے قصیدہ اطیب النغم میں فرماتے ہیں:

و صلی علیك الله یا خیر خلقه　　ویا خیر مامول و یا خیر واهب

اے مخلوق میں سب سے بہتر اور بہترین امید اور سب سے بہتر بخشنے اور عطا کرنے والے اللہ آپ پر رحمتیں نازل فرمائے۔

---

(۳۱۱)　　قصیدہ بردہ: شعر ۱۵۳

ویا خیر من یرجی لکشف رزیة و من جوده فاق من جود السحائب

اے ان لوگوں میں سب سے بہتر کہ جن سے مصیبت کے دور کرنے کی امید کی جاتی ہے اور وہ کہ جن کا وجود بارشوں کے وجود سے فوقیت لے گیا۔

حضرت امام شافعی نے حضرات اہل بیت کی قبور سے ''یا'' کے ساتھ جس طرح خطاب فرمایا اسے ملا علی قاری نے نقل کیا ہے فرماتے ہیں:

یا اهل بیت رسول الله حبکم فرض من الله من القرآن انزله

اے رسول اللہ کے گھر والو! تمہاری محبت اللہ کی جانب سے فرض ہے اس نے اسی قرآن میں اتارا ہے۔

کفاکم من عظیم القدر انکم من لم یصل علیکم لا صلوٰة له

ترجمہ: تمہاری عظمت قدر کے لئے یہ بات کافی ہے کہ جس نے تم پر درود نہ پڑھا اس کی نماز ہی نہ ہوئی۔

مذکورہ بالا کلام سے ندا کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کو پکارنا ثابت و روشن ہو گیا پس انھیں کے اس فرزند محترم کو جو تمام اولیائے کاملین کا سردار ہے اور جس کا ارشاد ہے "قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله" اور جو یہ فرماتا ہے: "یدی علی مریدی کالسماء علی الارض" (میرا ہاتھ اپنے مرید پر اس طرح ہے جیسا کہ آسمان زمین پر ہے۔) جس کا سلسلۂ شریفہ تمام سلاسل طریقت کا مرکز اصلی، اسے یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کہہ کر پکارنا ہر طرح صحیح ہے سلسلۂ قادریہ میں یہ ذکر شریف عجیب التاثیر اور جامع البرکات مانا گیا ہے جس کے پڑھنے کے مختلف طریقے ہیں ان کی نقل کی گنجائش نہیں۔ اب ذیل میں فقہائے کرام کے اقوال اس بارے میں درج کئے جاتے ہیں۔

فقہ حنفی کی کتابوں میں فتاویٰ خیریہ معتبر اور صحیح کتاب ہے اس میں ہے:

اما قولهم یا شیخ عبد القادر فهو نداء و اذا اضیف الیه شیئا

لله فهو طلب شئ اكراما لله فما الموجب لحرمته. (۳۱۲)

اہل اسلام کا قول یا شیخ عبد القادر ایک ندا ہے اور جب اس کی طرف شیئا للہ ملا دیا جائے تو طلب شی اکراماً ہے اس کے حرام ہونے کا کونسا موجب ہے۔ (کوئی نہیں)

شاہ ولی اللہ صاحب کے نزدیک یا علی پکارنا:

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کتاب انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں فرماتے ہیں:

ایں فقیر خرقہ از دست شیخ ابو طاہر کردی پوشیدہ و ایشاں بعمل آنچہ در جواہر خمسہ اجازت دادند عن ابیہ الشیخ ابراہیم الکدری عن الشیخ احمد القشاشی عن الشیخ احمد الشناوی و ایضا در سفر حج چوں بر لاہور رسید و دست بوس شیخ محمد سعید لاہوری یافت ایشاں اجازت دعائے سیفی دادند بل اجازت جمیع اعمال جواہر خمسہ وسند خود بیان کردند۔ (۳۱۳)

فقیر نے اس خرقہ کو شیخ ابو طاہر کردی کے دست مبارک سے حاصل کیا اور انھوں نے جواہر خمسہ میں اس کی اجازت دی ہے شیخ ابراہیم الکدری سے انھوں نے شیخ احمد القشاشی سے انھوں نے شیخ احمد شناوی سے، حج کے سفر میں جب میں لاہور پہنچا شیخ محمد سعید لاہوری کی دست بوسی کی انھوں نے دعائے سیفی کی اجازت دی بلکہ تمام اعمال جواہر خمسہ اور اپنی سند بیان کی۔

شاہ صاحب دعائے سیفی کی ترکیب یوں تحریر فرماتے ہیں:

نادعلی ہفت بار یا سہ بار یا یکبار بخواند و آن این است

وظیفہ نادعلی سات بار یا سہ بار یا ایک بار پڑھے اور وہ یہ ہے۔

نـــاد عـلـيـــا مظهر الـعـجـائـب تـجـده عــونـــا الك فى النوائـب

---

(۳۱۲) فتاویٰ خیریہ: ج ۲ ص ۲۸۲ مطبوعہ ارگ بازار، قندھار (افغانستان)

۳۱۳۔ انتباہ الاذکیاء فی سلاسل اولیاء اللہ: شاہ ولی اللہ محدث دھلوی

وظیفہ ناد علی عجائب خوارق مظہر ہے تو ان کو مصیبتوں میں اپنا مددگار پائے گا۔

کل هم و غم سینجلی و لایتك یا علی یا علی یا علی

ہر غم والم دور ہوتا ہے حضرت علی کی ولایت سے یا علی یا علی یا علی

ناد علی کے الفاظ یا علی یا علی یا علی کی تکرار اور دوسرے الفاظ خطاب پر مانعین حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کو بھی مشرک ٹھہرائیں گے یانؤمن ببعض و نکفر بعض کے مصداق ان کے بعض اقوال پر ایمان اور بعض سے انکار کریں گے۔ یہی شاہ صاحب انتباہ میں، یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئا لله کی بحث میں تحریر فرماتے ہیں:

بعض اصحاب طریقۂ قادریہ برائے حصول مہمات ختم بایں طور میکند

بعض قادریہ طریقت والے بڑے مقاصد کے حصول کے لئے اس طریقہ سے ختم کرتے ہیں۔

اول دو رکعت نفل بعد از اں یک صد و یازدہ بار درود و بعد از اں یک صد و یازدہ بار کلمہ تمجید، و یک صد و یازدہ بار شیئاللہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی خواند.

پہلے دو رکعت نفل پڑھے اس کے بعد ایک سو گیارہ بار درود شریف پڑھے ایک سو گیارہ بار کلمہ تمجید اور ایک سو گیارہ بار یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاللہ پڑھے۔

طبقات حسامیہ میں خواجۂ کلاں صاحبزادہ خواجہ باقی باللہ علیہما الرحمہ نے حضور سیدنا غوث اعظم رحمہ اللہ علیہ کے مناقب میں تحریر فرمایا:

وخود زیادہ بر ایں چہ منقبت خواہد کہ خواص وعوام حرمین الشریفین یا دوے را عقب یا د پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم میدارند و در پیش آمد ہر او التجا بدرگاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم از استعانت میجویند و ہر کہ در آن مقامین طیبین ست بہ شیئاللہ یا شیخ عبدالقادر مترنزم و مترنم است۔

اس سے زیادہ منقبت کیا ہوگی کہ حرمین شریفین کے خواص وعوام پیغمبر خدا

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یاد کے بعد آپ کو یاد رکھتے ہیں ہر آنے والی مصیبت کی التجا رسول خدا کی بارگاہ میں کرتے ہیں ان دونوں پاکیزہ مقامات پر لوگ یا شیخ عبدالقادر شیئا اللہ پڑھتے ہیں۔

صاحب بہجۃ الاسرار نے حضور سیدنا غوث اعظم سلطان الاولیاء حضرت سید عبدالقادر جیلانی سے نقل فرمایا اور حضرت شیخ الہند شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے اخبار الاخیار میں اس کا تذکرہ فرمایا خود شیخ فرماتے ہیں۔

جو کچھ خدا سے چاہو میرے وسیلہ سے چاہو تو تمہارا چاہا پورا ہوگا نیز فرماتے ہیں:

جو کوئی مصیبت میں مجھ سے مدد چاہے وہ مصیبت دور ہو جائے جو شدت غم میں میرے نام سے مجھے پکارے اس سے وہ شدت دور ہو جائے۔

انشاء اللہ آپ کا فیض باطنی الی یوم القیامۃ جاری رہے گا اور ان کی شفقت وکرم سے ہم قادری غلام میدان حشر میں اپنے آقا و مولیٰ کے لوائے طریقت قادریہ کے زیر سایہ ہوں گے۔

تہی دستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل۔ خضر از آب حیواں تشنہ می آرد سکندر را

ہمارے خاندان عالیہ قادریہ کے اجداد کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے قلمی رسائل میں بارگاہ غوثیت میں پیش کرنے والے معروضات اور قصیدہ غوثیہ شریف جو جامع البرکات ہے تفصیل سے درج ہیں جنہیں استصواب کرنا ہو اور جن قلوب میں نسبت و ارادت کے ساتھ جذبات عقیدت موجزن ہوں وہ فقیر سے دریافت کر سکتے ہیں۔

ہدیہ بروح حضور غوث الثقلین:

میں اس آخری عنوان کی بحث کو ختم کرتے ہوئے اپنی پوری تالیف کو بارگاہ حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ مین نذر کرتا ہوں اور اپنی تمام معصیت شعاریوں اور بشری کمزوریوں پر نظر کرتے ہوئے عرض کرتا ہوں کہ اے رضوان الٰہی اور رحمت نبوی میں آرام

فرمانے والے! میں گنہگار خاطی ہوں، عمل و کردار کے لحاظ سے بھی تہی دامن، شیئا اللہ یا شیخ عبد القادر جیلانی آپ کو آپ ہی کا واسطہ، آپ کی ریاضت و عبادت، زہد و تقویٰ کا صدقہ مرتبۂ ولایت کا تصدق، ان شب گزار اوقات کا صدقہ جس میں آپ نے تقرب الی اللہ فرما کر محبوبیت سبحانی کا لقب پایا اور سارے جہان کے اولیاء اللہ کے سردار ہوئے، اس لعاب دہن کا صدقہ جس کے قطرات نے آپ کو خطیب عصر بنا دیا۔ للہ ایک نظر کرم ہو ہاں اس کا طفیل جسے آپ نے مظہر حق بنا دیا۔ فضل رسول کا خطاب عطا فرما دیا اس کا واسطہ جس کے مقام عبدیت کو مکمل فرما کر عبد المقتدر بنا دیا اور اس کا واسطہ جو اپنی سیرت و کردار میں اصحاب کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مظہر تھا اور اطاعت نبویہ کا سراپا بن کر مطیع الرسول کہلایا۔ واسطہ اس کا جس نے عقائد حقہ کی خدمت میں وطن سے دور ہو کر اثنا راہ پٹنہ میں اپنی جان کو نذر کر کے مقام شہادت حاصل فرمایا اور جسم کا ایک ایک حصہ قطع ہوا۔ یا قیوم تجھے اسی شہید عشق عبد القیوم رحمۃ اللہ علیہ کا واسطہ مجھے بھی دولت دارین حاصل ہو، زبان و قلم، عمل کی ہر حرکت، زندگی کے ہر لمحہ میں تمہارا جلوہ ہو، دین کے زندہ کرنے والے سیدنا محی الدین رضی اللہ عنہ آپ نے دین کے مردہ قالب میں جان ڈالی آج بھی دین متین کفار و اعداء کے نرغہ میں ہے۔ مسلمان بے سہارا ہے اور سب سے زیادہ ہیبت ناک امر یہ ہے کہ وہ دین سے برگشتہ ہوتا جارہا ہے۔ واسطہ اپنے جد اعلیٰ، کربلا کی تپتی زمین میں کلمۂ اسلامیہ کو بلند کرنے والے سیدنا امام حسین امام عالی مقام کا ان کے ٹپکتے ہوئے قطرات خون کا، ننھے ننھے صاحب زادوں کے مشک ہونٹوں، تڑپتی لاشوں کا اسلام اور مسلمانوں کی نصرت فرمائیں۔ ہمیں اطاعت نبویہ کے جذبات عطا فرمائیں۔ جس طرح اپنے محبوب اور میرے جد اعلیٰ حضرت سیف اللہ المسلول رضی اللہ عنہ کو دشمنان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سرزنش اور ان کے فتنوں کے استیصال پر مامور فرما کر دشمنوں پر غالب و منصور فرما دیا تھا۔ مجھے بھی وہ دولت عطا ہو اور آپ کے خدام آپ کے مبارک طریقوں کے بقا و احیاء میں کامیاب ہوں۔

ہم نے دور موجودہ میں قیام حکومت اسلامیہ کے تصورات اپنے دماغوں میں قائم کئے ہیں اور کچھ سطحی جدو جہد شروع کی ہے شیئاً للہ یا شیخ عبد القادر جیلانی ہمیں ان عزائم میں برکت ہواور اپنی ہر سعی میں مذہب اور اس کے احکام کو مقدم رکھیں۔

میں اپنی اس حقیر تالیف کو آپ کے حضور پیش کرتا ہوں اور معروضہ کرتا ہوں کہ یہ خدمت مقبول ہو اور لوگ اس سے خاطر خواہ فائدہ حاصل کریں۔

آپ کے دونوں غلام عابد میاں سلمہ وزاہد میاں سلمہ جن کے لئے یہ تالیف مرتب کی ہے ان پر نظر کرم رہے دونوں علوم دینی وروحانی سے بہر یاب ہوں آگے بڑھ کر وہ کام کریں جو آپ کے پسندیدۂ خاطر ہوں آخر میں اپنے تمام متوسلین سلسلہ، اعزہ واحباب مسلمانوں کے حسن خاتمہ کی دعا کرتے ہوئے رخصت ہوتا ہوں۔

فقیر محمد عبد الحامد القادری البدایونی

☆☆☆

مادۂ تاریخ

از: جناب یعقوب حسین صاحب ضیاؔ القادری بدایونی

فاضل دیں مولوی حامد میاں فخر ملت نازشِ ہندوستاں
یادگارِ حضرتِ فضل رسول نوبہارِ گلشنِ تاجِ الفحول
فیضیاب علم و فضلِ مقتدر مرکز شیرازہ ہائے منتشر
واعظ و قاری و بے ہمتا خطیب صاحب تصنیف ذی رتبہ ادیب
آپ اس عہد رواں کے ہیں امام آپ کی تقریر ہے مقبول عام
چھپ چکے اکثر رسائل آپ کے حجتِ حق میں دلائل آپ کے
آپ کو آیا بہ لطف ذو الجلال خود ہی تصحیح عقائد کا خیال
جمع اسلامی عقائد کر دیئے دولتِ ایماں سے سینے بھر دیئے

ہے سنِ تصنیف پر مائل جو دل
رکھیئے تصحیح العقائد مستقل

۶۲ ھ ۱۳

☆☆☆

مادۂ تاریخ

از: جناب مولوی حاجی عبدالجامع صاحب قادری برکاتی، جامؔی بدایونی

حضرت حامد نے فرمائی وہ تصنیف لطیف
دیکھ کر ہوتی ہے جس کو پختگی ایمان کی

منطقی بحثیں نہیں، الجھی ہوئی باتیں نہیں
ہر سند میں آیتِ قرآں ہے یا قولِ نبی

چشمۂ نور حقیقت ہے حقیقت میں کتاب
نقطہ نقطہ سے نمایاں معرفت کی روشنی

سال تصحیح العقائد کی عبث جامؔی ہے فکر
کہ رقم تصدیق و تصحیح عقائد ہوگئی

۱۳ھ ۶۲

☆☆☆

از: جناب مولوی مجتہد الدین صاحب عیشؔ بدایونی

کتاب خوب و زیبا داد ترتیب　　فقیہ وعالم دیں عبد حامد
پئے تاریخ سالش گفتم اے عیشؔ　　احق تالیف تصحیح العقائد

۱۳۶۲ھ

☆☆☆

سلطان المؤرخین مولوی خلیل الدین صاحب نوشہؔ عباسی

عبد حامد قادری دامت علینا فضل ہم　　یادگارِ حضرت قیوم و ماجد با خدا
عالم فردِ زمان و فاضلِ یکتائے عصر　　حاجی و زائر امام و متقی حق آشنا
رات دن تصنیف اور تالیف ہی کام ہے　　ان کے ہاتھوں دین کی ترویج کا ہے سلسلہ
یہ جو تصحیح العقائد روبرو ہے آپ کے　　اہل سنت کے لئے ہے ایک شمع رہ نما
یا الٰہی اور ہو حسن رقم ان کا زیاد　　حی و قائم یہ رہیں قیوم بہر مصطفا

از سر احسنت نوشتہ خود کہا تاریخ نے
کیسی خوبی سے رسالہ یہ عقائد کا لکھا

۱۳۶۲ھ

☆☆☆

فہرست مراجع

۱- صحیح بخاری،
۲- صحیح مسلم،
۳- جامع ترمذی: کتب خانہ رشیدیہ، دہلی
۴- ابن ماجہ
۵- سنن دارمی: دار الفکر، بیروت
۶- قصیدہ بردہ: امام بوصیری
۷- مشکوۃ شریف، مطبوعہ اصح المطابع دہلی ۱۳۷۵ھ
۸- المواہب اللدنیہ: مطبع پوربندر، گجرات
۹- تفسیر بیضاوی: دار الفکر، بیروت
۱۰- جامع صغیر: امام جلال الدین سیوطی، مطبع البابی الحلبی مصر
۱۱- المعجم الاوسط: طبرانی، دار الحرمین، قاہرہ
۱۲- تنویر الحلك فی جواز رؤیة و الملك: جلال الدین سیوطی، دار جوامع الکلم، قاہرہ
۱۳- مسند ابی یعلی: دار المامون للتراث ۱۹۸۴ء
۱۴- التذکرہ فی حدیث الضعفہ: دار جوامع الکلم
۱۵- المسلك المنقسط: ملا علی قاری، مطبع المرید، مکہ مکرمہ
۱۶- وفاء الوفاء: نور الدین علی بن احمد، دار احیاء التراث العربی، لبنان
۱۷- مسند بزار: موسسہ علوم القرآن
۱۸- انتباہ الاذکیاء فی حیوۃ الانبیاء
۱۹- زرقانی شرح مواہب
۲۰- المستدرک: امام حاکم
۲۱- الجوہر المنظم: دار جوامع الکلم، قاہرہ
۲۲- المعجم الصغیر: المکتب الاسلامی، بیروت ۱۹۸۵ء
۲۳- الحصن الحصین: نجم العلوم لکھنؤ ۱۳۰۶ھ
۲۴- الاتقان: السیوطی، مکتبہ الفاروق الحدیثہ، قاہرہ ۱۴۱۵ھ
۲۵- تفسیر عرائس البیان
۲۶- تفسیر کبیر، مطبع امیریہ مصر
۲۷- تفسیر نسفی

۲۸- تفسیر خازن: مطبع امیریہ، مصر
۲۹- روض العصیر شرح الجامع الصغیر
۳۰- کتاب الابریز
۳۱- المعجم الکبیر: طبرانی
۳۲- عمدۃ القاری شرح بخاری
۳۳- تفسیر فتح القدیر
۳۴- مرقات شرح مشکوۃ: ملاعلی قاری، مطبع فیصل پریس، دیوبند ۲۰۰۵ء
۳۵- تفسیر روح البیان
۳۶- مسند احمد بن حنبل
۳۷- شفاء شریف
۳۸- الاصابہ فی تمیز الصحابہ
۳۹- سیرت ابن ہشام: اعتقاد پبلشنگ ہاؤس
۴۰- الشمائل المحمدیہ: شاہ عبد الغنی
۴۱- فتح المبین، امام نووی
۴۲- المورد الروی: ملاعلی قاری
۴۳- فیوض الحرمین: شاہ ولی اللہ
۴۴- الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ: شاہ ولی اللہ
۴۵- شفاء السائل: شاہ عبد الغنی
۴۶- موطا امام
۴۷- حجۃ البالغہ
۴۸- درثمین: شاہ ولی اللہ
۴۹- السنن الکبیر: دار الباز، مکہ مکرمہ
۵۰- موادر الانوار
۵۱- تفسیر در مکنون
۵۲- جامع المعجزات
۵۳- الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب
۵۴- فتح القدیر
۵۵- الجوہر المنظم
۵۶- شرح وقایہ

۵۷- مسند الحارث

۵۸- کرامات اولیا

۵۹- شعب الایمان

۶۰- کفایۃ المعتقد

۶۱- قلائد الجواہر: مطبع عثمانیہ، مصر ۱۳۱۳ھ

۶۲- شرح الصدور

۶۳- الخیرات الحسان فی مناقب النعمان: ابن حجر عسقلانی، مطبع الخیریہ، مصر ۱۳۰۴ھ

۶۴- سنن ابو داؤد

۶۵- سفینۃ النجات

۶۶- توضیح الہدی باعمال التقی

۶۷- رد المحتار: دار الطباعۃ المصریہ، قاہرہ

۶۸- عین شرح ہدایہ

۶۹- در مختار

۷۰- عینی شرح کنز الدقائق

۷۱- حاشیہ الطحاوی: دار المعرفۃ، بیروت ۱۹۷۵ء

۷۲- نوادر الاصول

۷۳- فتاوی عزیزیہ

۷۴- فوائد: سعد بن علی زنجانی

۷۵- زبدۃ النصائح، شاہ ولی اللہ

۷۶- کشف النور عن اصحاب القبور، علامہ نابلسی

۷۷- فتح الباری شرح بخاری، ابن حجر عسقلانی

۷۸- مجمع البحار

۷۹- تصحیح المسائل: سیف اللہ المسلول، علامہ فضل رسول بدایونی، مطبع

۸۰- بوارق محمدیہ، علامہ فضل رسول بدایونی

۸۱- اطیب النعم، شاہ ولی اللہ

۸۲- طبقات حسامیہ

۸۳- اخبار الاخیار، شاہ عبد الحق محدث دہلوی

۸۴- فتاوی خیریہ، ارگ بازار، قندھار

☆☆☆

مطبوعات تاج الفحول اکیڈمی بدایوں

۱۔ **احقاق حق** (فارسی) - سیف اللہ المسلول سیدنا شاہ فضل رسول قادری بدایونی
ترجمہ وتخریج، تحقیق: مولانا اسید الحق قادری، صفحات - ۱۵۶، قیمت - ۶۰/روپے

۲۔ **عقیدۂ شفاعت** کتاب وسنت کی روشنی میں -
سیف اللہ المسلول سیدنا شاہ فضل رسول قادری بدایونی
تسہیل وتخریج: مولانا اسید الحق قادری، صفحات - ۱۲۲، قیمت - ۴۰/روپے

۳۔ **مناصحة فی تحقیق مسائل المصافحة** (عربی) -
تاج الفحول مولانا شاہ عبد القادر قادری بدایونی
ترجمہ وتخریج: مولانا اسید الحق قادری صفحات - ۶۴، قیمت - ۲۰/روپے

۴۔ **طوالع الانوار** (تذکرۂ فضل رسول) - مولانا انوار الحق عثمانی بدایونی،
تسہیل وترتیب: مولانا اسید الحق قادری صفحات - ۱۰۴، قیمت - ۳۵/روپے

۵۔ **البناء المتین فی احکام قبور المسلمین** - مفتی محمد ابراہیم قادری بدایونی،
تخریج وتحقیق: مولانا دلشاد احمد قادری صفحات - ۴۰، قیمت - ۱۵/روپے

۶۔ **تذکار محبوب** (تذکرۂ عاشق الرسول مولانا عبد القدیر قادری بدایونی) -
مولانا عبد الرحیم قادری بدایونی صفحات - ۶۴، قیمت - ۲۰/روپے

۷۔ **مدینے میں** (مجموعۂ کلام) - تاجدارِ اہل سنت حضرت شیخ عبد الحمید محمد سالم قادری بدایونی
صفحات - ۶۸، قیمت - ۲۰/روپے

۸۔ **مولانا فیض احمد بدایونی** - پروفیسر محمد ایوب قادری،
تقدیم وترتیب: مولانا اسید الحق قادری، صفحات - ۶۴، قیمت - ۲۰/روپے

۹۔ **قرآن کریم کی سائنسی تفسیر** ایک تنقیدی مطالعہ - مولانا اسید الحق قادری
صفحات - ۶۴، قیمت - ۲۰/روپے

۱۰۔ مولانا فیض احمد بدایونی اور جنگ آزادی ۱۸۵۷ء (ہندی) - محمد تنویر خان قادری بدایونی
صفحات - ۴۰، قیمت - ۲۰/روپے

۱۱۔ **سیرت مصطفیٰ** (ﷺ) **کی جھلکیاں** (ہندی) - محمد تنویر خان قادری بدایونی
صفحات - ۴۴، قیمت - ۲۰/روپے